فتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کا ہندی ترجمہ المسمیٰ

بہ باغ ارم

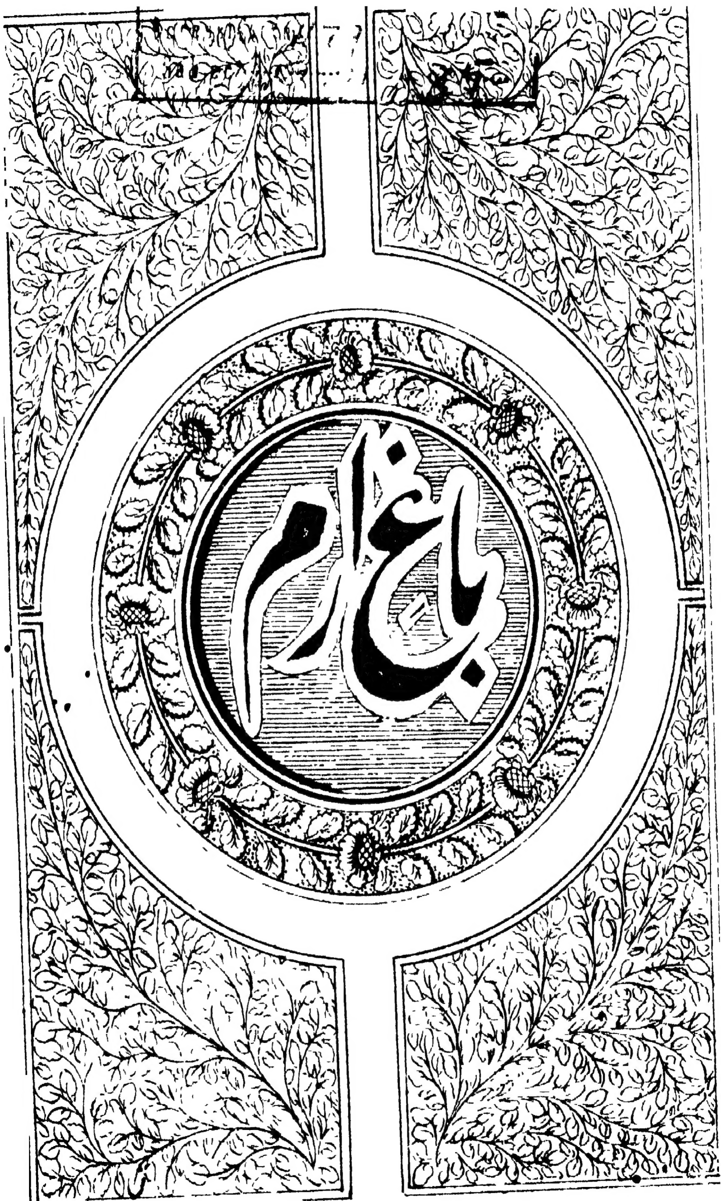
تصنیف کیا ہوا جناب شاہ مستعان مقبول حضرت سبحان باشندہ مدراس کا
جسکو محمد حسین صاحب بیکوارے نے اعانت سے حافظ کمال محمد صاحب کی
الفاظ غیر محاورہ اردو کے بدلکر سلیس ہندی میں بیچ سنہ ۱۲۶۱ ہجری کے شہر کلکتے میں چھپوایا تھا
اس نسخہ بے نظیر ہر دلپذیر کو خاک نعلین رسول الثقلین محمد حسین بن المرحوم محمد سلیم توقع اجر عظمیٰ نے
مطبع محمدی میں اپنے سنہ ۱۲۶۵ ہجریہ مقدسہ کو شہر بمبئی میں چھاپا

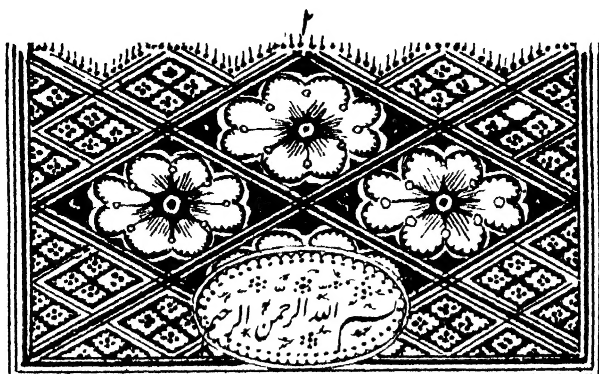
تاریخ طبع کتاب مستطاب ہذا

طرفہ کھلا گل ارمہ اسرار قدم کا / یا نور مبین مشرق مطلع ہے حرم کا
ہندی میں چھپی مثنوی روم ہے جسکا / قرآن کہا اُستادوں نے تھا عجم کا
اس خم میں وہ مے ہے کہ جھلکے روبرو اجسکے / از بس آداب اگر جام ہو جم کا
ہے باغ ارم اسکے چمن ہند کی تاریخ / اور نام بھی ہے اسی گلزار کرم کا
کی جستجو جو تاریخ پس از طبع خرد نے / ہاتف نے اچانک یہہ کہا باغ ارم کا

سنہ ۱۲۶۵ ہجری

فہرست : باغ ارم یعنی ترجمہ مثنوی شریف





حمد حق کیا کوئی زبان پر لا سکے — بے و بے نشان کا کیا نشان بتلا سکے

ممکنات حادث نا مستقیم — پائین کیون واجب کے اسرارِ قدیم

ہی منزہ ذات پاکِ ذو الجلال — نارسا اُس کُنہ مین وہم و خیال

فہم ہی اُس معرفت مین داغ داغ — عقل بھی نہ پا سکے اُسکا سُراغ

گرچہ ہی سب جزو کُل مین جلوہ گر — پر نہ کوئی دیکھا اُسے صاحبِ نظر

یہہ جہان قائم ہی اُسکی ذات سے — پر ہو گیا معلوم معدومات سے

یہہ جہان فانی ہی باقی اُسکی ذات — کچھ نہین موجود جُز ذات و صفات

ہر صفت مین خود وُہی موصوف ہی — خواہ وہ مجہول یا معروف ہی

جزو سے تا کُل اُسیکے کام ہین — یہان پہ ہم سب مُفت مین بدنام ہین

ہی وہی ساقی وہی جامِ شراب — نشۂ غفلت مین ہم تُم ہین خراب

دیکھ ٹک اپنے کو کر اپنے سے دور
جلوہ گر ہوتا ہے وحدت کا ظہور

جب تلک اپنے مین ہے تو پابند
پایگا کیون وہ نشانِ ارجمند

آپ ہی سب کچھ کیا پر سب سے غیر
آپ ہی ہے آپ سب باقی بخیر

طرفہ اُستادی ہے اُس اُستاد کی
بسے اِس خوبی سے یہہ بنیاد کی

عرش کہتے اِستوی الرّحمان ہے
جلوہ گاہ اُسکا دلِ انسان ہے

عرش حیران ہے کہان رحمان رحیم
آدمی سرگشتۂ اُمّید و بیم

مہر سے لے ماہ تا شام و سحر
ڈھونڈھتا اُسکو پھرے ہے دربدر

بحر نالان ہے کہان وہ کردگار
ابر آنکھون سے ہے دائم اشکبار

ہے غرض ہر ذرّہ اندر جست و جو
وہ جُدا اُن سے تو یک ذرّہ نہو

آفرین اے اُوستادِ باکمال
تجھکو ہی یہہ سحر سازی ہے حلال

تو دیا یک مشت مٹّی کو جلا
بس تجلّی کو ملک سجدہ کیا

بے ستون ایسا بنایا آسمان
جسمین حیرت ناک ہین سب انس و جان

دھر دیا اُوسے زمین ایسا الگ
جس مین سرگردان ہین جنّ و ملک

آفرینش کا تیری کیا ہو شمار
کر دیا یک بات مین ہژدہ ہزار

عاجزی بہتر تجھے اے ذات پاک
وصف تیرا کیا کرے یک مشت خاک

جب کہ لا احصی کہے ہین خاصگان / کیا زبان پر لائین ہم مشتِ سگان

مین ہون گرد اُس خاصگانکی راہ کا / چور ہون ازبسکہ تجھ درگاہ کا

عمر ساری معصیت مین کھو دیا / اب لیا ہون آسرا غفار کا

گرچہ مین عاصی ہون تیرا صبح و شام / عاصیان کو بخشنا تیرا ہی کام

پھر نامِ مصطفیٰ و آلِ پاک / مستعان کو بخش دے مت کر ہلاک

پھر لئے اُن خاص چار اصحاب سے / سب مرے احبابکو بھی بخش دے

نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مصطفیٰ کو کیا سمجھتا ہی عزیز / جا نہین اُنکے سمجھنے مین تمیز

جسم نیتھا کچھ تھا قدم کا ایک نور / ایک بھی کہنے سے تھی وہ بات دور

نہ اُسے کچھ نام تھا نہ کچھ نشان / گنج مخفی مین سراسر تھا نہان

گرد کھانے جلوہ حسنِ ازل / بحر وحدت ناگہان آیا اُبل

عشق کی بہنے لگی اُس سے نسیم / موج اوّل ہی وہی دُرِّ یتیم

پس محمدؐ اصل و باقی پھول پھل / شاخ و برگ و تخم ہوآئے نکل

آدمؑ و عیسیٰؑ اسی سے لے کل مرسلینؑ / ہین اُسی خرمن کے سارے خوشہ چین

آب و گل مین تھے ہنوز آدم عدم / تھا ہوا اُنکا بمیدان قدم

تھا ابھی تنور مین طوفانِ نوح
تھا ابھی گلزارِ ابراہیم نار
تھا ابھی نورِ یدِ بیضا نہان
ربِّ ارنی مین کہے موسیٰ ہنوز
تھا ابھی عیسیٰ دمِ حوا کے ساتھ
جملہ عالم تن محمد جان ہین
جانِ عالم جملہ خاکِ پائے او
عالمِ غیب و شہادت کے میان
باطن انکا ہی سراسر نور ذات
گر نہین سایہ تو کچھ نا ہو عجب
خوان لغمان مین خدا کے انکی ذات
مومنون کو ہی شکر ایمان کا
کافرون کو یہہ شکر گز زہر ہی
سب غلامان ہین اسی اوتار کے
مت رکھہ انکے ساتھہ ہرگز دلمین کین

پا چکے تھے وہ نبوت سے فتوح
کفر کے خرمن مین تھے انکے شرار
وہ کئے روشن چراغِ قدسیان
وہ لقائے حق سے تھے خاطر فروز
وہ لکھے عالم کو ہستی کی برات
اس مبارک نام کے قربان ہین
نیست در عالم کسے ہمتائے او
ہین مثالِ برزخ اندر جسم و جان
ظاہر ان کو نہین سایہ سنگات
خلقتِ عالم کے جب ہین وہ سبب
ہی نمک کسکو تو ہی کسکو نبات
کافرون کو زہر قاتل جان کا
یہہ بھی حق کا اقتضائے قہر ہی
کفر و ایمان چاکران دربار کے
ہین وہ بیشک رحمۃ للعالمین

مالکِ مُلکِ زمین و آسمان
ایک پلمین عرش پر نعلین چھوڑ

کیا عجب اُنکو اگر معراج ہو
نعت اُنکی بولنا کسکو مجال

حشر تک بولین اگر جن و بشر
ہی حقیقت اُنکی وحدت کا مقام

احدیت کے راز کے مالک وہی
مین بہت عاصی بہت حیران ہون

تم مقرر ہو شفیع دو جہان
دو جہان مین کچھ نہین ہی آسرا

یا رسول اللہ تم اپنے لطف سے
چار یار و پنجتن کے واسطے

آل و اصحاب اجمعین کے واسطے
دیکھنا یک چشم رحمت کی نظر

حق سے ہو صلوٰۃ تم پر یا رسول

خسرو دین تاجدار انس و جان
لامکان تک جا کے آئے باگ موڑ

لی مع اللہ جنکے سر پر تاج ہو
گر فرشتہ ہو زبان گویا ہی لال

تم یقین جانو کہ ہو گی مختصر
واحدیت اُنسے پائی انتظام

سب مراتب سے ہی اُنکو آگہی
معصیت مین بسکہ سرگردان ہون

تم مقرر خاتم پیغمبران
تم سوا یا خواجۂ ہر دو سرا

سب محبون کی شفاعت کیجئے
سب امامانِ زمن کے واسطے

اُمہات المؤمنین کے واسطے
تا دو عالم مین نہو ہمکو ضرر

دمبدم اور یہہ دعا میری قبول

مجھکو بھایون کو مرے ماباپ کو — سب مری اولاد اور احباب کو

سبب اِس کتاب کی تالیف اور تصنیف کا

دوستو ڈھونڈو اگر عالم تمام — آدمی مجھ سا نہین پاؤگے خام

عقل کی مجھ مین نہین بو باس ہی — گر گمان ہو تو فقط وسواس ہی

سو پریشانی سے کرتا تھا معاش — پر رہی مدت سے پیرونکی تلاش

پیر پایا پر نہ پایا مدعا — کیونکہ مین اُنکی حضوری مین کیا

بعد یک مدت بہ فضلِ کردگار — فیض سے مرشد کے دِل پایا قرار

ہی مرا مرشد امامُ العارفین — شاہ اِسمٰعیل بغدادی یقین

عُرف اُنکا نام حضرت بادشاہ — پیر ہین پیرونکے اور شاہونکے شاہ

خاندان اُنکا ہی روشن آفتاب — ہین مرے اجداد جسّے فیض یاب

ذات اُنکی معدن اسرار ہی — پر مجھے اُس گنج مین کیا بار ہی

ذرّہ گر خورشید سے ہو کامیاب — بے گمان معلوم ہو قدرِ نصاب

قطرہ گر دریا سے پاویگا کمال — اُسکا سرمایہ ہی اُسکی قدرِ حال

پر طفیل اُس شاہ دین کے دِل مرا — دین کے رستے طرف مائل ہوا

ہر کہین پایا کتب اِس راہ کی — عارفانِ کامل و آگاہ کی

دیکھنے مین اُنکے تھا مائل ضمیر / سب مین پایا مثنوی کو بے نظیر

مثنوی تفسیر ہی قرآن کی / مثنوی کُنجی ہی کُل عرفان کی

جو کہے حضرت جلال الدین روم / ذات پاک اُنکی تھی یک بحرِ علوم

اوّل اُسّے کرکے تھوڑا انتخاب / روز و شب ہونے لگا مین بہرہ یاب

دلمین یون آیا کہ گر یہہ پہلوی / ترجمہ ہو با زبانِ ہندوی

سہل تر مقصد کو پاوین دوستان / پر دماغ اُسکے سمجھنے کا کہان

حاصل اُسکا کر نصیحت اقتباس / ترجمے کا اُسکے مین ڈالا اساس

ترجمہ ایسا کہ مطلب ہو بہم / گرچہ ہو الفاظ مین کچھ بیش و کم

کچھ رعایت بھی رکھا افہام کی / تا رہے مرغوب خاص و عام کی

استعانت روح پاک اُنکی سے کر / خامۂ نقاش کا چیرا جگر

جب بر سینے کو لگا خونِ سیاہ / نارسائی ہی مری تھی عذر خواہ

عذر خدمت مین اُولو الالباب کے / سب بزرگون اور سب احباب کے

ہی یہی اس عاصیِ ناچیز کی / جو نہین رکھتا ہی بو تمیز کی

گر خطا دیکھو تو ہونا عیب پوش / تا رہو اصلاح سے اسکے خموش

در کہین نا درصواب آوے نظر / یاد کرنا ہی دعا سے سر بسر

کام رکھنا پند سے اس شاہ کی
چھوڑ تقصیرات اِس گمراہ کی

حرف حرف اِس کتابِ پاک کا
گوہرِ بے عیب و لعلِ بے بہا

پوست مین دُر مین پُرویا بیدریغ
مین کیا ہون ماہ کو پنہان میغ

پھول کو گھیرا ہون اندر خاربن
لیجئے اِس خاربن سے پھول چن

لیجئے چن وہ گُلِ بُلبُل شکار
ہی گُلِ خورشید جس گُل پر نثار

مطلب اِسکا گُل عبارت خار ہی
خار و گُل ہونا بہم ناچار ہی

گُل بغیر از خار کے ہوتا ہی کب
خار سے گُل چاہیے کرنا طلب

خار سے پیدا گُلِ رعنا ہُوا
بُلبُل اُس پر عاشقِ شیدا ہُوا

طالبانِ معنیٔ اسرار دین
عشق مین بُلبُل سے ہرگز کم نہین

واسطے اُس گُلکے ای صاحب شعور
خار کی مِنّت اُٹھانا ہی ضرور

نگہت اس گُل کی لیا جسکا دماغ
اُسکا دِل ہو عشقِ حق سے باغ باغ

پس اِسے فردوس عالی ہو مقام
اِس سے لئے باغِ ارم ہی اِسکا نام

١٢٤٤

نام اِسکا مین رکھا باغ ارم
رکھے مُدام اِسکو خدایا محترم

سال بھی اِس نام سے ہی آشکار
یک ہزار و دو صد و چہل و چہار

ہو مُبارک دوستدارون پر یہ باغ
دُشمنونکو دیجئے سینے مین داغ

ای جنابِ پاک مولانائے رُوم | خوں سے گلتا ہوں میں مانندِ موم
کیونکہ دُرد آمیز ہوں باآبِ صاف | لطف سے کر میری جرأت کو معاف
آب نیں وہ بلکہ ہی آبِ حیات | نظم ہی ظلمت میرا فی حدِّ ذات
ذائقہ اُس آب کا جسنے چکھا | اُسکو بُد شبہ ملے مُلکِ بقا
پس جو ہی آبِ بقا کا تشنہ لب | نظم سے میرے کرے اُسکو طلب

آغاز اس کتاب مستطابکا بر سبیل ترجمہ انتخاب کے

واصلِ حق پیشوائے عارفاں | ابتدا فرمائے ہیں ایسا بیان
نی حکایت کیا کرے ہی گوش کر | پھر جدائی کی شکایت سر بسر
بانی
نی وہی عارف جو کہتا دمبدم | میں نہیں جز موجِ دریائے قدم
ذات سے اپنے ہوں میں فانی ولے | جلوہ گر ذاتِ خدا مجھ میں سے ملے
حق سے ہوں موجود اپنے سے عدم | جو کہا حق سو کہوں میں دمبدم
تالبِ نی سے رہوں دمساز میں | اُسکے دم سے ہوں بلند آواز میں
جو صدا نکلے ہی مجھ سے جانگداز | ہی حقیقت میں صدائے نی نواز
خواہ فُرقان خواہ انجیل و زبور | ہی کلامِ حق کو میرے سے ظہور
انکدم ہونا نی گر مجھ سے جدا | نا سنوں گے پھر مرے سے یک نوا

جیون قلم ہوں ہاتھہ کاتب کے اسیر
اُسکے جُنبش سے ہون مین جُنبش پذیر

ذات سے اپنے نہین جُنبش سب مجھے
نا لکھون یکحرف بے اُسکے کبھی

ہاتھہ سے کاتب کے مین بے اِشتباہ
صفحۂ کافور کرتا ہون سیاہ

گرچہ ہر لحظہ برنگِ آب نوس
کھینچتا ہون سو خطِ زُلفِ عرُوس

سو عبارت ہائے رنگین بانمک
شکر حق یا خود شکایت با فلک

یا نوید وصل یا دردِ فراق
یا بیان حُسن شرح اِشتیاق

سربسر سب فعل ہی نقّاش کا
نقش جو نقّاش چاہا سو لکھا

گر مجھے چھوڑے زمین پر یک نفس
خُشک یک نی ہون پڑا ناچیز بس

جب سے کاتے ہین نیستان سے مجھے
مرد و زن روتے ہین میرے درد سے

نیستان وحدت ہی جسمین ہر عدم
ایک تھا نورِ قدم سے مل بہم

جُملہ اعیانِ جہان روزِ ازل
تھے نہین غمگین کسی خواہش بدل

نا تو وہ ہستی کی کچھہ بو پائے تھے
علم مین نا کے اعیان آئے تھے

مُتّحِد تھے ذات سے حق کے تمام
تھا نہین کچھہ اُنمین غیریّت کا نام

ناخُدا سے تھے جُدا نا ہم دِگر
غرقۂ دریائے وحدت سربسر

پائی جُنبش ناگہان دریائے جود
خود مین خود سے سب کا خود دیکھانا

امتیاز علم آیا درمیان ... بے نشانکے سب ہوئے ظاہر نشان

واجب و ممکن ہوئے ازہم جدا ... رسم و آئین دوئی پایا بنا

بعدہٗ پھر جوشش کی بحر محیط ... آلگی ساحل کو ارواح بسیط

پھر ہوا ایک موج دوم سے عیان ... برزخ جامع میان جسم و جان

ہی مثال مطلق اس برزخ کا نام ... درمیان جسم و جان اسکا مقام

موج پھر یک اور اٹھی اس بحر سے ... جسم اور جسمانیان ظاہر ہوئے

جسم کے اطوار بدلے چند بار ... طور آخر آدمی ہی خاکسار

سربسر ہر ہر مراتب کر عبور ... اصل سے اپنے ہوا انسان دور

گر نہین پھر وصل کا پاوے ثمر ... کون ہی انسان سے مہجور تر

مرد ہین اسماے خالق کے ودود ... عالمان اندر شیونات وجود

موج زن اعیان جملہ ممکنات ... جو قبولے فعل اسماو صفات

جب تمام اشیا و اسباب بے قصور ... رتبۂ انسان مین رکھتے ہین ظہور

سبکے سب روتے ہین ساتھ انسانکے ... اصل سے اپنے جدا ہم کیون ہوئے

اصل سے اپنے جو کوئی ہوتا جدا ... ڈھونڈتا ہی وصل پھر اصل کا

چاک ہو سینہ بشمشیر فراق ... تا کہون احوال درد اشتیاق

مین بهر محفل پهرا نالان ہوا — مفت بدحالان و خوش حالان ہوا

ہر کوئی خود گرچہ میرا یار تھا — پر نہ مجھ سے واقف اسرار تھا

بهید میرا دور نالے سے نہین — لیک چشم و گوش پاتے ہین کہین

جانسے تن تن سے جان پنہان نہین — دیکھنا جان کا و لے امکان نہین

بانگ نی کا یہہ آتش نین ہوا — جسکو یہہ آتش نہین سو ہو فنا

عشق کی آتش جو ہی نی مین پری — عشق کی جوشش ہی جو مے سے اٹھی

نی عجب کچھ زہر ہی تریاق ہی — نی عجب دمساز اور مشتاق ہی

نی عجب پُر خون سخن کرتا ہی ساز — بولتا ہی عشق مجنون کا نیاز

محرم اس اسرار کا بےہوش ہی — کب خریدار زبان جز گوش نہی

کاملون کا حال کب پاتے ہین خام — بس سخن کوتاہ کرنا والسلام

قید ہستی چھوڑ دے ای بیخبر — کب تلک پابند قید سیم و زر

کوزۂ چشم حریصان پر نہین — تا صدف قانع نہین پر در نہین

عاشقی مین جو گریبان چاک ہی — حرص کے عیبون سے یکسر پاک ہی

شاد ہو ای عشق خوش سودا میرے — ای طبیب جملہ علت ہا میرے

تو دوا ہے نخوت و ناموس ہی — تو ہی افلاطون و جالینوس ہی

عشق سے خاکی فلک پر ہی سوار — کوہ آیا رقص مین دیوانہ وار

جُفت ہوتا گر لبِ دمساز ہو — بولتا مین بولنے کی راز کو

ہم زبانون سے ہوا جو کوی جُدا — بے نوا ہی گرچہ ہووے بانوا

جب گیا گُل آئی گُلشن مین خزان — راز پھر بولین کہان پس بُلبُلان

سب وہی معشوق عاشق ہی حجاب — مُردہ عاشق زندہ معشوقِ خوشاب

عشق کو عاشق کی پروا اگر نہو — مُرغ ہی بے بال و پر افسوس دو

کسطرح مجھکو رہے ہوش و قرار — جب نہو ہمراہ میرے نورِ یار

حکایت بادشاہ کی جو باندی پر عاشق ہُوا

دوستو میری سنو یہہ داستان — خود حقیقت ہی ہمارا ہی بیان

بادشاہ پہلے زمانے مین کہین — تھا اُسے سب حشمتِ دنیا و دین

ازقضا یکدن وہ شاہِ نامدار — لے خواص اپنے گیا کرنے شکار

راستے مین یک کنیزک دیکھکر — دِل ہوا اُس شاہ کا زیر و زبر

ہوگیا زُلف اُس بتِ سیمین کے دام — شاہ تھا سو ہوگیا اُسکا غُلام

مُرغ جان اُسکا تڑپنے کو لگا — مال وے اُس آفتِ جان کو لیا

جب خرید اُسکو کیا پایا مُراد — ناگہان بیمار ہوئی وہ خورزاد

ہی عجب نیرنگیٔ دُنیاے دُون
تھا کوئی خر پر نہ تھی پالان اُسے
تھا کوئی کوزہ ولے پانی نہ تھا
کر طبیبان جمع یکسر شہریار
جان میں اسہل ہی جانا عزیز
سب کہے ہم اِسمین جان بازیگرین
ہم ہر یک سے ہی مسیح روزگار
پر نہین بولے خُدا چاہے اگر
ترک اِستثنا قساوت ہی مُراد
ہین بہت ایسے کہ نا کر مُنہہ سے بات
بندگی سرمایۂ دولت ہی جان
جو کئے تدبیر اور اُسکی دوا
از قضا سرکنگبین صفرا بڑھاے
تھا ہلیلہ قابض اُسکو نیشتر
شاہ جب دیکھا طبیبونکی خطا

دیکھہ دِکھلا آدمی ہوتا زبون
پاسے پالان خر کو لیگئے بھیڑیے
جب مِلا پانی تو کوزہ پھٹ گیا
درد سے ہر یک کو بولا زار زار
درد ہین اُسکے کرو فکر و تمیز
جمع کر خاطر کو ابا زی کرین
ہی دوا ہر مرض کی در اختیار
پس دِکھایا حق اُنہین عجزِ بشر
جو نہو فضلِ خُدا پر اِعتماد
جان کو رکھتے ہین اِستثنا کے سات
خود نمائی بے نصیبی کا نشان
بے اثر تھی مرض افزون تر ہُوا
روغنِ بادام سے خُشکی دِکھاے
آب سے پہنچا تھا آتش کا ضرر
پا برہنہ دوڑ مسجد مین گیا

جان سے اپنے کیا جِسدم خروش
سو گیا روتا ہُوا با پیچ و تاب
اُسکو کہتا ہی کہ حاجت ہی روا
سِحر مُطلق دیکھ اُسکا اور علاج
رات گذری جب ہُوا روز آشکار
دیکھتا کیا ہی کہ یک فاضل برا
دُور سے آتا ہی مانندِ ہلال
جو خیالاتیں ہین واہِم اونیا
شہ بجانے حاجبان سے گیا
تو کہا معشوق تھا نہ وہ نگار
تو بجائے مصطفیٰ مین جیون عُمر
مانگتا ہون حق سے توفیقِ ادب
بے ادب تنہا نہ خود ہی خوار زار
ابر نا برسے نہ دینے سے زکوات
جو کہ نامردی کرے حق کے حضور

آ گئی دریائے بخشایش بجوش
خواب مین یک پیر کو دیکھا شتاب
کل غریب یک ہم سے تجھ پاس آ گیا
قُدرتِ حق ہی اُسسے اندر مزاج
جل گئے سُورج سے تارونکے شرار
رُخ مُنور اُسکا جیون شمسُ الضُحیٰ
نیست تھا پر ہست بر شکلِ خیال
ہی وہ مہ رویان و بُستانِ خُدا
غیب سے کے مہمان کو اپنے لیا
پر زمانے مین سبب ہی پردہ دار
واسطے خدمت کے باندھا ہون کمر
لُطف سے محروم ہوگا بے ادب
مارتا ہی بلکہ عالم مین شرار
ہی زِنا تخمِ وبا چارون جہات
رہزنِ مردان ہی وہ مرد ایسے دور

پوچھتا احوال اُسے مسند پہ لا ‏ ‏ ‏ صبر سے یئن گنج پایا ہون کہا

ای لقا تیرا جواب ہر سوال ‏ ‏ ‏ تُجھہ سے حل مشکل میری بے قیل وقال

حال بیماریکا اُسکو بولتا ‏ ‏ ‏ رو برو بیمار کے بٹھلا دِیا

رنگ رو قارورہ اور ناڑی پچھان ‏ ‏ ‏ کرلیا حالت کو اُسکے اِمتحان

عِشق کا پایا اُسے دِل پر گزند ‏ ‏ ‏ تن ہی خوش لیکن دِل اُسکا پای بند

دلکی زاری سے ہی ظاہر عاشقی ‏ ‏ ‏ دِلکی بیماری ہی بیماری بری

عِشق کی عِلّت عجب پر تاب ہی ‏ ‏ ‏ سیرِ حق کا عِشق اَسطرلاب ہی

کیا کہون یئن مت شرح دردِ یار ‏ ‏ ‏ جِسکو ناکوئی یار ہی ناکوئی دیار

ہی وہی خوشتر کہ رازِ دلبران ‏ ‏ ‏ دوسرون کے ذِکر میں کرنا بیان

ہو برہنہ بول مت ایسا سخن ‏ ‏ ‏ سوئین کیون دِلبر سے مِل با پیرہن

آرزو کر پر نہ اندازے سے دور ‏ ‏ ‏ کیون اُٹھاوے ایک تنکا کوہِ طور

شاہ سے بولا طبیبِ کاردان ‏ ‏ ‏ نا رہے تو اور بیگانہ یہان

گھر ہوا خالی گئے خویش و قریب ‏ ‏ ‏ رہگئی بیمار تنہا با طبیب

اُسکو آہستہ کہا ای سیم تن ‏ ‏ ‏ کونسا ہی شہر وہ تیرا وطن

ہاتھہ رکھہ نبضون پہ اُسکے یکبیک ‏ ‏ ‏ پوچھتا تھا قصہ جورِ فلک

شہر سے شہرو خانہ خانہ قصہ کر
یاد آیا جب سمرقندی سنہار
پس کہا جاتا تیرے آزار کو
فارغ و ایمن ہوا ای رشک چمن
غم تیرا کھاتا ہون مین تو غم نکھا
پر کہین یہہ راز شہ سے بول مت
مصطفی بولے جو راز اپنا چھپائے
وعدہ و لطف حکیم مہربان
بعد ازان آشاہ سے کچھ کہکے بات
مرد مال و خلعت و زر دیکھہ کر
بیٹھہ تازی پر روانہ ہوگیا
شاہ دیکھہ اُسکو بہت تعظیم کر
پھر دیا اُس ماہ رو کو اُسکے سنگ
چھہ مہینے تک رہے مل شادکام
بعد ازان اُسکو دیئے شربت نیا

مرض کی اُسکے نہیں پایا اثر
زرد ہو منہہ بنض اُچھلی بیقرار
لا ملاتا ہون وہ زیبا یار کو
وہ کرون تجھہ سے کہ نیسان دُر چمن
رحم تجھہ پر مین کرون ماباپ سا
منہہ کو اپنے شہ سے ہرگز کھول مت
بیگمان مطلب کو اپنے جلد پائے
کردیا بیمار کو آسودہ جان
قاصد اک بھیجا اُدھر زر دیکے سات
چھوڑ فرزندان کیا عزم سفر
خون بہا اپنا وہی خلعت لیا
گنج و مال اپنا اُسے تسلیم کر
ہوگئی ایک شمع وہ دو سر ایتنگ
تندرستی پائی وہ دختر تمام
دمبدم وہ مرد تھا گلتا چلا

اڑ گیا اُسکا جمالِ دل نواز
جان دختر کا بھی وہ سوز و گداز

عِشق وہ جو ہوا اسیرِ رنگ و بو
عاقبت اُسکی سراسر ننگ ہو

پس کہا اُسنے کہ ای زیبا نگار
عِشق کا دیکھا عجب ہی کاروبار

مین مگر آہو ہون میرے ناف سو
کھینچ ہی ڈالے ہی خونِ صاف کو

ہون وہی روباہ رنگین دشت کا
پوست کے خاطر ہی جِسکا سر کٹا

کوہ دُنیا ہی محل انتقام
جو صدا دیوے وہی پاوے پیام

یہہ گیا گذرا ہوا پیوند خاک
وہ صنم ہوئی عشق کی علت سے پاک

عِشق مردیکا یقین بے سود ہی
کیونکہ اُسکو پھر نہین بہبود ہی

عِشق اُس زندیکا کیجو اِختیار
جو شراب جان کرے تم پر نثار

عِشق اسکا لے کہ جس سے انبیا
مرتبہ پاسُئے ہیئں دُنیا دین کا

مت کہو اُس شاہ سے ہم دور ہین
سبھ کریمان صاحبِ مقدور ہین

قتل زرگر کو کیا گرچہ حکیم
پر نہین کچھ اُسکو تھی اُمید و بیم

شاہ شہوت کے لیئے خون نین کیا
بدگمانی چھوڑ دے ای بے رِیا

کام اُسکا گر تھا حُکمِ اِلٰہ
وہ سگِ درندہ تھا نین بادشاہ

شہوت و حرص و ہوا سے پاک تھا
نیک کام اُسنے کیا پر بدنما

خضر گر دریا مین پھوڑے تھے جہاز
پھوڑنے مین تھا اُسکے برگ و ساز

قتل مُسلِم گر اُسنے ناحق ہو کام
نام لینا اُسکا ہی کفر و حرام

نیم جان لیتا ہی سو دیتا ہی روح
وہم مین تیرے نہ آوے وہ فتوح

عرش مدح اشقیا سے کانپتا
مُتقّی بیزار ایسے مدح کا

گر نہوتا اسکو سود اندر زیان
قہر کب کرتا اُسے وہ مہربان

شانِ پاکان مت کر اپنے پر قیاس
گرچہ شیر و شیر کا ہی یک لباس

ہی تمام عالم اسی مین راہ گم
پاؤ کیون کر مطلبِ ابدال تم

سو ہزار ایسے ہین دیکھو اشتباہ
فرق اُنکا ہی ہزارون سالہ راہ

ساتھہ مومن کے منافق ہم نماز
جنگ ہی مقصود اُسکا نین نیاز

آب شور و آب شیرین ہی بہم
اِمتیاز اُسکا تجھے ہوتا ہی کم

فِعل حق کو کون کیفیت رکھے
اِسقدر کہنا ضرورت نہی سب مجھے

ہی کبھی ایسا کبھی ویسا ظہور
کام دین کے ہین نہ حیرانی سے دور

رنگ ہر یک کا نظر کر رکھہ ہراس
تا تو ہو خدمت سے حق کے روشناس

ہین بسا ابلیس آدم کے مثال
ہاتھہ سے ایسون کے اپنے کو سنبھال

ہین بہت شیطان ملے انسان کے ساتھہ
ہاتھہ اپنا تو نہ دے ہر کسکے ہاتھہ

کام مردون کا ہی گرمی روشنی ــ بیحیا ہو وین دغا باز و دنی

حکایت یہودی بادشاہ ظالم کی جو نصارا کو مارا

ایک ظالم تھا یہودی بادشاہ ــ کردیا نصرانیون کو بس تباہ

وقت عیسیٰ تھا دلے موسیٰ ایہان ــ جان تھے عیسیٰ کے عیسیٰ انکی جان

شاہ احول رہزن راہ خدا ــ عقد سے انکو کیا از ہم جدا

شیشہ یک تھا اُسے دو دیکھہ کر ــ ایک کو چھوڑا نہ تھا دوسرا اگر

دین موسیٰ کا ہو کہکر مین پناہ ــ لاکھہ ہا مومن کو مارا بے گناہ

جب حسد شہوت غضب احول کرے ــ عقل کو طاقت سے مستاصل کرے

جب غرض آئی ہنر ناوے نظر ــ سو حجاب آتے ہین دل سے انکھہ پر

جب لیا رشوت مین قاضی مال و زر ــ پھر کہان مظلوم کا ہو دادگر

سوال خلیفہ کا لیلی سے اور جواب اسکا

یک خلیفہ دیکھہ لیلی کا جمال ــ اُسکو پوچھا ای بت فرخندہ فال

اور خوبون سے نہین تو کچھہ زیاد ــ کیا سبب مجنون کو تیرا اتحاد

تجھہ مین کچھہ ایسا نہ قد و خال ہی ــ کیا سبب مجنون پریشان حال ہی

وہ کہی ای سادہ آسودہ دل ــ عشق مین تو خود نہین ہی پاگل

تو نہین ہمرنگ مجنون کا اگر — گیا تجھے معنی سے حاصل ہو خبر

جو کہ ہی بیدار ہی وہ خواب مین — ہی سراسر خواب بے گرداب مین

ساتھ حق کے گر نہین ہشیار ہم — خواب مین ہین پر نہین بیدار ہم

ہی وہی سویا جو وہ باہر خیال — آرزو چاہے کرے اُسسے سوال

دیو کو جیون حور دیکھے خواب مین — پھس رہے شہوت کے پیچ و تاب مین

بیج اپنی نسل کا کھارے مین ڈال — وہ بخود آیا گیا بھاگا خیال

ضعف سر دیکھا سراپا تن پلید — وہ خیال و نقش ہردو ناپدید

مرغ اُرتا بر ہوا ای ہوشیار — اُسکا سایہ ہی زمین پر مرغ وار

احمقی جو اُسکی صیادی کرو — اُسکے پیچھے دورتے شادی کرو

سایۂ حق جب تیرا ہو پاسبان — اِس خیال چھانونسے چھوٹیگا ان

سایۂ حق ہی وہی مرد خدا — زندہ حق کے پاس اِدہر سے موا

دامن اُسکا لے پکر جلد الغلان — تا نہو آوارۂ آخر زمان

پانو اُس صحرا مین رکھہ مت بے دلیل — غیر حق کو چھوڑ مانند خلیل

گر حسد ہو وے تجھے طوق گلو — ہی حسد مین سخت شیطان کو غلو

راہ مین کوئی اسے عقبی سخت نین — نین حسد جسکو سو وہ بدبخت نین

خاک ہو مردان حق کے پانون کا
جیون کہ ہم سر حسد کے خاک سا

حکایت یہودی وزیر کی جو حسد سے اپنی ناک کٹوایا

اور کوئی تھا ایک وزیر اُس شاہ کا
دشمنی جسنے مسیحا سے کیا

نعمت اُسکو حق دیا تھا بیشتر
شکر اسکا نین کیا وہ بیخبر

کفر نعمت کا جب آیا امتحان
اُسنے کھویا مفت اپنے ناک کان

ناصح دین مکر سے ہو کر وزیر
کر دیا با دام کے حلوے مین سیر

شکر کر پھر شاکرون کا ہو غلام
ہو فنا اُن پاس باقی رہ مدام

وہ بھی تھا نادان شل بادشاہ
سرکشی کرتا تھا با حکم اِلہ

ساتھ ایسے قادر قیوم کے
ہمسری دعوی عدم کیونکر کرے

یہہ جہان محدود بیحد ہی خدا
نقش و صورت اسکے آگے سدہوا

سو ہزاران نیزہ اُس فرعونکے
روگئے موسی سنے ادنی چوب سے

سو ہزاران طب جالینوس تھے
یکدم عیسی سے کل باطل ہوئے

سو ہزاران دفتر اشعار تھے
اُسکے امی کے مقابل خوار تھے

ساتھ ایسے حاکم قہار کے
ایک تنکا نامرے تو کیا کرے

فہم و خاطر تیز کرنا ہی خطا
ہو شکستہ تا تجھے پہنچے عطا

ایک زن جب تھی گنہ سے شرمسار
اُسکو زہرہ کر دِیا پروردِگار

زن کوں زہرہ کر بتانا مسخ تھا
رائگان تو مسخ مٹی سے ہُوا

کر دیا ناحق زمین مین خاک دھول
ذاتسے اپنے جو تھی رشکِ عقول

آدمی آخر تو ہی ای ناخلف
کب تلک پستی کوں سمجھیگا شرف

جب تلک اِس مے سے تو مخمور ہی
ذوق سے جامِ بقاکے دور ہی

بیان یہہ کہ موجود حق اور عالم بالذات نابود ہی

ای خداوندِ قدیم ذوالجلال
ہی توئی موجودِ مطلق بے زوال

مُہرۂ شطرنج سے ہم تیرے ہات
ہاتھ مین تیرے ہمارا برد مات

کون ہین ایسے ہم ای جانِ جہان
تا رہین تجھ ساتھہ ہم بھی درمیان

ہم عدم ہستی ہماری ہی فنا
ہست مُطلق ہی توئی فانی نما

ذات سے اپنے ہین خود نابود ہم
ہین ترے ہی ذات سے موجود ہم

لذتِ ہستی دِکھایا نیست کو
عاشق اپنا تو بنایا نیست کو

ہم نہین تھے اور تقاضا ہو بہو
لطف سے بخشا ہماری آرزو

روبرو تیرے قدر کے کائنات
جیسے ہی عاجز قلم سے کاغذات

گاہ حرفِ شادی، گہہ غم سے لکھے
گاہ نقشِ دیو گہہ آدم لکھے

کیا سکت ہی جو ہلاوین ہاتھ ہم ۔ نفع یا نقصان سے ماریں ایکدم

توحید حق تعالیٰ کی اور تنبیہ قدریان و جبریان کی

ای فلان تو جبر مین گر ہی اسیر ۔ اختیار اپنے کا کیا ہووے بصیر

دیکھ لے قرآن مین تفسیر بیت ۔ حق کہا ہی ما رمیت اذ رمیت

گر چلاوین تیر ہم ہم سے نہ جان ۔ تیر پھینکے ہی خدا ہم ہین کمان

یہہ نہ جبری راز ہی جبار کا ۔ عجز ما یہ بندۂ لاچار کا

ہی یہ تری زاری دلیل اضطرار ۔ شرمساری ہی گواہ اختیار

اختیاری گر نہین تو کیون خجل ۔ کیون تو ہی شرمندہ و آزردہ دل

کیون ہی شاگردون پہ زجر استاد کا ۔ کیا سبب تدبیر مین خاطر ترا

ورکہے تو بے خبر ہون جبر سے ۔ نور حق پنہان ہی نیچے ابر کے

ہی جواب اسکا سن اسکو کان دھر ۔ سیکھ لے دین کفر سے پرہیز کر

جب تو ہی بیمار ہی زار و نزار ۔ وقت بیماری کے ہی تو ہوشیار

دیکھتا ہی تو گناہ کا شور و شر ۔ عزم کرتا ہی کہ آؤن راہ پر

پس ہوا معلوم بیماری تجھے ۔ بخشتی ہی ہوش بیداری تجھے

جو کہ ہی بیدار تر پر درد تر ۔ جو کہ ہی آگاہ تر رخ زرد تر

بعد ہر رونے کے خندہ ہی یقین — خوش وہی بندہ جو ہو انجام مین
آب جاری ہی جہان سبزہ اگا — اشک جب جاری ہوا رحمت ہوا
اشک جہتا ہی تو کھا دردِ یتیم — رحم چاہے ہو ضعیفون پر رحیم
غم اگر دیکھے تو استغفار کر — غم خدا کے حکم سے ہی کارگر
عین غم شادی ہو گر چاہے خدا — قید آزادی ہو گر چاہے خدا

بیان مہہ کہ جہد مقدم اوپر توکل کے اور انکار جبر کا

مصطفی فرماے ہین ای ہوشمند — بر توکل زانوی اشتر بہ بند
یعنے اول سعی کر بعد از امید — تا ترا مقصد تجھے ہو جاے صید
ہم عیالِ حق ہین حق کے رزق خوار — خلق عیال الله کہا پروردگار
جو کہ پانی ابر سے برسا دیا — کیون نہ دیگا رزق رحمت سے خدا
سیڑھی سیڑھی چاہیئے کوٹھے پہ جاین — احمقی ہووے جو ہم جبری کہاین
پانون ہوتے پر نکر اپنے کو لنگ — ہاتھ رکھہ لولا نہو بے نام و ننگ
جب دیا تجھکو کلھاڑی اوستاد — بے کہے معلوم ہی اسکی مراد
کسبکی جب تجھکو حق طاقت دیا — بیگمان گویا کہ وہ نعمت دیا
سعی شکرِ نعمتِ طاقت ہی جان — جبر ہی انکار نعمت کا پہچان

اگر توکّل حق پہ لیکن کام کر — کسب کر تکیہ بفضلِ عام کر
غافلی حق سے سمجھ دُنیا ہی بد — نا زن و فرزند و مال و جدّ و کد
دین کی خاطر جو تو رکھتا ہی مال — وہ نبی فرمائی خوش مالِ حلال
جہد حق ہی مرض حق حق ہی دوا — منکر اُسکا مانعِ کوشش ہُوا

قصہ شیر کا جو خرگوش سے ٹھگا اور کوئے مین گرا

شیر سے سب جانور مل ایکبار — بعجز سے التجا دِئے باہم قرار
ہر فجر یک صید جاری کے لئے — شیر کو پہنچائین ہم وعدہ کئے
آئی جب خرگوش کی نوبت بدر — بول اٹھا خرگوش کب تک ظلم جور
عقل ہی سرمایہ فضل و ہنر — عقل سے بہتر نہین کوئی راہ بر
حق دِیا آدم کو علم اوّل قلم — علم سے افلاک پر مارے علم
گر ہی صورت سے آدم ہی مُراد — پس ابوجہل و محمد یک نہاد
نقش ہی دیوار پر آدم کے طور — کچھ بھی صورت مین کمی ہی کر تو غور
جان گم ہی اُسکو اے صاحب شعور — ڈھونڈھ جا وہ گوہرِ پاکیزہ نور
خاتمِ ملکِ سُلیمان علم ہی — جُملہ عالم صورت و جان علم ہی
آدمی کو ہین بہت خصم و عدو — ہی اگر عاقل تو کر پرہیز تو

وہ غلاف اندر نظر آتی ہی خوب — باہر آنے سے جلا دینے کی چوب
تیغ جو بین لے نکر دشمن سے جنگ — تا مبادا قافیہ ہو جائی تنگ
تیغ ہی جو بین تو جا لے دوسری — گرچہ ہی الماس تو کر سروری
اولیا کے ہی سلح خانے مین تیغ — صحبت اُنکی کیمیا ہی بے دریغ
راستگو سب کہہ گئے ہین ای ودود — رحمتِ عالم ہی دانا کا وجود
ای پسر یہہ باغ ہی زندان ترا — مُلک و مکنت ہی بلائے جان ترا
تا رہے خندان باغ کو خندان کرے — نیک تجھ کو صحبتِ نیکان کرے
دوستی پاکونکی حاصل کر بجان — دِل نہ دے کسکو بجز روشن دلان
تو اگرچہ ہیگا پتھر سے بتر — صاحبِ دِل کو پکڑ ہو جا گہر
دِلکو روشن کر تو اہلِ دل سے مِل — پرورش کر تنکی آب و گل سے مِل
دِل کا چارہ لے دِلِ خورسند سے — مانگ لے دولت کو دولتمند سے

نعت سرورِ عالم صلعم کی جو بیچ انجیل کے تھی

مصطفی کا نام تھا انجیل مین — انبیا جس نام کی حُرمت کرین
تھا بیان اُنکی شمائل کا دراز — اور ذکرِ عُزلت و صوم و نماز
بیشتر نصرانیانِ خاص و عام — دیکھتے جس وقت پر وہ نیکنام

بوسہ دیتے تھے بہت تعظیم سے
سر جھکاتے تھے وہان تسلیم سے

اُس بلا مین جو گیا تھا وہ وزیر
جس سے مارے گئے بہت برنا و پیر

وُہ جماعت سب طفیلِ اُس نام کے
اُسکی آفت اور بلا سے بچ رہے

جب ہوا ایسا کرم اُس نام کا
ذات اُنکی کیون نہو گی آسرا

نام احمد کا جب ایسا ہو شفیق
نور اُنکا کیون نہو شمعِ طریق

نیک وان گذرے رہا دستور پاک
ظالمان لعنت مین ہو گئے سب ہلاک

جو رکھے دُنیا مین دستورِ خراب
اُسکو ہر ساعت ہی نفرین اور عذاب

جزو ہر یک جائے اپنے کل طرف
بلبلونکو عشق ہو گا گل طرف

نورِ نابت کا نہایت سہل ہی
نفس کو ادنی سمجھنا جہل ہی

ہر نفس یک مکر ہر ہر مکر سے
ڈوب گئے سو قافلے فرعون کے

نفس کی فرمان بری فرعون کو
دیکھو کسطرح ڈالی ہی ڈبو

حق کو اور دامن کو احمد کے نہ چھوڑ
ای پسر تو جہل تن سے منہہ کو موڑ

جسکو چاہے حق کرے رسوا و فاش
عیب کے پاکونکی ہی اُسکو تلاش

عیب جسکا ڈھانپنے چہتا ہی رب
باندھتا وہ عیب معیوبون نے لب

نیک وہ اُنکین جو ہین گریان یار
ہی مبارک دل جو ہو حق کا شکار

جو کہ ہی زنجیر مین ناشاد ہی
قید کا قیدی کہان آزاد ہی

دیکھتا ہی جب تو اپنے پانون بند
شاہ کی چوکی مین ہی تو مستمند

عاجزون کے ساتھہ مت کر سرکشی
ہی طبیعت عاجزونکی عاجزی

الغرض جس کام مین ہی تجھکو میل
وہان سمجھتا اپنی قدرتکا ہی کھیل

جس جگہہ پایا نہین میل آپ کا
وہان ہوا جبری کہ ہی حکم خدا

انبیا جبری ہین دنیا مین یقین
کافران جبری ہین اندر کار دین

کافران جب جنس تھے سجین کے
سجن دنیا مین خوش آئین ہو رہے

انبیا جب جنس تھے جنات کے
جان و دل سے گئے طرف جنات کے

بیان وحدت کا کہ عالم بالذّات خود نابود و حق بیچ اسکے موجود

جب خدا عالم اُز ظاہر نہین
انبیا نائب خدا کے ہین تعین

یہہ غلط بولا کہ نائب اور منیب
گر دو بوجھیگا تو بد ہی ای لبیب

دو نہین لیکن تو صورت بین ہوا
ایک ہی دیکھا جو صورت سے چھٹا

ہین دو دیدے ایک دوسرے سے جدا
دیکھیو پھر نور مین ہی فرق کیا

دس چراغ آوین اگر ایک جائے پر
نماہر ہی ایک دوسرا وہ دگر

پھر نہین ہرگز جدا از روے نور
اسقدر بس شاہدی گر ہی شعور

سو اگر سیب و بہی ہو در حساب
ایک ہی ہووے نچوترین گر شراب

قسمت و اعداد باطن مین نہین
تجزیہ و افراد باطن مین نہین

اتحاد یار با یارون سے بھلا
کام رکھ باطن سے صورت کو جلا

صورتِ سرکش گلا دے ای دلیر
گنج وحدت ہی اسی صورت کے زیر

ایک ہی جوہر تھے ہم سارے اُدھر
جوہرِ بے قید تھے سب بے پا و سر

ایک گوہر تھے مثالِ آفتاب
بے گرہ بے میل سے تھے مانند آب

جب تجلّی کر دیا وہ پاک نور
ہر کنگورے سے ہوا سایہ ظہور

جب کنگورونکو اُٹھا دو از میان
پھر کہان باقی جُدائی کا نشان

شرح اُسکا بولتا مین بیدریغ
پر سخن باریک ہی چون تیز تیغ

گر تجھے ہی علتین و سواس کے
مت قدم رکھ آگے اس الماس کے

تو سپر رکھتا نہین تو بھاگ جا
کاٹنے سے تیغ کو کچھ نین حیا

اس لئے مین تیغ کو ڈالا غلاف
تا تیری خاطر نہ گذرے خلاف

جا طرف معنی کے صورت سے گذر
ہی تنِ صورت مین معنی کا اثر

ہم نشین ہو اہل معنی کا شتاب
تا تجھے معنی سے ہووے فتح باب

جان بے معنی بدن مین بے غلاف
ہی مثالِ تیغ چوبین با غلاف

مشورت دیتی ہی ہشیاری تری
تین چیزین ہین کہ کہنا ہین روا
ہین یہہ ان تینونکے دشمن بے حساب
ہی تیری قابو مین جب تک نین کہا
مطلب اس دوسرے سے دو لب ہین ترے
نور نور چشم کا ہی نور دل
یا ز نور نور دل نور خدا
ضد خوشی کا ہی غم و رنج و الم
ضد ظاہر سے ہوا باطن عیان
اس لئے دیدے نہین پاتے اسے
رنگ بے رنگی سے پایا ہی ظہور
مرگ رجعت ہی نہ تجھے ہر دم ادہر
او نہو ہوتی ہی دنیا دم بدم
عمر مثل آب جو ہر دم دگر
مستمر ہی اپنی تیزی سے مدام

عقل کو ہی عقل سے یاری تیری
مال و مذہب مقصد اپنے جان کا
جب سمجھہ پاوین کرین تجھکو خراب
جب سنا دوسرا تو ظاہر ہو گیا
چاہئے یعنے کہ لب پر نا دھرے
نور دل سے نور دیدہ مشتغل
ہی وہ نور عقل اور حس سے جدا
ضدیت سے ذوق شادی پا ہم
جب خدا کو ضد نہین ہی وہ نہان
حق ہی مدرک موسی و کہہ طور سے
باز ہی راجع ادھر ای باشعور
ایک دم دنیا کہی صاحب خبر
بے خبر اسکے بقا پانے سے ہم
مستمری سے نہین آتی نظر
جیسے کوی مشعل پھراوے تیز گام

الغرض خرگوش بعد از دیر کے
شیر مارے بھوکھ کے بیتاب ہو
نفس کا جو ہوا اسیر و زیر دست
قہر کی آتش مین ہو کر گرم شیر
دوڑتا ہی بے ادب بے خوف دو
کیونکہ غمگینی مین ہی ہمت نہان
جو نہین پہنچا آکے وہ نزدیک صف
ترک خوابِ غفلت ای خرگوش کر
پس کہا خرگوش ہی عذر آشکار
وہ کہا کیا عذر ای خرگوش خر
کاٹتا سر مرغ بے ہنگام کا
عذر احمق کا گنہ سے ہی بتر
پھر کہا ای بادشاہِ نامدار
واسطے صدقے تمھارے جاہ کے
دیکھیو دریاے اعظم سر بسر

چل دیا غصّے سے آگے شیر کے
کھو دیا تھا عقل و طاقت موبمو
عقل سے محروم ہی وہ خود پرست
دیکھتا کیا ہی کہ آتا ہی دلیر
خشمگی و تند و تیز و ترش رو
ہی دلیری دافعِ ریب و گمان
ہانک مارا شیر ہان ای ناخلف
نعرۂ شیر ای گدھے در گوش کر
عفو شاہنشاہ گر ہو مجھکو یار
بادشاہونکے مقابل آئے بر
عذر کیا ہی احمقِ ناکام کا
زہر ہی دانش کا عذر بے ثمر
عذر مظلومون کا سُنئے ایکبار
واسطے صدقے درود رگاہ کے
ایک تنکے کو رکھے ہی سر اُپر

ہی سراسر اُسکا یہہ فضل و کرم
مین بھی یک خرگوش دوسرا ابن ہم
راہ مین یک شیر دوسرا آ ملا
گرچہ ہم سمجھاے سب کُچھ طور سے
اُسکو پر امین ادھر بھاگا شتاب
غور کیجے حضرت اب اِس بات پر
گر وظیفہ چاہیے اِس راہ سے
وہ کہا بسم اللہ چل آگے بتا
چل دئے دونون ہم نزدیک چاہ
مکر اُسکا دام تھا اِس شیر کا
لے گئے موسی لبِ دریاے نیل
دیکھیو نمرود کو یک پشہ لنگ
کھودیا وہ جو سُنا دشمن کی بات
قول دُشمن گرچہ بولے دوست وار
گر تجھے دیوے شکر تو زہر جان

اِس کرم سے کم نہو وہ ایک نم
واسطے خاص کے تھے چابک قدم
قصد ہم دونون غریبون کا کیا
پر نہ مانا اُسنے ہرگز بے رلئے
حال یہہ تھا جو کیا عرضِ جناب
حق کہا پر حق ہی کڑوا سخت تر
خوا مخواہ اُسکو لگا لا چاہیے
گر نہین سچ ہی تو پاویگا سزا
تھا عجب خرگوش آب زیرکاہ
تھا عجب کُچھ وہ جو شیر و نکو ٹھگا
لشکرِ فرعون با جمع ثقیل
چیر ڈالا مغز سر کو بدرنگ
حاسدونکے جان پر ہوتی ہی گھات
دام ہی دانہ نہین وہ زینہار
لطف کرتا ہو تو اُسکو قہر جان

جب تیرے پر آن گھیرے ہی قضا
جب ہوا ایسا تو گزاری شروع
عرض کرا ای کردگار غیب دان
ہم اگرچہ خود ہین کتّے سے بتر
پس وہان خرگوش بولا شیر سے
ہی اسی کوئے مین وہ شیر مہیب
شیر نے خرگوش کو لے اپنے بر
عکس اپنا اور اس خرگوش کا
چھوڑ کر خرگوش کو کودھی پڑا
گر پڑا کوئے مین وہ یکبارگی
ای فلانے تجھکو تیرا ظلم و شر
ان مین آتی ہی نظر ہستی تیری
حملہ تیرا ہی سمجھ تیرے ہی پر
جب تجھے قعر زمین مین ہو قرار
تو مثال شیر قعر گور مین

دشمنونکو دوست سے کم جانتا
سجدہ و تسبیح و روزہ اور رکوع
مکر کے پتھر سے دے ہمکو امان
شیر کو غالب ہمارے پر نکر
خوف ہی مجھکو مجھے پہلو مین لے
دیکھ کیسی کار کر بیٹھا ہی جب
چشم ہیبت سے کیا اس مین نظر
دیکھ کر بولا کہ دشمن ہی بجا
جیسے بجلی ابر سے ٹوٹی پڑا
ظلم کی آپ اپنے دیکھا وہ بدی
عمرو بکر و زید مین آتا نظر
وہ نفاق و ظلم و بد مستی تیری
جیسا اپنے پر کیا وہ شیر نر
خوب سمجھیگا ترا تو کاروبار
نفس کا خرگوش زور و شور مین

نفس کم مرتا ہی عقل و ہوش سے
شیر باطن نا تھگے خرگوش سے

نفس ہی دوزخ ہی دوزخ اژدہا
سیر نئین ہوتا اگر دریا پیا

یک جہان لقمہ کیا پھر وہ پلید
مارتا ہی نعرہ ہل من مزید

حق اسے مارے تو مارے بیگمان
کون کھینچے حق سوا اسکی کمان

تیر سا تو اس کمان سے جا نکل
پیچ کجی سے راستی جاتی ہی تل

مصطفی فرماتے ہین بعد از جہاد
اپنے یارون سے توجہ اتحاد

کر چکے ہم جنگ ظاہر کا تمام
نفسکے جھگڑیکے اب باقی ہی کام

اس ذریسے جنگ سے رجعت کرو
نفس کا ہی اب برا جھگڑا چلو

سہل شیری ہی صفونکو پھاڑنا
سخت شیری نفس کا ہی مارنا

قصہ ایلچی روم کا جو نزدیک حضرت عمر رض کے آیا

روم سے آیا مدینے کو وکیل
پوچھتا فاروق کا اسم جمیل

ہی کہان پوچھا خلیفہ کا مکان
ہی کہان دربار عالی آستان

قوم بولے انکو نئین قصر و محل
ہی عمر کو قصر جان بے بدل

جسکو ہی سینے سے اپنے فتحیاب
اسکو ہر ذرے مین سوجھے آفتاب

مصطفی اچھوڑے جب آب و خاک نار
ہر کہین تھا انکو وجہ اللہ یار

تو اسے وسوسہ ہی دیوکا
چشم دل ہی آدمی باقی ہی پوست
جب جمال دوست پر نا ہو نظر
دیکھ جا وہ بادشاہ کامگار
خواب میں دیکھا عمر کو آن کر
ہیبت یک ایسی ہوئی اُسپر نزول
مہر و ہیبت ہین دو ضد ہم دگر
پس کہا شاہوں کو دیکھا ہوں ہزار
نین ڈراہوں شیر کے حملے کے تئین
مرد بے ہتھیار سوتا بے خبر
ہیبت حق ہی نہین یہہ خلق کی
جو ڈرا حق سے ڈرے اُس سے جہان
تھا تو اُسی فکر مین وہ باہنر
دلکو اُس بیدل کے دلداری کئے
پھر اُسے سمجھائے اسرار دقیق

ثم وجہ اللہ کیون کر پایگا
چشم ہی وہ جو ہی محو روے دوست
گر سلیمان ہوئے چیونٹی سے بتر
ہی پڑا ایک جھاڑ کے سایہ کنا
باادب ہو دور سے باندھا کمر
ذوق سے اُنگے گیا اپنے کو بھول
اُس نے دو ضد کا بہم پایا اثر
پہلوانوں سے کیا ہوں کارزار
رستم اِس آخر زمانیکا ہو تئین
مین سراپا ہوں لرزتا طرفہ تر
ہیبت اِس سلطان صاحب دل کی
کیا ملک کیا جن و انس و آسمان
بعد ایک ساعت کے اُٹھ جاگے عمر
خاطر خستہ کی غمخواری کئے
حق کے وصف و ثنے کہ ہی نعم الرفیق

فضل سے حق کے جو ہی ابدال کو
حال یعنی جلوۂ زیبا عروس
خلوت اِس محبوب کا ہی وہ مقام
صوفیونسے ہین بہت اصحاب حال
منتر لین سب جان کی بولے اُسے
مرد پوچھا ای امیر المومنین
دام مین یہہ مرغ کیون اکر پھنسا
وہ عدم جسکو نہین ہی چشم و گوش
حق کے منتر سے عدم سب زود زود
پھر کہ جب موجود بر منتر پڑھا
کانمین گل کے کہا کچھ گل کھلا
ابر کو کچھ کہہ دیا پروردگار
جو تردد مین رہا آشفتہ رنگ
دو گمان مین رہ گیا محبوس ہو
گر نہین چاہو تردد جان سے

تاکہ وہ جانا مقام و حال کو
شاہ غیر شاہ پاوین خاک بوس
وہان نہین جز شاہ کے غیرونکا نام
شاذ ہین اہلِ مقامِ باکمال
روح کا جتنا سفر تھا سو کہے
جان کیون آیا فلک سے بر زمین
جان پر فرمائے حق افسون کیا
حق کے منتر سے اُسے آتا ہی جوش
خوش معلق بار پاتے ہین وجود
جلد تر ہر یک عدم کو جا رہا
سنگ سے کچھ کہہ دیا گوہر ہوا
تو ہوا انکھونسے اپنے اشکبار
کچھ معما سُن ہوا حیران و دنگ
جو کہا سو حق کرون یا عکس کو
پنبہ غفلت کا نکالو کان سے

تا سُنینگے وحی تیرے گوش جان
وحی جو ہی حسّ ظاہر سے نہان

گوش و چشم جان ہین حس سے اِدھر
عقل و حس کے کان اِس سے بیخبر

نافِ آہو ہی مزاج اِس قوم کا
ظاہرا خون مشک باطن مین بھرا

اختیار و جبر تجھہ مین تھا خیال
جب گیا اُن مین ہوا نورِ جلال

جسطرح روٹی ہی سُفرے پر جماد
آدمی کے تن مین ہی وہ روح شاد

تان نہو سُفرے مین ہرگز مستحیل
ہضم کرتا جان بفضل سلسبیل

جان کو جب اسقدر قوّت رہے
زور جان جان کہو کیا کچھہ کرے

جان کی قوّت سے خاکی آدمی
بحر و کان چیرے ہی تا کوہ زمی

زور جان فرہاد کا چیرے پتھر
زور جان جان کرے شق القمر

دل اگر بولے بیان اِس راز کا
جان سُنکر عرش پر اُڑ جائیگا

بحث جان کا کارخانہ اَور ہی
بادۂ جان کا زمانہ اَور ہی

عقل کا جب بحث تھا تو تھے عُمر
بُو الحکم کے ساتھہ جیون شیر و شکر

عقل سے پائے عُمر جب بحث جان
بُو الحکم بو جہل کہلایا وہان

وہ رسول اِس می سے پیکر یکدو جام
مست ہو بولا رسالت کا پیام

محو عشق قدرت اللہ تھا
جب رسول آیا یہان خود شاہ تھا

موم لکڑی جب کہ آتش مین جلے — تیرگی جا انکی خود آتش سب بنے

خوش وہی جو خود پرستی سے چھٹا — زندہ جاوید سے جا کر ملا

خاک اس زندے کو جو مُردوں سے مل — خاک ہو جاتا ہی مرکر اور گل

جب تو قرآن خدا کو پایگا — انبیا کے جان سے مل جایگا

اگر پڑھے یا نا پڑھے قرآن قبول — انبیا اور اولیا سے لے حصول

گرنہ ڈھونڈا مرغ پنجرے سے نجات — سخت ہی نادان کہ پاویگا ممات

قصہ طوطی اور تاجر کا

ایک طوطا تھا کسی تاجر کے گھر — ڈال پنجرے مین رکھا تھا بند کر

اتفاقا تاجر سفر کا کرکے ساز — جانب ہندوستانکے لایا نیاز

تب کہا ای طوطی شیرین مقال — کیا تجھے ہونا سو کر مجھ سے سوال

وہ کہا جب جایگا ہندوستان — بول اتنا با گروہ طوطیان

مین جدا ہو کر پڑا ہون یہان اسیر — تم کرو باغون مین اپنے دار و گیر

تم رہو چگتے ہوئے میوے تمام — مین رہون پابند رو تا صبح و شام

یار جب یارون سے ہوتا ہی جدا — خود دیکھو کیسا ہو اسکا ماجرا

مین اگر ہون اپنی شومی سے خراب — بھولنا یارون کا تمکو کب صواب

یاد کرنا خیریت اور پند سے
طوطی جان کا یہی احوال ہی
ظاہر یک مرغ ضعیف بے گناہ
صورت اُسکی خاک پر ہی اُسکا جان
الغرض پیغام اُسکا سن لیا
ہند کے کوئی باغ مین بازرگان
راستے پر اُسنے لے گھوڑیکو تھام
اُنمین یک طوطا سُنا جب یہہ خبر
مرگیا تاجر کہا ہو دردناک
یک جہان ویران کرے ہی ایکبات
یک سخن مین کچھہ عجب تاثیر ہی
اصل مین سب جان ہین عیسی صفت
گر اُٹھے پردہ تو مر مر جیکی بات
کاملان گر خاک لین ہوتا ہی زر
جو ہوا مقبول رب العالمین

تا رہون آزاد اپنے بند سے
جس کتین معلوم اُسکا قال ہی
دل مین اُسکے ہی سلیمان پاسبان
لامکان مین جو ہی فوق ہر گمان
رات دن قطع زمین کرنے لگا
جمع یک دیکھا گروہ طوطیان
کہہ دیا پیغام اُسکا پھر سلام
گر پڑا ڈالی سے نیچے کانپ کر
مین کیا ناحق بچاریکو ہلاک
یک سخن مارے کبھی بخشے حیات
کسکو مرہم ہی تو کسکو تیر ہی
پر کہین عارف کہین بے معرفت
مثل روح اللہ بخشیگی حیات
زر لیا ناقص تو مٹی سے بتر
کام اُسکا کام حق کا ہی یقین

دست ناقص پنجۂ شیطان ہی
جہل دانش دانش اسکو جہل ہی
جو لیا سو علتی علت ہوا
لقمہ و نکتہ ہی کامل کو حلال
چاہئے یک چند لب ناکھولنا
تا سنا ناہو سخن مت کر تو بات
چاہئے گھر پیچ دروازے سے جائین
واسطے رونے کے آدم بر زمین
ذوق آنسو کا تجھے کب ہو عیان
نان سے معدہ اگر خالی رہا
طفل جان کو شیر شیطان مت پلا
قوت تیرا ہی اگر مال حلال
کر سفر کا ساز با زرگان تمام
پس کہا طوطا کہان تحفہ مرا
بات اُسکے مُنہہ سے جب آئی نکل

کیونکہ دام مکر مین غلطان ہی
علم نا اہلون مین بس نا اہل ہی
کفر گر کامل لیا ملت ہوا
جو نہین کامل سخن اُسکا وبال
تا سخن سیکھے سخن نا بولنا
بولنا موقوف ہی سننے کے سات
ہر غرض اسباب سے چاہین منگائین
آئے ہین گریان و نالان و حزین
نان کا نادیدہ ہی تو ای جوان
نور دل سے اُسکو بیشک بھر لیا
بعدہ اُسکو ملا یک سے ملا
وہ غذا بخشے تجھے نور کمال
آکے پہنچا گھر کو اپنے شاد کام
اُسنے جو دیکھا سو واضح کہہ دیا
چھید ڈالا تیر سے طوطے کا دل

تیر چھوٹے پھر نہ آوے ای پسر
اولیا کو ہی سنگت اللہ سے
جب سنا تاجر سے طوطا وہ کلام
تاجر اُسکو دیکھکر سر پیٹتا
کای دریغا مرغ خوش الحان مرے
ای مرے طوطے مرے پیارے مجھے
جانکا طوطی تیری ای مرد ریش
ساتھ ہی تیرے ہی باطن مین نہان
بادشہ کے ساتھ ہو جو ہمنشین
دست بوسی سے ہوا جب سرفراز
اشک جو گرتے ہین خالق کے لئے
یہہ منی مائی تیری ہی سب ہوس
یہہ من و تو جملہ یک ہوویگی جان
ای میرے جی کے پیارے دے لگے نور
دے زکات اپنے جمال پاک کی

پیشتر سیلاب کے تو بند کر
تیر کو پھیرے ہین آدھی راہ سے
گر پڑا کانپا ہوا ٹھنڈا تھا تمام
دست کلہ مارا زمین پر گر پڑا
مرہم زخم و رفیق جان مرے
چھوڑ کر پھر اب کہان پاوین تجھے
جسکا ہی آغاز اس عالم سے بیش
عکس اُسکا دیکھتا تو ہر کہان
اُسکو دروازے پہ رہنا خوش نہین
ہی گنہ پاؤن پہ گر کرنا نیاز
ہین گہر پر خلق آنسو جانتے
تو سمجھتا آپکو موجود بس
عاقبت ہی مستغرق جان جہان
بسکہ تیرے درد مین ہون ناصبور
کچھ بیان آشفتۂ غمناک کی

وہ کرشمہ غمزۂ و نازو ادا — داغ تازہ کچھہ عجب دلبر دیا

خون اپنا مین حلال اُس پر کیا — مین یہی کہتا تھا پردہ کھل گیا

تا جر القصہ بصد سوز و گداز — بولتا گاستے حقیقت گہہ مجاز

ڈوبنے مارا تو دیتے وقت جان — مارتا ہی ہاتھہ ہر تنکے پہ مان

تا ملے کوی دستگیر اُس وقت کا — جی بچانے مارتا ہی دست و پا

دوست رکھتا ہی صنم یہہ اضطراب — کوشش بیہودہ بہتر ہی نہ خواب

عشق کی رہ مین دل و جان رکھہ لگا — تا دم آخر نہ سلے یکدم قرار

جسقدر تڑپے ہی مرد و زن کا جان — شاہ جان دیکھے بنے ہی بے گمان

بعد پنجرے سے اُسے باہر کیا — یک بیک طوطا فلک پر اُڑ گیا

مرگیا تھا سو اُڑا ایسا بلند — تا نہ پھر اُسے اسیر کرے کسکا کمند

خواجہ حیران ہو گیا ایک بارکا — کچھہ عجب دیکھا ہنر اسرار کا

پس کہا یہہ خوب ہی رستہ مجھے — پند اُسے لے کرون منزل کو طے

جو نہین فانی کیا اپنے حواس — سو قضاء بد ہی اُسکے آس پاس

تن قفس ہی تن ہی آفت جانکا — واسطے غفلت کے جو آیا گیا

دیو آدم کو سکھاتا ہی شر — تجکو کیا سکھلائے تو اُسے بتر

جب ہوا تو شیطنت مین استوار — بھاگتا ہی تجھ سے دیو نابکار

جز بفضل اللہ و خاصان الہ — گر فرشتہ ہو تو ہووے روسیاہ

ای خدا ہی فضل تیرا راہ بر — یا د مین دو سرے کیے ہی جانکو خطر

ایک قطرہ عقل جو بخشا مجھے — متصل کر اپنے بحر علم سے

ایک قطرہ علم جو جانکو دیا — اسکو میرے تن کی خواہش سے چھڑا

ای برادر ایک دم ہو ہوشیار — دمبدم تجھ مین خزان ہی اور بہار

جب کہ تو یوسف نہین یعقوب ہو — عمر اپنی گریہ و زاری مین کھو

رو برو یوسف کے محبوبی نکر — جز نیاز و آہ یعقوبی نکر

مطلب اس مرنے سے طوطی کے نیاز — مرگ سے اپنے تو مت ہو بے نیاز

حکایت چنگی مطرب کی بیچ وقت حضرت عمر رض کے

جب مدینے مین خلیفہ تھے عمر — مطرب یک چنگی اٹھا باکر و فر

بلبل اسکے راگ مین شادی مین پھول — گل کو عباسی سمجھے تھے ملول

لحن داؤدی سے اندر ہر چمن — کر دکھاتا تھا مسیحائی کا فن

ایک دن باجینگے اسرافیل عود — سو برس کا پائیگا مردہ وجود

ایک دن پھونکینگے اسرافیل صور — اٹھ کے بیٹھینگے سبھی اہل قبور

انبیا کو ہیں مگر سے نغمے نہاں
ہمکو ہی اُن سے حیات جاوداں

ہم ہوئے فانی گھٹے مارے پرے
بانگ آیا حق سے پھر اُٹھہ کھڑے

آدمی کو حق نے خود اسما سکھا
اُن سے اورونکو وہ سب سکھلا دیا

شمع پایا نور دیگر شمع سے
دیکھے جو اُس شمع کو دیکھے اُسے

ہو اگر اسطرح سے شمع منیر
دیکھا جو اول سو وہ دیکھا اخیر

عقل جزوی عشق کی منکر ہی جاں
گرچہ بتلاوے کہ ہی مجھہ پر عیاں

زیرک و دانا ہی لیکن نین فنا
جب فرشتہ نین فنا شیطان ہوا

کفر نسبت با خدا حکمت بری
گر ہمارے سات ہو آفت بری

کا تم اِس عالم کا غفلت ہی پچھان
ہوشیاری ہی بلائے ناگہان

جب کہ مطرب سخت بوڑھا ہو گیا
ہو گیا محتاج قوت یک شبا

پس کہا یا رب بہت مہلت دیا
مجھہ پر اپنے فضل سے احسان کیا

اب ہنر کس کو نہین میرا پسند
فضل سے کرتا ہی تو کھوٹا پسند

کسب مین ہی آج ای بندہ نواز
چنگ تیرے واسطے کرتا ہون ساز

لے طنبورا اٹھا اللہ بولتا
چل طرف گورِ غریبان کے گیا

پس کہا ای خالق ارض و سما
تجھہ سے مین چہتا ہون ابریشم بہا

چنگ باجا خوب سا روتا ہوا — چنگ تکیہ کر قبر پر سو رہا
نیند آگئی مرغ جان تن سے نکل — چھوڑ چنگی کو گیا اگلے محل
تن سے اور دنیا سے یکسر ہو جدا — اِس جہان سادہ جان کو گیا
حضرت حق حضرت فاروق پر — خواب کو غالب کرایا سر بسر
سو رہے ناچار دیکھے ایک خواب — پھر سنے جو حق سے تھا اُنکو خطاب
وہ ندا جو اصل ہر آواز ہی — خود وہی آواز باقی ساز ہی
تُرک و کُرد و فارسی قوم عرب — فہم کرتے اُسکو ہین بے گوش لب
ہین فقط ترک و عرب تاجیک و زنگ — فہم کرتے بلکہ یکسر چوب و سنگ
ہر دم آتا حق سے ہی بانگ الست — جوہر و اعراض سن ہوتے ہین مست
وہ جو مین کہتا ہون فہم سنگ چوب و چوب — قصہ اُسکا سن اِدھر دھر کان خوب
مسجد یثرب مین کھنبا ایک تھا — خاتم پیغمبران کا متکا
جب ہوئے منبر بنا حضرت سوار — وہ ستون جیون آدمی رویا پکار
پس اُسے فرمائے حضرت ای ستون — چاہتا کیا وہ کہا مین کیا کہون
تھا تُمھارا مین ہمیشہ تکیہ گاہ — اب جدائی سے ہوا سینہ تباہ
پھر کہے تو چاہے تو ویسا کرین — شرقی و غربی ثمر تیرے چنین

وہ کہا دایم بقا کیجو کرم
پس کیئے اُسکو دفن مثل رِجال
جسکو ہوتا ہی خدا سے کاروبار
جسکو باطن سے نہووے اتحاد
پانون استدلالیان کے چوب ہین
فلسفی کو بات کی طاقت کہان
گرچہ مُنہہ سے کچھ بکین وہ ابلہان
ہاتھہ مین کنکر تھے اُس بوجہل کے
اُسکو بولے مین کہون یا وہ کہے
ہاتھہ مین بوجہل کے ہر پارہ سنگ
لا الہ بول الا اللہ کہا
جب سنے سب حاضران ردوقبول
اُس خطاب رب کا تھا حاصل کلام
خاص ہم رکھتے ہین اُسکو محترم
سات سو دینار بیت المال سے

سن ارے غافل نہو لکڑی سے کم
حشر اُسکا ہو ویگا روز سوال
ہی ادھر غافل اُدھر کو ہوشیار
کیون کرے تصدیق تسبیح جماد
پانون لکڑی کے بہت ناخوب ہین
گر گیا تو دین حق تو رے وہان
لیکن اُنکے دست وپا ہین شاہدان
وہ کہا کیا ہی محمد بول دے
وہ کہا ہی خوب تر تا وہ کہے
بول اُٹھا کلمہ شہادت بیدرنگ
حق محمد ہی رسول اللہ کہا
پھینک دے مارا زمین پر بوالفضول
کا ی عمر ہی ایک بندہ نیکنام
جا تو گورستان کو رنجہ کر قدم
جلد تر لیجا کے اُس مطرب کو دے

عذر کر کہہ دے یہہ ابریشم بہا — خرج کر جب کر چکا اُس جا سے آ

پس عُمر بیدار ہو زر کر شمار — ڈھونڈتے گھر سے گئے بے اختیار

دیکھتے کیا ہین کہ مُطرب ہی پڑا — اُس سوا اِس جا نہین کوئی دوسرا

لِمین بولے ہی بہت ظلمت مین نور — باادب ہو بیٹھ گئے اُسکے حضور

ناگہان چنگی ہوا بیدار پیر — مُحتسب ہی کر ڈرا یکبار پیر

پس عُمر بولے نہ ڈر ای شادکام — حق تجھے بھیجا بشارت اور سلام

قدر ابریشم بہا یہہ لے تُرت — خرج کر پھر آ خدا دیگا بہت

جب سُنا یہہ بات وہ گھبرا گیا — مُرغِ بِسمل سا تڑپنے کو لگا

ہانک مارا ای خُدائے بے نظیر — شرم سے پانی ہوا بے چارہ پیر

ہی عجب کچھ فضل تیرا ای کریم — جو نہین محروم ہی مُجھہ سا لئیم

پھر بہت رویا کیا سخت اِضطرار — چنگ دے مارا زمین پر ایکبار

پس کہے فاروق ہی زاری تری — خودنمائی اور ہوشیاری تیری

راہ فانی کی جُدی ہی ای گدا — ہوشیاری ہی گُنہ یک دوسرا

خود ترا توبہ خودی کی ہی دلیل — جس خودی سے تو ہوا اِتنا ذلیل

گر ہوا توبہ گذشتہ کا قبول — کب کرے توبہ تو اِس توبہ سے بول

جب عمر آئینہ اسرار تھے ۔ جان کو مطرب کے بیداری دئے
بے ہنسے بے گریہ ہو مانند جان ۔ جان جا زندہ ہوا جانِ جہان
حال و قال یک اور غیرِ حال و قال ۔ پایگا غرقِ جمالِ ذو الجلال
غرق ایسا ہیں جو پھر پاوے نجات ۔ پائے چھانے غیر جز دریا کی ذات
دوستو اس عیش و عشرت کے لیئے ۔ سو ہزاران جان اپنی دیجیئے
صید کا صحراے جان کے باز ہو ۔ جان فِدا اگر مہر عالم تازہ ہو
آدمی کے تن میں نہہ جان و روان ۔ غیب سے آتے ہیں جیون آب روان

دعا اُن دو فرشتونکی واسطے سخی و بخیل کے

مصطفی بولے نصیحت آشکار ۔ دو ملک کہتے ہیں دائم یون پکار
منفقون کو ای خدا آباد رکھ ۔ یک درم لگ دے عوض اور شاد رکھ
ای خدا جو ہو جہان میں ممسکان ۔ تو ندے الا زیان اندر زیان
مال دیتا ہی خدا دے مستطاب ۔ تا کرین انفاق بر وجہ صواب
پس خدا کا مال سب بے حکم خدا ۔ گر دیا تو مسرفون سے ہوئیگا
مسرفان بھائی ہین خود شیطانکے ۔ ہین بہت امساک نفقونسے بھلے
گر بجا خرچا عوض سو پایگا ۔ ورنہ مسرف ہو خسارت کھائیگا

اِس سلئے مومن کہا ازروئے ہم — ربّنا اہد الصراط المستقیم
حق کے خاطِر نان دیا تو نان پائے — حق کے خاطر جان دیا تو جان پائے

حکایت خلیفہ بغداد کی جو عرب سے گھڑا پانی کا لیا

یک خلیفہ تھا بڑا سا نیک نام — اُسکی فیاضی کا حاتم تھا غلام
فیض اُسکا قاف سے تا قاف تھا — بحر و کان بخشش مین اُسکے صاف تھا
آبحیوان تھا مگر اُسکا کرم — کردیا زِندہ عرب سے تا عجم
کوئی عربنی ایکشب شوہر کے سات — فقیری کی اُسنے کہی روروکے بات
مرد بولا فقر کا مت کر گلہ — عُمر کا گذریگا ہر نوع قافلہ
جو جیا شیرین مُوا تلخی کے سات — جان کا تن پر دو رونگے نین ثبات
حمد کرتی ہی خدا کا عِندلیب — رِزق کی اُمید تجھ پر ای حبیب
اِسطرح مچھر سے لیکر تا بہ پیل — ربکے ہین بندے خُدا ربّ الجمیل
زن کہی ای تو حمیت سے بری — مین سمجھتی ہون تیری افسونگری
کب قناعت سے تو جان روشن کیا — تو مگر نامِ قناعت سن لیا
ہی تکبّر بد گدا سے سخت بد — تجھکو لائق کم ہی اِتنا جد و کد
پھر کہا اُسنے کہ ای زن تو نظر — فقر پر اتنی حقارت سے نکر

کیونکہ درویشونکو بے مال و منال
مرتبہ بخشا ہی عالی ذو الجلال

مین ہون قانع ہی نہ مجکو زر کی آس
تو مگر اپنے پہ کرتی ہی قیاس

تو نہ سمجھیگی برا پھرتا ہی سر
مین بھلا چنگا رہونگا اپنے گھر

دیکھ کر بوجہل احمد کو کہا
کیا بنی ہاشم سے بد نقشا اٹھا

دیکھ کر صدیق بولے وہ جبین
ہی محمد آفتاب اوج دین

مصطفی بولے کہ دونون سچ کہے
جو حقیقت تھی سو اپنی کہدئے

مین ہون آئینہ بنور ذو الجلال
مجھ مین ہر یک دیکھتا اپنا مثال

فقر پر کر صبر چھوڑ اپنا نفاق
ورنہین چھوڑے تو دیتا ہون طلاق

جب سنی یہہ بات شوہر سے وہ زن
گر پڑی اور بولی با رنج و محن

جو کیا چاہے سو کر ای جان من
پر جدائی کا نکر مجھ سے سخن

اسکے رونے سے ہوا شوہر کا دل
موم سا نرم و پشیمان و خجل

مرد گر سنگین دل و خودکام ہی
لیک رونا غور تو نکا دام ہی

ناز سے جسکا جگر ہو جای خون
جب نیاز آوے تو کیون ہو نا زبون

ظاہر ہی گرچہ غالب زن اپر
باطنا مغلوب تر ہی سر بسر

مصطفی بولے کہ زن سے عاقلان
ہین بہت مغلوب اور صاحبدلان

جاہلان غالب رہیں زن پر مدام — کیونکہ ہی حیوانیت انمیں تمام

مہر و رقت وصف انسانی ہی جان — خشم و شہوت وصف حیوانی پچھان

موسیٰ و فرعون باطن سے کے اسیر — ظاہر یک سرکش و یک فرمان پذیر

دنکو موسیٰ حق سے رکھتے التجا — نیم شب فرعون مانگے تھا دعا

گرچہ ہو فرعون مشہور جہان — پر مجھے دعوی خدائی کا کہان

خواجہ تاشان ہر دو ہم ای کردگا — ناوک تقدیر سے تیرے شکار

ہیں مکان و لامکان میں ہم اسیر — حکم کے تیرے ہیں ہم فرمان پذیر

کیا گل و کیا خار سب تیرے بنے — تجھ سے نا مانگیں تو جاویں کس کنے

جب کہ باطن رنگ ظاہر کا لیا — بن پری موسیٰ کو موسیٰ سے دغا

تا کہ بیرنگی مقید ہی برنگ — سر بسر موسیٰ کو ہی موسیٰ سے جنگ

جب کہ بیرنگی کو پھر کر جا سینگے — آشتی موسیٰ و فرعون پائینگے

عقل تیری ہی شتربان تو شتر — کھینچتی تجھکو جدہر چاہے ہے ادھر

عقل کی ہی عقل عقل اولیا — اشتران اسکے ہیں ساری عقلہا

دیکھ انکو تو بچشم اعتبار — ایک ہی ہی جان جان صد ہزار

عاقبت بینی دلیل کاملی — جاننا غیروں کو ہی بس جاہلی

روح صالح اُسکا ناقہ ہی بدن
روح صالح قابلِ آفت نہین
اِس لئے اُسکو رکھاتن مین الہ
ناقہ جسمِ ولی کا ہو غلام
ہین بہت شیرینیان مثلِ شکر
سالہا رہتا ہی محوِ آفتاب
آبحیوان ہی اِسے مت بوجھ بات
لیک بعضے جا ہوگا زہر مار
خام غورہ مین رہا ہی شیرہ ترش
خُم مین وہ شیرہ ہوا تازہ و حرام
نقل مین ہی ناجرائے مرد و زن
مثلِ زن کے نفس کا ہی کاروبار
عقل اُن فکرون سے کچھ آگاہ نین
مُصطفیٰ بولے کہ کہتا ہی خُدا
دِل مین مومن کے سماتا ہون عجب

روح واصل ہی و لے مہجور تن
روح فارغ زخم ہی ناقہ کے تئین
تار ہے وہ کُلِ عالم کا پناہ
روح صالح سے ملیگا شادکام
لیکن اُن مین زہر کا ہوئیگا اثر
تب تو پتھر ہوویے ہی لعلِ خوش آب
روح تازہ دیکھ اُن حرفونکا سات
حق مین نادان کے بحکمِ کردگار
جب پکا انگور تو ہوتا ہی خوش
پھر ہوا سِرکہ تو ہی نعم الادام
ہی مثالِ عقل نفس ای ذو المنن
ہی کبھی سرور کبھی ہی خاکسار
اُسکے سر مین جز غمِ اللہ نین
مین زمین و آسمان مین نین سما
اندلو نین ڈھونڈھ لے گر ہی طلب

مقبلون کی دوستی ہی کیمیا
چشم احمد کی پڑی صدّیق پر
پس کہی شوہر کو ای آرام دل
ذات اُسکی ہی مثالِ آفتاب
آبِ باران ہمکو ہی تحفہ عظیم
تھے نہین واقف کہ ہی اُس جائے پر
ای رہنہارے زمینِ شور کے
جب تلک چھوڑا نہین تن کی رباط
تن ہمارا ہی سبو اُس مین حواس
پس گھڑا سر پر اُٹھا لے وہ عرب
اُس گھڑے پانی کو چورون سے بچا
دیکھتا کیا ہی کہ ہی ہر بار عام
طالبِ زر اہل ظاہر کے فریق
ہر طرف آواز ہی الطالب آ
روی محبوبونکو آئینہ سے زیب

کیمیا ایسی کہان پھر پایگا
کر دیا صدّیق فیضِ یک نظر
کچھ لیجا تحفہ خلیفہ سے تو مل
مال دے تجھکو کریگا کامیاب
اسکو لیویگا بدل شاہِ کریم
آب دجلہ غیرتِ شیر و شکر
شطّ جیحون کی خبر کیا ہی تجھے
کیا سمجھتا صحو و سکر و انبساط
آب شور و تلخ سے کرلے قیاس
طی لگا کرنے منازل روز و شب
آستانے پر خلافت کے گیا
عام و خاص اُس مین سراسر شادکام
اہلِ معنی بحرِ معنی مین غریق
جود محتاج گدایان جیون گدا
روی احسانکو گدا ہی دلفریب

آئینہ بخشایشِ حق کا گدا
نفس ہی درویش مین ہی اہل جان

عاشقِ حق نفس ہی از بہر مال
گر گمان کرتا ہی اُسکو عشق ذات

عاشقِ تصویر اپنے وہم کا
تِس اُوپر بھی گر ہی وہ عاشق بجا

شرح اُسکی بولتا مین ای عزیز
راست معنیٰ کا نہین ہر کوی خبیر

یہہ غم و شادی جو ظاہر ہیچ ہی
حُسن ظاہر تجھکو ای اہلِ مجاز

صورتین ساری جہانکی کر تو غور
چھوڑ جامہ کر تو چشم دل کو باز

ساتھ جامے کے وہان کب ہو گذر
اُس عرب کو دیکھکر شہ کے نقیب

کیا تیری حاجت ہی کہہ دکھو لکر
جود مطلق ہی جو ہو محوِ خدا

نفس کے کتّے کو دے مت اُستخوان
وہ نہین ہی عاشقِ حُسن و جمال

ذات مین ہی وہم اسما و صفات
کب رہیگا عاشقِ ذاتِ خُدا

یہہ مجاز اُسکا حقیقت پایگا
لیکن اتنی ہی کہان تجھہ مین تمیز

کھاے کیون انجیر ہر مُرغ صغیر
اُس غم و شادی کے آگے ہیچ ہی

حُسن معنی سے خبر دیتا ہی راز
تن پہ صورتکے ہین جامے کے طور

دیکھ سے جا کر جمالِ جامہ ساز
جان سے تن تن سے جامہ بیخبر

لُطف سے پوچھے کہ ای امرد غریب
داد کو پہنچیگا شاہِ داد گر

وہ کہا تھا طالب دینار میں — اب ہوا ہوں عاشق دیدار میں

واسطے آتش کے موسیٰ طور کو — جا کے دیکھے آفتاب نور کو

تھی غرض عیسیٰ کو ترک دشمنان — بھاگ کر پہنچے ہیں چوتھے آسمان

ایک دانہ کھا ہوئے آدم خجل — اُن سے نکلے باہر اتنے اہل دل

دین کے جھگڑے کو عباس آئے تھے — نسل اُنکی دین کی پشتی ہوئے

واسطے چار یکے باز آیا بدام — ساعد سلطان ہوا اُسکا مقام

یہہ مرا تحفہ لیجا سلطان کو تو — عرض میری بھی یہی ظاہر کرو

دیکھ ہنستے تھے نقیبان اور سبو — پھر اُسے پہنچا دیئے بے گفتگو

کیونکہ خصلت اُس شہ با خبر کی — تھی تمام ارکان میں یک سر بھری

دیکھ کیسا شاہ جان کا فضل و فن — کر دیا تاثیر ہی سارا بدن

جس ہنر سے اوستا معروف ہی — بیگمان شاگرد بھی موصوف ہی

جو ہوا اُستاد محو راہ حق — ہی وہی شاگرد کا اُسکے سبق

سب ہنر میں فقر ہی بہتر ہنر — کام تجکو آئے مرتے وقت پر

ایک نحوی تھا کہیں کشتی سوار — اُسنے کشتی بان سے پوچھا پکار

جانتا ہی نحو وہ بولا کہ لا — عمر ہی تیری کہا آدھی فنا

ناگہان کِشتی پہ آیا تُند باد
جانتا ہی تیر سنے بوٗ لا نہین
ای جوان سب عمر ہی تیری فنا
مجھ بہتر تجھو سے ای بے خبر
مُردگان کو سر اُپر رکھتا ہی آب
گر تو اوٗ صافِ بشر سے مر گیا
ہی ہماری عقلہا آبِ سبو
ہم سبو بھر لے اگر دجلے کو جاین
الغرض سُلطان گھرا سونے سے بھر
وہ عرب جب آبِ دجلہ کا پیا
ہی عجب لُطف اِس شہِ وہّاب کا
کُلّ عالم کو سبو جان ای پِسر
دجلۂ خوبی سے حق کے ایک نم
گنجِ مخفی تھے سوٗ خوبی کر کے جوش
دجلۂ خوبی سے حق کے یک ذرا

اُسکو کِشتیبان کہا ای اُوستاد
وو کہا ہی ڈوبتی کِشتی یقین
تجکو اپنے ساتھ لیکر ڈوب جا
تا تو اِس دریا مین نا پاوے ضرر
زندگان ڈوبے ہین اِسمین بے حساب
پھر نہین دریا مین ہرگز ڈوبتا
عِلمِ حق دجلہ خلیفہ بوجھ تو
ہین گدھے خود ہم گدھے گر نا کہاین
راہ سے دجلے کے بھیجا اُسکے گھر
ہوٗ پشیمان سر جُھکا کہنے لگا
جوٗ میرے سے وہ گھرا پانی لیا
اُسکی وہ سب حُسن و خوبی بر بسر
بلکہ یکقطرے سے بھی از بس ہی کم
خاک کو سُلطان بنائے سبز پوش
دیکھتے ہی وہ عرب بے خود گرا

جو کہ دیکھے ہیں اُسے نے خود ہوئے
خود گھڑا پھوٹا وسلے پانی ہنوز
ناگھڑا ایشدانہ ظاہر اس میں آب
گر طلب معنی اکیا دیوسینگے بار
کُل فکر تیرے ہیں آلو دو گران
نان متّی گوشت متّی سے بتر
عُمر ساری خاک ہم کھاتے رہے
جب ہوا بھوکا تو سگ ہوتا ہی تو
جب ہوا تو سیر ہی مُردار خر
پس کبھی کتّا کبھی مُردار ہی
نفس سگ تیرا ہی ہشیار شکار
سگ اگر بھوکا ہو سرکش رہے
اُس عرب کو بینوائی تھی دلیل
میں حکایت میں کیا احسان شاہ
گر شکر لشکر کہیں روٹی بنائیں

نیچو دانہ سنگ پر پھوٹے گھڑے
اُس میں ہی باقی بخوبی دلفروز
فکر کرو واللہ اعلم بالصّواب
فکر کر پایا تو ہاتھ آوے نگار
کیونکہ تو کھایا ہی متّی مثل نان
مان نرہ تو ہو کہ متّی خاک پر
خاک ہم کو کھائیگی بعد از مرے
تن دو بد پیوند بد رگ مو بمو
مثل یک دیوار از خود بے خبر
پھر تجھے ستبر و لینے کیا درکار ہی
اُستخوان کم دسے اُسے ای نامدار
حید تیرے واسطے کمتر کرے
تا گیا وُہ شاہ تک بے قال و قیل
پھر تجھے اب چاہیئے تک انتباہ
ذائقہ شکر کا دسے جب چاب کھائیں

بت کہین سونے کا مومن کو ملا ۔ بت پرستون کو نہین پہنچا لیگا
بلکہ آتش مین گلا دیگا اُسے ۔ صورتِ عاریت اُسکی توڑنے
گر رہا صورت مین ہی تو بت پرست ۔ چھوڑ دے صورتکو معنی کر درست
گر طلب حج کی ہی جا جا جیکے سنگ ۔ خواہ وہ ترکی ہو یا تاجیک و زنگ
ترک کر صورتکو رکھ نیت سے کام ۔ تا تجھے پہنچا لیگا اپنے مقام
حاش للہ یہہ نہین ہی نقل جان ۔ حال ہی تیرا ہمارا ای جوان
عقل شوہر ہی زن اُسکی نفس و طبع ۔ ہر دو ظلماتی و منکر عقل شمع
جب کلی جھڑ گئی ہوا پیدا اثمر ۔ جب کہ تن توٹا ہوا جان جلوہ گر
سیر پا بے سیر کرنا یہہ سفر ۔ ہی بہت پُر آفت و خوف و خطر
راہ وہ جو بارہا دیکھا ہی تو ۔ ہی پریشانی اگر تنہا ہی تو
راہ بِن دیکھے نہین جانا دلیر ۔ راہبر لے راہبر سے سر نہ پھیر
گر نہ ہووے ساتھ تیرے راہرو ۔ بانگ غولان مین رہے حیران تو

وصیت سرور عالم کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بیچ اختیار صحبت عاقلونکی

مصطفیٰ بولے علی کو ای علی ۔ شیر حق ہو پہلوان پُر دلی

لیک شیری پر کرو مت اعتماد — لیجیو کوئی عاقل روشن نہاد

سایہ اُس عاقل کا کیجو اختیار — جو نہو کسکے دغا دینے سے خوار

سایہ اُسکا ہو زمین پر کوہ قاف — روح جیون سیمرغ بس عالی طواف

آدمی مین ہی چھپا خورشید ذات — آدمی ہی مظہر ذات و صفات

آدمی مین ہی نہان دو آفتاب — فہم کرو اللہ اعلم بالصواب

ہر کسے ہی یک طریق بندگی — تا رہے نار جہنم سے بری

تم کو بہتر ہی طریق عاقلان — دشمن باطن سے تا پاوے امان

جب قبولا پیر ہو فرمان پذیر — صبر کر اُس پر جو فرماتا ہی پیر

پیر کے ہو ساتھ با صبر و وفاق — تا مبادا نا کہے ہذا فراق

بے دلیل اس رہ مین کوی نا در گیا — ور گیا فضل و کرم تھا پیر کا

غایبون سے بھی نہین غافل ہی پیر — ہاتھ اُسکا قبضۂ رب البصیر

غایبون پر جب ہوا تنا دست رس — حاضران خود اُنسے بیشک ہین سرس

جب لیا تو پیر نازک دل نہو — بندے سے پیرونکی سینہ پاک دھو

بندے سے پیرونکی گر کینہ کرے — پھر کہان تو دلکو آئینہ کرے

حکایت مرد فرومی اُور دلاک کی یعنے گودنا کرنیوالا

یک قزونی نے کہا دلاک سے
زیب دے نقش کبود ایسے مجھے

شیر ہین طالع مرے ہون مین دلیر
کھینچ شانون پر مرے تصویر شیر

اُسنے لے سوزن لگا کرنے نگار
درد سے اُسکے جوان ہو بیقرار

بول اُٹھا کیا شکل تو نے ساز کی
مرگ سے گویا مجھے انباز کی

پس کہا تو شیر فرمایا مگر
اُسنے پوچھا کونسا ہی عضو کر

وہ کہا دم سے کیا آغاز ہون
دم کہا دے چھوڑ مین ہون بس زبون

شیر کے دم سے رکا یکبار دم
ہو چلا دم سرد میرا دمبدم

شیر بے دم گو رہے ای شیر ساز
اب نہین باقی مجھے دم سے نیاز

دوسری جانب سے اُستاد ہنر
نقش کی بنیاد ڈالا بے جگر

ہانک مارا آہ کیا اندام ہی
کونسا یہہ عضو ہی کیا نام ہی

اُسنے بولا کان ہین یہہ شیر کے
وہ کہا ای یار کانین چھوڑ دے

کان گر نا ہون تو کیا غم ای حکیم
کچھ نہین ہی کانکے چھوڑے سے بیم

بار پس اُسنے لیا سوزن بکام
پہلوان رونے لگا کاے نیک نام

تیرا تن کونسا ہی شیر کا
دل مرا از بسکہ بے طاقت ہوا

پیت ہی بولا بدن یہہ تیرا
مرد بولا پیت بھی نا ہو تو کیا

پھینک دے اُستاد سوزن ہو تنگ
شیر بے دُم بے سر و گوش و شکم
شیر ایسا حق کہین پیدا کیا
صبر کر ای بھائی زخم نیش پر
وہ جوانان جو بدن سے پاک ہین
مر گیا ہی نفس جسکا بدگُہر
جب کسو نے شمع دل روشن کیا
کیا ہی وہ تعظیم خالق ای خلیل
کیا ہی وہ توحید حق ای آشنا
گر تجھے خواہش ہی انوار عُلا
ہستی حق مین تیری ہستی فنا
مین سپنے مین ہی تجھے جب تک قرار
سب فنا باقی ہی یک ذات خُدا
ذات مین گر ہی فنا باقی ہی تو
جب ہوا ایک تو نہین باقی دوئی

بُول اُٹھا ای مردک بے نام و ننگ
کون دیکھا ہو بشر اپنے جنم
ہی سراسر الہی دعوا ترا
تا نہ مارسے نیش نفس بدگُہر
چاند سورج اُنکے سر پر خاک ہین
اُسکے ہین فرمان مین شمس و قمر
آفتاب اُسکو نہین دیگا جلا
اُسکے آگے تا تو ہو خوار و ذلیل
حق کے آگے آپ کو کرنا فنا
ہستی موہوم کو اپنی جلا
ہو رہے جیسا مِس اندر کیمیا
یہہ دوئی تیری تجھے کرتی ہی خوار
محو جب نین ذات مین ہی تو فنا
کُلُّ شَیٔ ہَالِکٌ اِلّا وَجْہَہٗ
نا منی باقی رہیگی نا توئی

رشتہ گر دو تار ہی از ہم جُدا — سوی مین ہرگز نہین پرویا جایگا

ایک تاگے سے ہی سوی کو ارتباط — اونٹ کو لائق نہین سم الخیاط

گر تجھے وحدت کا حاصل ہی سبق — دست تیرا ہی مثال دست حق

اُسکو قدرت ہی کہ ممکن ہو محال — سرکشی کا ہی کسے ہرگز مجال

ہی عدم ہر چند مردے سے بتر — پھر خدا کے ہاتھ ہی مجبور تر

ایک دم خالی نہین رب المجید — کل یوم ہو فی شان جدید

اسرین کام اُسکا ہر روز یہہ ہوا — تین لشکر تین جانب بھیجتا

ایک لشکر صلب سے ارحام مین — دوسرا ارحام سے کرتا بدر

تیسرے کو بھیجتا سوئے اجل — تا کہ جا دیکھے جزائے ہر عمل

مختلف ہی کوچہ ہر ہر طرق — لیک یک ہوتے ہین جب پہنچین بحق

ہی خدا جان کو دکھا تو وہ مقام — جو وہان بے حرف ہوتا ہی کلام

تا کہ جاوے جان سر سے تا قدم — دیکھنے نظارۂ باغ عدم

باغ ایسا ہی وہ ناپیدا کنار — یہہ خیال ہست جسکے فضلہ خوار

ہی عدم سے تنگ تر باغ خیال — اِسلئے دیتا ہی وہ دلکو ملال

ہین مگر اجسام اسسے تنگ تر — اس لئے بنتا ہلال اِس مین قمر

یہہ جہان حسن و صورت اِسّے تنگ
مثل زندانکے جو دل ہووے بہ تنگ

علّت تنگی ہی ترکیب و عدد
ہی یہی ترکیب جسّونکو مدد

حس سے باہر عالمِ توحید ہی
گر دہان پہنچا تو گویا عید ہی

چھوڑ دیگا عقل اپنا ہست و بود
جب سُنا ہی قصۂ عاد و ثمود

گر نہیں چھوڑا تو اپنا مین [illegible] بنا
دوسرون کا جانے عبرت ہوئیگا

خوف بتلانا نوح کا اُنکی قوم کو

نوح بولے قوم سے مین مین نہین
مین مواجیتا سو رب العالمین

جب جو اس آدمی سے مین موا
بولتا سُنتا سمجھتا سو خدا

جب نہین مین مین ہی یہہ دم شاہ کا
مارنا دم اُسکے آگے ہی خطا

بیچ اس روباہ کے تِتّھا ہی شیر
روبرو اُسکے نہ جاؤ تم دلیر

سو ہزاران شیر تھے یک تنمین نوح
تھا سراسر یہہ جہان اُنکو فتوح

نوح تھے یک شعلۂ آتش مگر
یہہ جہان تھا ایک خرمن مختصر

جب کہ خرمن پاس خدمت نین ائے
نوح اس خرمن کو آتش دے دئے

جو کہ اس شیرِ نہان کے روبرو
بے ادب کھولا زبانِ گفتگو

شیر مثلِ گرگ پھاڑیگا اُسے
زور سے اپنے پچھاڑیگا اُسے

حکایت شیر کی جو بھیڑئے کو مارا

تھا کسی صحرا مین یک شیرِ ببر
شیر گردون اُسکے آگے گورخر

پنجۂ شیری سے جب کرتا شکار
مثلِ مچھر چیرتا ہاتی کو مار

اُسکی تھی خدمت مین ایک روباہ پیر
بھیڑیا ایک دوسرا مثلِ وزیر

شیر کے فضلہ سے دونون شاد تھے
دام و دد کے خوف سے آزاد تھے

ایک دن اُسنے کیا تھا تین صید
بیل بکرا اور خرگوش یک سپید

گرگ سے پوچھا کہ ای میرے رفیق
قسمت اُن تینو کی بتلا کیا طریق

گرگ بولا بیل ہی خاصہ طعام
دوسرے دو یاوین ہم دونو غلام

شیر یہہ سن اُسکو مارا ہو غضب
تو بھی ہی میرا شریک ای بے ادب

بعد ازان پوچھا تو بول ای لومڑی
قسمت اِن تینونکی اب کیسی پری

اُسنے بولا چاشت کا خاصہ ہی بیل
دوپہر بکرے کو لے فرمائے میل

تیسرا خرگوش نقلِ شام ہی
شاہ کی خدمت سے ہمکو کام ہی

مالکِ مطلق خدا ہی چیرہ دست
تو ہو اپنے خودی سے خود پرست

مثلِ اُس روباہ کے تو ہو فنا
ورنہ مثلِ گرگ مارا جایگا

رب غنی ہی تو فقیر ای بے بصر
نیستی سے اپنی ہر گز مت گذر

حق کیا پیدا ہی مُلکِ دوسرا
مُلک و دولت اُسکو کیا کام آیگا

تو فنا ہوکر ہوا باقی بذات
مُلک و دولت آینگے سب تیرے ہات

رو برو حق کے لگا رکھہ اپنا دِل
تا نہو گا بد گمانی سے خجِل

سب ہمارا سر و فِکر و حال و قال
دیکھتا حق دود مین جیسا کہ بال

جب ہمارے نقد کا ہو امتحان
سب ہمارا نیک و بد ہوگا عیان

بادشاہون پاس وقتِ بارِ عام
ہی مقرر ہر کسیکو یک مقام

دست چپ مین پہلوانونکو شرف
مُشرف و اہلِ قلم سیدھے طرف

صوفیون کو روبرو ہووے قرار
کیونکہ اُن کا جان ہی آئینہ وار

ذِکر و فِکر و شغل سے ہو سینہ صاف
صیقلِ تقوی اسے ہین آئنیہ صاف

آئینہ مرغوب ہی محبوب کو
دیکھنے لے اپنے جمالِ خوب کو

قِصّہ یوسف علیہ السلام اور انکے آشنا کا

یوسفِ صدّیق کا یک آشنا
بعد مُدّت مصر مین آکر مِلا

یاد بھائیونکا دِیا ظلم و حسد
وہ کہے زنجیر تھے ہم تھے اسد

ننگ شیرونکا نہین ہی سلسلہ
خواہشِ حق سے نہین ہمکو گلہ

شیر کی گردن مین تھی زنجیر اگر
شیر گردن پر وہ لے تھا تیز در

رحمتِ حق کی تھی وہ صنعت گری
خاک مین گندم کو اوّل بو دِئے
پھر وہ گندم پس گیا آٹا بنا
پھر اسے دانتون نسے جب پہنچی گزند
پھر ہوا وہ جان جب محوِ خدا
بعد قصّے کے سے کہے ای مہربان
دوست کے مِلنے کو خالی ہاتھ جاین
رب کہیگا حشر مین بندونکے سات
رب کی مہمانی سے گر منکر ہوا
گر نہین منکِر تو خالی ہاتھ لے
حق کے خاطر خواب و خور اپنا گنوا
خواب و خور ہی راحتِ جان وروان
اولیا ہین محوِ لطفِ ذوالجلال
آشنا یوسف سے بولا ای حبیب
آئینہ لایا ہون تحفہ بے مِثال

بے مشقت کے مِلے کیون سروری
خاک سے پھر اُسکے خوشے چن لئے
پھر ہوا روٹی تو قیمت مین پرا
ہو گیا وہ جان و عقلِ ہوشمند
جائے حسرت بونیوالونکا ہوا
کیا میری خاطر لے آیا ارمغان
دوست کے ہم دوست پھر کیسے کہاین
کیا لے آئے آج کا تحفہ سنگات
خاک ہی مطبخ سے حق کے کھائیگا
دوست کو جاتا ہی کیونکر دیکھنے
واسطے مِلنے کے یہہ تحفہ لیجا
عشق گر ہی تو تجھے راحت کہان
خواب و بیدار مین یکسان اُنکا حال
کچھ نہین تحفہ نظر آیا غریب
تاکہ دیکھے اُسمین تو تیرا جمال

تحفۂ دیدار حق ہی نیستی
تو فنا موجودیت کو اپنی کر
حق کے آگے جب فنا ہوجائیگا
جسکو ہی نقصان کی لینے خبر
مرض ہی تجھکو تیرے پندار کا
دیدۂ دل سے تیرے پنہان ہون
ہی تکبر مین غلو ابلیس کو
گرچہ اپنے کو سمجھتا ہی سلیم
اس مرض کا سخت مشکل ہی علاج
بند آہن کو سکے کرنے جدا
فلسفی جو منکر حنانہ ہی
فلسفی جو منکر شیطان ہی
گر نہین شیطان کو دیکھا رہے
اس لئے ہنستا ہی تو شیطان پہ
اللہ اللہ نازنین ہی تو دلے

ہست حق تیرا سبق ہی نیستی
تا جمال حق ہو تجھہ مین جلوہ گر
پھر بقا حق کے بقا سے پائیگا
وہ کمال اپنے کو ڈھونڈھے ہر کدھر
پھر تو ای مغرور کب کامل ہوا
تو تکبر مین نہوگا تو زبون
مرض یہہ ہر شخص مین ہی بوجہ تو
مرض اسکا ہی نہان زیر گلیم
ہر بلطف مرشد روشن مزاج
بند غیبی کی نہ جانا کوی دوا
اولیا کے حال سے بیگانہ ہی
دام مین شیطان کے غلطان ہی
آپ خود شیطان ہی تو دیکھ لے
نیک اپنے کو سمجھتا ہی مگر
پاون اندازے سے باہر نا تلے

سب جنا ور آدمی پر کر نثار
جب نہین کفّار مین عقل صلاح
سب زن و فرزند ہین اُنکے سبیل
خلق نابالغ ہین جز مست خُدا
غیر عشق حق اگر ہووے خوشی
بلکہ یہہ ہی مرگ شیرے جی کے سات
نفس کی خواہش ہین جب تو دوب جا
آتش شہوت نہ پانی سے بجھی
نور دین اُسکو بجھاویگا یقین
کیا بجھاوے نار کو نورِ خدا
خرچ سے شہوت زیادہ ہووےگی
آگ لکڑی سے ہمیشہ ہی بُلند
شہوت سے پرہیز اگر بولا حکیم
مرض کو تیرے بڑھا دیگا عسل
مال مایہ ہی اِسے ضایع نکر

آدمی سب عقل کی خاطر تو مار
قتل اُنکا حق کیا یکسر مباح
کیونکہ ہین بے عقل و مردود ذلیل
کب ہو بالغ تابع حرص و ہوا
کیا خوشی ہی بلکہ ہی جان کندنی
عشق کا گر ہین پیا آب حیات
پھر کہان سر خواب غفلت سے اُٹھاوے
کیونکہ یہہ آتش ہی دوزخ سے بنی
کفر کی آتش بجھاوے نور دین
نور ابراہیم کو کر پیشوا
بلکہ شہوت ترک کرنے سے کمی
گر نہ دین لکڑی تو خود یاوے گزند
ترک کر دین تو ہوگا تو سقیم
پس ندے لکڑی سے تو آتش کو بل
راہ زن کو تو ندے تیغ و تبر

کینہ ور کو چھوڑ دے لے اہل دین | ہمنشین حق سے تو ہو مل ہمنشین

بیان حضرت امیر المومنین علی مرتضی رض کا

حامی دین خسرو ملک یقین | ساقی کوثر امیر المومنین

مرتضی سے سیکھ اخلاص عمل | شیر حق ہین پاک بے مکر و دغل

تھے کسی غزوے مین اندر کارزار | ہاتھ مین لے جگمگاتی ذوالفقار

ضرب تیغ دوسرے سے مار کر | کر دئے کفار کو زیر و زبر

ان مین تھا ایک پہلوان نامی بڑا | جنگ مین آکر مقابل ہو کھڑا

پنجۂ شیری سے اسکو کرکے زیر | سر جدا کرنے کو مانگے شہ دلیر

ان نے اپنی زندگی سے درگذر | تھوک ڈالا اس مبارک منہہ اوپر

وہ مبارک منہہ کہ جسکو مہر و ماہ | سجدہ کر جاتے ہین ہر شام و پگاہ

چھوڑ دے اسکو اٹھے حضرت علی | افتخار ہر نبی و ہر ولی

پہلوان حیران ہو بولا عجب | قتل میرا تم نے بخشے کیا سبب

سر بسر گستاخ میرا تھا عمل | تم کئے کیون لطف و رحمت بے محل

سر بسر مین دشمن جانی اتھا | تم گرا کے مجھکو پھر چھوڑے سو کیا

جان سے کیونہ پہنچایا ستم | جو مجھے پھر جان دے بخشا ہے تم

ہو شجاعت مین خدا کے شیر نر
معرفت مین پیشواے عارفان
پس کہے حضرت علیؑ ای پہلوان
مین خدا کے واسطے کرتا ہون جنگ
جب تو مجھہ سے ایسی گستاخی کیا
پس غرض اس قتل مین آکر ملی
بندهٔ شہوت کہان پاوے خلاص
جو کریگا جی کو جانان پر نثار
جب تلک نیکون کو تو دیکھے بشر
گر نہین فرزند تو ابلیس کا
بس کر دان مہہ ذکر گر ہووے فرزن
وہ جگر جو خون نہین کیا سخت ہی
معصیت ایسی کیا تو ای جوان
گرچہ کھویا عمر تو غفلت کے سات
کر دیا آزاد تجھکو فضل حق

ہو مروت مین محمدؐ کے جگر
کچھہ کہو جو تم نے دیکھے ہو عیان
اس لئے مین تجھکو بخشتا ہون امان
نفس کی خاطر نہین یا نام و ننگ
نفس اماره مرا بر ہم ہوا
کام مین حق سے نہین شرکت بھلی
تجھکو ہی تیری غرض سے اختصاص
کیون کرے حرص خلافت اختیار
بو جہہ ہی میراث شیطان وہ نظر
پس تو کیون میراث اس سگ سے لیا
خود جگر کیا چیز خارا ہووے خون
غافل و مردود ہی بدبخت ہی
ایک پل مین ڈھانپ ڈالا آسمان
کیا نہین ظلمت مین ہی آبحیات
قہر پر حق کے ہی رحمت کو سبق

جنگ پیغمبر سراسر صلح تھا — فتنہ آخر زمان اُس سے مٹا

لاکھا سر کو لتا ڈالے رسول — تو امان پایا سرای اہلِ قبول

رنج سے راحت ملی ای نیک بخت — ڈالیان کاٹے سے پھل دیتا درخت

بیشتر ہی نفع نقصانونکے سات — مرگ سے حاصل شہیدونکو حیات

حق اگر بیجا تو پھر لیتا ہی مول — جسکو کرتا رد اُسے کرتا قبول

حضرتِ آدم کبھو شیطان پر — تنگ حِقارت سے کئے تھے یک نظر

خود پسندی اور خود بینی سے گئے — کام پر ابلیس ملعون کے ہنسے

وحی بھیجا رب کہ ای آدم صفی — تو نہین جانا ہی اسرارِ خفی

قُدرت اپنی جب کہ بتلائے اون — کوہ کو یک بات مین تنکا بناون

پھار تسو آدم کے پردے الکدم — پایا ہین سو ابلیس آدم کا جسم

بس کہے آدم کہ ای پروردِگار — مین کیا تو یہ خطا تو درگذار

تو اگر طعنہ کیا تو ہی بجا — ہمکو ہی نفسی ہی نفسی بولنا

تو اگر جاہا تو ہم انسان ہین — ورنہین تو سر بسر شیطان ہین

تیرِ حق ہون مین نہین ننگ آنجوان — سگ صِفت ہو وین جو ہین تن پرور ان

تیرِ دُنیا ڈھونڈھتا ہیگا شِکار — شمشیر مولا کا ہی مولا پر نثار

مرگ میں جب دیکھتا ہی سو حیات
مثل پروانے کے جلتا شمع سات

نفس حق کا حق کے فرمانے سے توڑ
حق کی خاطر حق کے آئینہ کو پھوڑ

گبر جب یہہ نکتہ پایا آشکار
توڑ کر زنار پھینکا ایک بار

پس کہا میں تم پہ کرتا تھا جفا
تم کو میں کچھہ اور ہی سمجھا تھا

میں ہوں ذرّہ تم ہو یک خورشید نور
میں فدا ہوں چاند پر جیسا چکور

میں فدا اس بحر رحمت کا ہوا
جس سے تم سا گوہر روشن بنا

لے پچاس یک اپنے وہ خویش و تبار
شمع پر وہ گر پڑا پروانہ وار

حلم کی تلوار سے اس شاہ کے
خلق اتنے قتل ہونے سے بچے

حلم کی تلوار ہی تیغ سے تیز
بلکہ سو لشکر سے اگلی فتح تیز

دوسرا دفتر

مثنوی یک چند تھی مہلت پذیر
صبر سے آخر لہو ہوتا ہی شیر

شیر صافی ہی لہو میں متصل
نور باقی ہی یہی دنیا سے مل

دین کو آفت ہی شہوت اور ہوا
ورنہیں تو شیر و شربت ہی بجا

پس تجھے لازم ہی ہر دم احتیاط
تا پیا وے شیر خون سے اختلاط

نفس کی خواہش میں یکدانے بدل
صدر جنت سے گئے آدم نکل

مثلِ شیطان تھے ملک اُنسے بری
دردکے طوفان سے تھا دِل چور چور
گرچہ تھی یک بال سے کمتر خطا
جب تھی آدم دیدۂ نورِ قدیم
مشورت سے گر کئے ہوتے یہہ کام
عقل سے جب عقل ہوتی ہی بہم
دوست حق کا آشنا یک لے شفیق
درد اپنے دل کا کہہ اُس یار سے
دردِ دل کا آئنہ ہی روے یار
خواب بیداری ہی دانائی کے سات
جب زمستان مین ہوا کوونکا دھوم
بے گل و گلزار بلبل ہی خموش
آفتابِ معرفت پنہان نہین
خاصہ وسے خورشید علمِ معنوی
مثلِ آئنہ کے دسے دِل کو جلا

بھاگتے آدم سے تھے جنّ و پری
نان کی خاطر بنی آنکھین تنور
لینک تھا وہ بال دیدونمین اُگا
بال دیدونمین ہی یک کوہِ عظیم
نا ہوا ہوتا پشیمانی سے نام
مرد ہونا کام مین ثابت قدم
جب کیا ایسا تو ہوگا حق رفیق
کام ہرگز تو نہ رکھہ اغیار سے
منہہ پر اپنے کے تو ہرگز دم نہ مار
جاگنا ہی احمقی سے جی یہ گھات
بلبلان سب بھول جاتی ہین رسوم
غیبتِ خورشید خواب دیدہ پوش
مشرق اُسکا غیر عقل و جان نہین
روز و شب یکسان ہی اُسکی روشنی
مطلعِ خورشید خود ہوجائیگا

حسِ ظاہر کے سوا ہیں پانچ حس — یہہ مثالِ زر ہیں وہ مانند مس

حسِ ظاہر کی غذا ظلمات ہی — حسِ جان کو آفتابِ ذات ہی

ای میرے جیکے جِلا دلکے حبیب — حسِ جان کو تو کیا معنی نصیب

جیب سے اپنے یدِ بیضا بتا — مثلِ موسی تا ہو انکھون کو جِلا

آفتابِ معرفت تیری صفات — آفتابِ چرخ ہی یک وصف ذات

تو کبھو خورشید ہی دریا کبھو — تو کبھو ہی قاف ہی عنقا کبھو

پر نہ یہہ دیوے تو اپنی ذات سے — کیا تجھے نسبت ہی معدومات سے

تجھہ سے ای بے نقش ساتھہ اتنے صُوَر — ہی مُشَبَّہ تا ہو حدّ خیرہ سر

تجھہ سے ای بے نقش ساتھہ اتنے نقوش — ہی مُشَبَّہ تا ہو حدّ خیرہ ہوش

ہی مُشَبَّہ پر کبھی توحید خوان — پھر موحّد کو صُوَر ہیں رہزنان

پھر کبھی صورت کرے اپنی فنا — واسطے تنزیہ ذاتِ کبریا

حالتِ مستی میں تجھکو بو الحسن — صغرِ سن بولے کبھی رطب البدن

اسقدر ہوتے ہوسے نقش و نگار — منہہ ترا سادہ رہا آئنہ وار

حسِ ظاہر کو ہی مذہب اعتزال — قابلِ رویت ہی کب سنّی مثال

حسِ ظاہر شاہ کو گر دیکھتا — دیکھتا اللہ کو بیشل اور گدھا

پس بنی آدم کو ہوتا گیا وقار — یا وہ حسِ مشترک کا راز دار

نا مصوّر یا مصوّر بولنا — ہی غلط جب تک تو صورت مین رہا

نا مصوّر یا مصوّر وہ سب ہے — جو رہا ہو مغز خارج پوست سے

دل کا آئینہ اگر تیرا ہی پاک — نقشہا دیکھیگا غیر از آب و خاک

نقش کو دیکھیگا پھر نقاش کو — فرشِ دولت اور پھر فراش کو

یار کا جب دلمین کرتا ہون خیال — ہی خلیل اللہ سا اُسکا مثال

کیا کہون کیسا ہی وہ نازک بدن — صورت اُسکی بُت ہی معنی اُبت شکن

شکر حق کا جب ہوا وہ جلوہ گر — جان کو آیا جمال اپنا نظر

خاک اُسکے راہ کی ہی دلفریب — ہی محال اِس خاک سے صبر و شکیب

خاک سے اُسکے جگر پر داغ ہی — خاک مین وہ سُرمۂ مازاغ ہی

خاک مین اکسیر ہی ای ہوشیار — خاک اُس پر جو نہین اسپر نثار

ہی جمیل وہ دوست رکھتا ہی جمال — نوجوان کیونکر قبولے پیر زال

جنس اپنی کا ہی طالب ہر احد — نیک سے ملتا ہی نیک اور بد سے بد

نیک گر دیتا ہی بد کو بہتری — اُسکے وہ کرتا ہی جانو سحر ی

آنکھ مین یک بال گر تیرا ہوا — ہو گیا پردہ تجھے خورشید کا

گر تمامی تن ترا تیرا سب بنے
چھوڑ دے اپنی کجی ہو راست باز
جو ہوا نا راستان کا ہم نشین
سر اُپر اغیار کے شمشیر ہو
مال جب فانی ہی اُسکو خاک جان
مال تیرا گر عدو ٹھگ کر لیا
فاش ہی سارے جہانمین یہہ مثل
خار گر بویا تو گل نا پا لیگا
پھول بھی پایا تو کانٹا ہو دے
دفترِ صوفی نہین حرفِ سیاہ
مایۂ دانشوران نقشِ قلم
دیکھتا ہی جو کہ تو آئینے مین
می کو دیکھے ہین دلِ انگور سے
روحِ حیوانی ہی ہریک کا جدا
آدمی اکثر ہین حیوانی صفت

حال تیرا اُبول تب کیسا بنے
راستان تجھکو کرینگے سرفراز
دو جہان مین پھر اُسے عزت نہین
چھوڑ دے روباہ بازی شیر ہو
آب حیوان کا اُسے مانع جہان
تو سمجھ رہزن کو رہزن لے گیا
تخم جو بویا اُسیکا کھائے پھل
بلکہ تو کانٹون مین پر پچتا لیگا
یار تیرا مار ہو تجھ کو دے
روشن اُسکا بلکہ دل جیون صبحگاہ
مایۂ صوفی ہی اسرارِ قدم
اُسکو دیکھے پیر ہر ذرات مین
شی کو دیکھے ہین عدم مین دو درسے
ذات واحد روح انسانی ہوا
دلمین رکھتے ہین چھپا کر شیطنت

خون کے پیاسے ہین وہ نسلِ حرام — گرچہ کرتے ظاہرا تجھکو سلام

مکر سے انسونکے تو پرہیز کر — کر سلامُ علیک سے اُنکے حذر

جو کہ کھاویگا فریبِ ابلیس کا — دُشمنون کی باتواضع سے دغا

حال اسکا سربسر ہوگا زبون — مثل اس خر کی کریگا سرنگون

حکایت اُس گدھے کی جو بھوکھہ سے گر پڑا

ایک صوفی جانے والا راہ کا — صوفیون کا شب کہین مہمان ہوا

میزبان سے وہ کہا ای پیشوا — آب و دانہ کاہ مرکب کو دلا

وہ کہا لاحول یہہ کیا بات ہی — حقِ خدمت سب کیلئے ساتھہ ہی

جو کیا مرکب کے خاطر وہ خطاب — رات بھر لاحول تھا اُسکا جواب

بھوکھہ سے لاچار ہو بیچارہ خر — ٹھوکرین کھانے لگا وقتِ سفر

جب غذا سے اُسکو پہنچا کچھہ نہ سود — رات بھر تسبیح تھی اِنکو سجود

سستی ہو تو آپ کر اپنا رشتہ کار — داؤ بیگانو انکا مت کھا زینہار

غیر کی جا کہہ گھر اپنا مت بنا — کام اپنا کر نہ کر اغیار کا

کیونکہ ہی اغیار یہہ تیرا بدن — جسکو تنے درد سے کرتا جتن

جب تلک کرتا ہی تن کی پرورش — جوہرِ جان کو ہی تیرے کشمکش

وہ منافق پرورش تن کی کیا — جان کو لیجا کے گلشن مین رکھا

ہی زبان پر اُسکے جاری حق کا نام — جان ہی آلودہ کفر و حرام

پاکیون سے پانینگے پاکان شرف — ہی پلید آخر پلیدونکی طرف

تھا انا الحق نورِ دلِ منصور کا — وہ انا فرعون کا سب زور تھا

جسکے مُنہہ پر جان ہی خندان وشاد — خلق گر ناخوش رہین کچھ نہین فساد

چاند کو دیکھے سے کُتّا بھونکتا — چاند کو اس بھونکنے سے کیا گیا

مُصطفیٰ شقّ القمر کرتے ہین سب — بیہودہ بکتا ہی گیدی بولہب

یہہ بدن ڈیرا ہی تیری روح کو — یا کہ وہ کشتی تھی جیسی نوح کو

نفس کے کُتّے کو جیتا چھوڑ مت — دشمنِ جان ہی تیرا وہ سگ صفت

گر نہین کُتّا تو مت جا مار پر — چھوڑ دے دُنیا کا سارا کرّ و فر

دوسرون پر نشتر زنی ہی تو — بیٹھہ جا یک چند اور اپنے پہ رو

ابر کے رونے سے ہی سرسبز باغ — شمع کے رونے سے ہی روشن چراغ

نوحہ گر کرتا ہی باتین سوزناک — پھر کہان سوزِ دل و دامان چاک

حرف ہی تقلید اُسکی گفتگو — درد ہی وہ جو طمع اُس مین نہو

ہی محقّق اور تقلیدی ہی اور — فرق ہی اُنمین عیان کر دیکھہ غور

کافر و مومن خدا کہتے وسلے
نان کی خاطر خدا کہتا گدا
گر گدا اِس بات کی کرتا تمیز
فرق اُن مین ہی برا تو دیکھ لے
جان و دل سے متقی کہتا خدا
آنکھ مین اُسکے نرہتی کوئی چیز

حکایت دہقان کی جو تاریکی مین شیر کو بیل بوجھا

بیل تھا باندھا ہوا دہقان کے گھر
رات کو دہقان اُسے مالش دیا
مجھکو اِس تاریک مین سمجھا ہی بیل
روز گر ہوتا تو روشن سر بسر
حق تجھے کہتا ہی ای مغرور کور
کوہ کیا افلاک ہو واقف اگر
تو سنا ماباپ سے میرا لقب
گر تو بے تقلید واقف ہو لیگا
باگ اُسکو کھا کے بیٹھا تھان پر
باگ اپنے دلمین یون کہنے لگا
آفتاب اُسکو نظر آیا سہل
پھاڑ کر دہقان مُوا ہوتا جگر
نام سے میرے گیا جل کوہ طور
خون ہو بہجاتین زہرہ پھوٹ کر
اس لئے غافل ہی اتنا بے ادب
ناتھ ہستی سے تو اپنی دہو لیگا

بیچنا صوفیون کا گدھے کو مسافر کے

ایک صوفی خانقہ مین آن کر
صوفیان رہتے وہان تھے بے نوا
راہ سے باندھا گدھا آخور پر
بیچ ڈالے اُس مسافر کا گدھا

شاذ ہیئن صوفی ہزار وتمین دوچار
مجمع مین جب ہوا کوی پایمال
لاالطعام و نقل سب کھا پی سلئے
لے طنبورا ناچنے گانے لگا
صوفیان سب اُسکی ہم آواز تھے
حرص مین کھانیکی غافل تھا فقیر
جب گذر گئی شب ہوا آخر سماع
وہ مسافر بھی فجر ہوتے اُدھر
لے لیا اسباب خادم کو کہا
وہ کہا سائین کدھر کو ہی گدھا
الغرض خادم سے تھا اُسکو جدال
یہہ طمع پردہ ہی گوش و چشم کا
مرد کو آخر طمع گونگا کرے
حق کی رحمت سے جسے حرمان ہی
جو لقائے حق سے برخوردار ہی

باقیان سب اُنکے ہوویں فضلہ خوار
اُسکو تب مُردار ہوتا ہی حلال
مُطرب آیا صوفیان حلقہ کئے
خر گیا ہی خر گیا ہی خر گیا
یہہ بھی اُنکے ساتھ تھا تقلید سے
کُچھ نہین سمجھا کہ یہہ کیا ہی نفیر
ہریک اپنی رہ لیا بول الوداع
خانقہ سے اُٹھہ کیا عزم سفر
جا گدھے پر جلد تر پالان لگا
رات خود تم بولتے تھے خر گیا
ڈھول ڈھپّے سے ہوے ڈھونڈھ ڈھال
دور اپنے دل سے کر حرص و ہوا
با طمع کب چشم و دل روشن رہے
ہی گدا اگرچہ کہ وہ سلطان ہی
پاس اُسکے یہہ جہان مُردار ہی

جس طرف دوڑیگا راحت کی کر آس
اس طرف آفت ہی تیرے آس پاس

کوی طرف بے محنت و آفت نہین
خلوتِ حق کے سوا راحت نہین

کوئی گوشہ بے دد و بے دام نین
خلوتِ حق کے سوا آرام نین

ذات مین جسکے نہین صبر و قرار
حق اسے ایمان ندیگا زینہار

تو زمینی اصل تیرا لامکان
چھوڑ یہہ بازار لے اگلا دکان

شش جہت تو بھی بجا ہر شش جہات
شش در ہے مین شش درہ ہی مات مات

ہی خیالون سے تیرے تجھ پر بلا
جب خیالِ بد ہو تجھکو رہنما

یہہ خیالاتِ زر و فرزند و زن
راہ کے تیرے ہین ہنتک راہ زن

دور کر دل سے تو یہہ سارے خیال
ورنہ تو آخر کو ہوگا پایمال

مصطفی فرمائے ای اہلِ بلا
حق دوا ہر مرض کی پیدا کیا

لیکن اس دارو سے غافل ہی طبیب
جب تلک حق مین کیا تیرے نصیب

مہر ہی خالق کا چشم و گوش پر
سر بسر محجوب ہی نفع و ضرر

جو خدا چاہے سو ہو تجھ پر عیان
کیا جمال و کیا کمال و کیا زیان

بھر رہا جارے سے یکسر کائنات
پر بجز حکمِ خدا آوے نہ مات

ہر دم ای طالب خدا پر رکھ نظر
چشم بسمل کے ہین جیسے جان پر

مناجات بیچ درگاہ پروردگار کی

ای خداے پاک بے انباز و یار — دستگیری کر گنہگاہان درگذار

ای خداوند کریم و بے نیاز — فضل تیرا ہی ہمارا کارساز

تجھہ سوا ہم جاہین کس پاس ای کریم — ذاتسے تیرے ہی سب امّید و بیم

تو دیا اوّل دعا کی دستگاہ — پس اجابت سے ہمارا ہو پناہ

گر خطا چاہین تو کر اسکو بدل — حکم مین تیرے ہی سارا عقدہ حل

آب و گل سے آدمی پیدا کیا — اسکو ہر ہر خویش کی نصبت دیا

پھر کیا بعضونکو اس نسبت سے پاک — عشق مین اپنے پھر آیا دردناک

دے مجھے بھی اپنے الفت کی شراب — فضل سے اپنے مجھے کر کامیاب

مستعان ہی بسکہ بے کس کا معین — عشق دے تیرا دلاسودائے دین

بیان یہہ حقیقت کا کہ معشوق وہ ہی جسے قیام حسن ظاہر ہی

ای اسیر عشق یار مہ جبین — وہ جو ہی معشوق یہہ صورت نہین

اڑ گئی صورت تو پھر باقی ہی کیا — ہی اگر کامل تو لے اسکا پتا

خاک سے کیا دل لگایا ای سلیم — ڈھوندلے جا اصل جو ہووے قدیم

دیکھتا ظاہر جو یہہ نقش و نگار — ہی سراسر پردہ پروردگار

یہہ مُلمّع سربسر اُترجایگا
ہی جمالِ دل جمالِ جاودان
خود وُہی ساقی وُہی جام و شراب
ہی وہ تینوںیک ولے تیرا قیاس
صورتِ فانی تیرا اصلِ اُصول
وہ نہین معنی جوں کورو کرکرے
کور کوں قسمت خیالِ غم فزا
گر تو بینا ہی حقیقت کر دُرست
خر اگر ہی تو یقین پالان سے ملے
گر طلب تجھکو نہین کیا پایگا
یہہ نکہہ پایا فلانا مُفت گنج
کام ہی وہ بخت کا تو کام کر
کام کرنا گنج کوں مانع نہین
قیدا. ہنے کوں تردّد مین نکر
اِس تردّد کوں رسولِ باوفاق

خال و خط کا کچھہ اثر ناپایگا
ساقیِ آبِ حیات اُسکے لبان
جب کریگا تو طلسم اپنا خراب
کب سمجھتا اُسکوں ای حق ناشناس
تو یہی معنی سمجھتا بوالفضول
مرد کوں صورت پہ عاشق ترکرے
قسمتِ چشم یہہ خیالاتِ فنا
چھوڑ کر خر کوں نہو پالان پرست
جان گر ہی تو مقرّر نان ملے
بیج نین بویا تو پھل کیا کھایگا
کیا سبب لینا ہمین ہی سر یہ رنج
حُکمِ نادِر یہ نہین ای بے خبر
گنجِ قسمت ہی تو پاویگا یقین
یہہ کیا تو خوب تھا یا وہ دِگر
منع کر بولے کہ ہی اسمین نفاق

آشنا بدہی جو ہو آسودہ دل
صحبت اُسکی صحبت شیطان کہہ
چھوڑ دے شیطان کو کر ذکرِ حق
صبح صادق صبح کاذب سے پچھان
ہفت رنگی چھوڑ دے یکرنگ ہو
رنگ تیرا اور ہی ہو جا یگا
کارگہ حق کا عدم آباد ہی
کارگہ مین کارکن ہو گا نہان
کارگہ یعنی عدم کا سیر کر
جب خودی مین اپنی تھا فرعون مست
سو ہزاران طفل مارا بے گناہ
خود قضا کرتی تھی با بانگ بلند
وہ کیا خون پر کلیم اللہ آ
نفس کو مارا تو پھر تیرا ہی یار
ہان اُسے دے مار تا اُسکے لئے

لذتِ فانی مین یا ہو یا بگل
جو تجھے فانی طرف مائل کرے
ترک کر فانی بقا کا لے سبق
رنگ می کو غیر رنگِ جام جان
معرفت کو حق کے تیز آہنگ ہو
سنگ کے بدلے جواہر پایگا
جس عدم سے خلق کی ایجاد ہی
کارگہ مین جا کے دیکھہ اُسکو عیان
صنعت و صانع کو باہم کر نظر
کارگہ سے کور تھا اور خود پرست
تا پھر آوے حکم تقدیرِ الہ
دمبدم مو چھون پر اُسکے ریش خند
فعل کی اُسکے دئے اُسکو سزا
دشمنِ جان بھی تیرا ہو دوستدار
پھر تو قصدِ دوستداران نا کرے

گر طبیبونکے عدو ہوویں مریض ۔ یا رکھیں اُستاد سے لڑکے نقیض

خود وہی دُشمن ہیں اپنی جانکے ۔ راہزن ہیں جان اور ایمانکے

مُصطفیٰ سے تنگ تھا بوجہل کو ۔ تھا حسد سے سربسر اُن کا عدو

بُوالحکم تھا سو کہایا بوجہل ۔ حاسدونکو سیچ ہی ملتا ہی پھل

انبیا نائبان حق و خلفائے اقطاب قائم مقام اُنکے ہیں

انبیا کو اِس لئے بھیجا خُدا ۔ تا حسد ہو آشکارا خلق کا

یک ولی قائم ہی ہر ہر دور میں ۔ تا قیامت اِمتحان کرتے رہیں

ہی امامِ حیؔ و قائم وہ ولی ۔ خواہ خود نسلِ عُمر ہو یا علی

مہدئ ہادی وُہی ای راہ رَو ۔ باطن و ظاہر میں بیٹھا روبرو

شمع ہی وہ عقل اُس سے جبرئیل ہی ۔ اُس سے کم دوسرا ولی قندیل ہی

تیسرا مشکات ہی قندیل کا ۔ نور کو ہیں اِسطرح ترتیب ہا

سات سو پردے ہیں حق کے نور کو ۔ نور کے پردے ہیں یہہ سب بوجھ تو

بیچ ہر پردے کے تا نورِ امام ۔ صف بصف ہر قوم کا ہی ہر مقام

آخری صف ضُعف سے ای شک خو ۔ دیکھ نیں سکتی ہی اگلے نور کو

وہ صفِ اوّل بھی تک اپنی نظر ۔ نیں جلا سکتے ہیں اگلے نور پر

دل نہین تو تن کو کیا معلوم ہی | دل سمجھتا ہی بدن محروم ہی

پھر نہین یہہ دلہای جزوی تن صفت | نسبت اس دل کی جو ہی با معرفت

اس سخن کو چاہئے شرح و مثال | پر مجھے ہی خوف نا سمجھے جہال

پاؤن تیز الفش بھی تیزی بھلی | عقل کی دشمن ہی بیشک جاہلی

آدمی ہی بات مین لپٹے نہان | جان کی درگاہ کا پردہ زبان

جب اٹھا دیتا ہی وہ پردہ سخن | سر صحن اسکا ہی ہم پر مبرہن

غافل اپنے سے ہین یہہ قوم ای پسر | اس لئے کرتے ہین عیب ہمدگر

نور حق ہی اصل قوت انسان کا | قوت حیوانی نہین اسکو سزا

لیکن علت سے ہوا اسمین خراب | روز و شب کھاتا ہی چارہ خاک و آب

جسطرح کوئی مرض سے کھاتا ہی گل | خود سمجھتا ہی غذا اسکو بدل

قوت اصلی کو گیا وہ بھول کر | مرض کے چارئے سے باندھا ہی نظر

صورت انسان مثل کاس ہی | اسکے معنی سے نظر حساس ہی

خلق کو عز و شرف ہی عاریت | امر کو عز و شرف ہی ماہیت

واسطے عزت کے خواری سے کھینچے | خوش رہے خوار یمین عزت کے لئے

کیون نہین ہوتے ہین مجھسے کامیاب | ہون مین اس عزت مین روشن آفتاب

مرتبہ

مشرقِ خورشید ہی برجِ سیاہ
شرق اسکا نسبت اجسام ہی
اُسکے ہم ذرّات و ایس ماندگان
پس مجھے ہی شمس کے ملنے کی آس
شمس اُن اسباب سے ہی مطّلع
گر ہزاران بار مین مایوس تھا
پر نگر باور کہ مین بے آفتاب
در ہوا مایوس مایوسی مری
صُنعت صانع نہین ہرگز جُدا
پائے اِس موجود سے عالم وجود
لیک نابینا گدا ہی بے خبر
اصل سے جسکو نہین ہی آگہی
وہ بیاہی شور آب ناب سے
آب کہتا ہی کہ سیدھے ہاتھہ نی
ہی مُراد اِس جا سیدھے ہاتھ سے

ہی ہمارا آفتاب اس سے جُدا
ذات کو اُسکے نہ صُبح و شام ہی
مہر بے سایہ ہی اندر دو جہان
شوق سے پھرتا ہون اُسکے آس پاس
پھر اسی سے ہین سبہا منقطع
شمس کی جانب سے تم جانو بجا
نا رہے ماہی بجُز دریائے آب
جانیو ہی شمس کی صُنعت گری
ہست غیر ہست کیون ہستی لیا
کیا براقِ اسپ و کیا خر ای
اصل پر اپنے نہین رکھتا نظر
دم بدم پاتا ہی یک منزل نئی
ہوگیا ہی کور وہ شور آب سے
تا تجھے حاصل ہو مجھ سے آگہی
نیک و بد کے اصل سے واقف رہے

عشق مین تھے شمس دین کے ہم اسیر
ورنہ اس اندھے کو ہم کرتے بصیر

باز وہ بہتر جو پھر سلطان کو آے
باز اندھا ہی جو منزل بھول جاے

حکایت باز کی بر سبیل تمثیل

باز ویرانے مین جغدون کے گیا
راہ کو گم کرکے ویرانہ لیا

جغد سب کہنے لگے کر اژدہام
باز آیا تاکہ چھینے یہہ مقام

جو طرف غصے سے کتون کے مثال
گھیر کر اسکا بنایا تنگ حال

باز بولا کب ہون لائق جغد کے
جاؤن سوالسی خرابی تمکو دے

مین نہین رہتا یہان جاتا ہون مین
حضرت سلطان عالیشان کنے

یہہ خراب آباد ہی تمکو سزا
ہی ہماری جاے ساعد شاہ کا

جغد بولے باز ہی بس حیلہ گر
چاہتا ہی مکر سے چھین جاے گھر

مرغ ادنی جنس کب ہو شاہ کا
مت سنو گر عقل رکھتے ہو بجا

ہی اسے اسبات کا سوداے خام
ڈالتا ہی لاف سے جغدون پہ دام

پھر کہا باز اے گروہ بے بصر
تم اگر توڑوگے میرا ایک پر

شاہ جغدستان کرے یکسر خراب
جہل سے اپنے کرو مت گھر خراب

باز ہون حیران ہی مجھ سے ہما
جغد کیا واقف ہو میرے راز کا

ایکدم چہدونسے ہون دمساز مین
تا کرون چہدون کو یکسر باز مین

آملو مجھہ سے تو ہو جاتے ہو باز
شاہ تم سب کو کریگا سرفراز

طبل میرا ہی ندائے ارجعی
حق گو امیرا برغمِ مدّعی

مین نہین جنسِ شہنشاہ غیور
پر ہی مجھہ مین نور کا اسکے ظہور

جنسیت میری نہین ازروی ذات
آب جنسی خاک ہی اندر نبات

مین نہین ہمجنس اپنے شاہ کا
پر ہوا ہون ذات مین اُسکی فنا

مین ہوا فانی تو بس باقی ہی شاہ
مین ہوا اُسکا فدائے خاک راہ

جان و دل سے مین غبارِ راہ شا
پانون پر گھوڑے کے اُسکے ہون فدا

خاک پا اُسکا تو ہو جاوے اگر
شاہ سب تجھکو کرینگے تاج سر

خاک اُسکے راہ کی میرا ہی جان
خاک پر ہی اُسکے پانونکا نشان

اُس نشان کے واسطے تو خاک ہو
جان فدائے صاحب لولاک ہو

کیا عجب گروہ رسولِ اللہ و جان
عاصیونکو بھی بتاوین وہ نشان

بیشتر عُشاق ایسے بھی ہوئے
قصدِ صورت کر حقیقت کو لئے

حکایت اُس عاشق کی جو مجاز سے حقیقت پایا

تھا کسی اُستاد کا شاگرد ایک
علم کے ہر فن مین کامل نیک نیک

بحث اور تکرار مین نامی تھا وہ
وقت کا اپنے یک علامی تھا وہ

اس پہ تھی استاد کی شفقت بڑی
روبرو رکھتا تھا اپنے ہر گھڑی

تھی اسی استاد کو پھر یک کنیز
سیم تن شیرین سخن صاحب تمیز

قامت اسکا جون الف سرو سہی
سرد پرنادر دو رخ تھی دو بہی

نرگس اسکے فتنۂ آفاق تھے
دلبری مین ہر دو ابرو طاق تھے

زلف اسکی دام دانشمند کے
لب نہین کوزے تھے گویا قند کے

چاہ غبغب چشمۂ آب حیات
بات شیرینی سے تھی رشک نبات

تھی سراپا غیرت حور و پری
چال سے اسکے خجل کبک دری

ناگہان شاگرد اسکو دیکھ کر
ہو گیا یکبارگی سب بے پاؤ سر

بھول جا ساری کتابان تا ورق
عشق کا اسکے لگا پڑھنے سبق

جب کیا استاد معلوم اسکا حال
لے گیا خاطر اپر اپنے ملال

اسکو آہستہ کہا ای سرو قد
اپنے عاشق سے نکر تو جد و کد

لے گئی دل اسکا دلداری نہ کی
کچھہ تو اسکے دل کی غمخواری نہ کی

وصل سے جا اسکو برخوردار کر
چشم کے بیمار کی تیمار کر

ن کی شب بول تجھہ پاس آونگی
وصل کی لذت تجھے پہنچا دنگی

پر نجابے حکم میرے اُسکے پاس   چشم بد سے رکھہ رقیبونکے ہراس

الغرض جا اُسنے کی اُمیدوار   عاشقِ سب بے دل رہا در انتظار

تین شب گذرے اِسی اُمید سے   تین وعدے تین شب کے ٹل گئے

باز چوتھے شب کہی ای تیز بین   آج کی شب وصل ہوتا ہی یقین

جب سُنا بیدل حدیثِ دلنواز   شمع سا دِل پر لیا سوز و گداز

رات بھی انکھیون کو اپنے تیز کر   راہ سے اُسکی نہین ٹالا نظر

جو نظر مین اُسکے تھا آتا خیال   جلوہ گر تھا اُس مین دلبر کا جمال

اِنتظاری جب گئی حد سے گذر   ساتھہ ہو اُستاد کے وہ سیم بر

یک بیک پردے سے ہو گئی روبرو   وہ نہین سمجھا کہ خود ہی یا کہ وہ

فیض بھی اُستاد کا شامل ہوا   ذرہ جا خورشید سے واصل ہوا

دیکھہ کر صورت کو معنیٰ کر قبول   وہ مجاز اپنا گیا یکبار بھول

نقش مین پنہان ہی نقاشِ ازل   نقش ہو فانی تو مشکل پاے حل

آخر یہہ جان ہی بدن سے متصل   کچھہ بھی ہی اُنمین شباہت نامثل

نور بینائی ہی چربی ساتھہ مل   خون کے قطرے مین پنہان نور دل

ہی خوشی گردے مین غم اندر جگر   عقل کا ہی شمع اندر مغز سر

اُن علا تو ہمین کہان ہی کیفیت — عقل کو ہی چند چون کی معرفت
ہم نبی سے پائے نورِ معرفت — جان مین وہ نور تھا مریم صفت
جان جان سے جان جب حامل ہوا — جان بھی پھر یک جہان حامل کیا
پس جہان جنتی ہی یک دوسرا جہان — حشر یہہ کرتا ہی محشر کو عیان
اُس قیامت کا بیان گر مین کہون — حسنہٖ لگ اُس شرح مین عاجز ہون

حکایت پیاسے کی جو اینٹ پانی مین ڈالتا تھا

تھا کہین ندی پہ ایک تشنہ دہان — تھی اُسے دیوار حائل درمیان
تھی وہی دیوار پانی کو حجاب — وہ پکارے تھا بچارہ آب آب
ناگہان ایک اینٹ اُس دیوار کی — کاڑ کر پھینکا سو پانی مین گری
کا مین پہنچی جب اِسکے بانگ آب — اینٹ لے لے پھینکتا تھا بےحساب
تب اُسی پانی سے یون آئی ندا — اینٹ پھینکے سے تجھے کیا ہی بھلا
وو کہا دو فائدے ہے مجھکو سے ملے — ایک ہی تسکین تک آواز سے
دوسرا جو اینٹ کمتی ہی اِدھر — مُتصل ہوتا ہون پانی سے اُدھر
جب تلک دیوار ہی تن کی بُلند — تب تلک پانی سے تو نابہرہ مند
جب تلک پایا نہین تن سے نجات — تب تلک نین پایگا آب حیات

پستی دیوار ہی قربِ جلال — فصل اُس دیوار کا عینِ وصال

اینٹ کم ہونیکو سجدہ ہی سبب — باعثِ قربت کہ وَاسجد واقترب

ہان تبر لے تن کا اپنے توڑ گھر — جسطرح توڑے علی خیبر کا در

بیشتر اُسکے جو پیری آملے — موت کا پھاندا پڑے تیرے گلے

جا چلے ایام کچھ بو یا نہین — منہہ سیاہی سے ابھی دھویا نہین

ہان وہان ای راہ رو بیوقت ہی — پیٹھہ پر تیغا اجل کا سخت ہی

جب تلک ہی جان کا روشن چراغ — روغنِ عرفان سے کر تازہ دماغ

بول مت فردا کہ فردا جا چکا — تا نجاوے دور کل ایام کا

پند میری سن کہ تن ہی سخت بند — توڑ جلدی تن کو مت ہو تن پسند

بند کر لب مال اپنا صرف کر — بخل سے ایثار تن سے کر گذر

ترک شہوت ہا و لذت ہی سخا — جو کہ شہوت مین پھنسا پھر کم اٹھا

ترک شہوت یک رسن محکم کہے — چاہِ غفلت سے نکلنے واسطے

تو ہی یوسف یہہ جہان ہی مثلِ غار — صبر ڈوری ہی بحکمِ کردگار

صبر کر تا اُس سے باہر آیگا — ورنہین تو غار مین رہ جا لگا

شکر حق کا ہی جو یہہ ڈوری ملی — اسکے لینے مین نکر تو کاہلی

جب ہوا باہر تو پھر عیش ابد
یہہ جہان فانی جو دیکھے ہی عیان
خاک اڑتی ہی ہوا پر ہو سوار
کب ہوا آوے نظر تجھکو یقین
چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار
نور حس مرکوب راکب نور حق
کب کرے معلوم گھوڑا رسم وراہ
ایک کب سوجھے ہی وہ راکب تجھے
نور حس کو نور حق سے ہی بہی
پس تو اس گھوڑیکو سکھلاوے ادب
ور حسی کھینچتا ہی خاک پر
یہہ جو ہی محسوس عالم ہی خراب
رحسی ہی مکدر اور گران
رحق جو پاک تر ہی ای ودود
نھہ پنہان ہی قلم ہی خط گذار

دولت دیدار حق سے ہی مدد
عالم باقی ہی آنکھون سے نہان
خاک کا سوجھے تجھے سب کاروبار
با دبین یہہ آنکھہ تیرے ہی نہین
ہی بجز راکب کے گھوڑا نابکار
با ادب مرکوب ہی منظور حق
چاہیئے راکب کہ جانے شاہ راہ
خود بجز آثار یا گفتار سے کے
معنی نور علی نور یہی
بے ادب گھوڑا پسند آتا ہی کب
نور حق لیجایگا افلاک پر
نور حق دریا و حس مثل سراب
باوجود آنکھونمین اسکے ہی نہان
کیون نظر آوے تجھے اسکا نمود
اسپ ہی پیدا و ناپیدا سوار

پتنم

تیر اُڑتا ہی وسلے پنہان کمان
جان ہی پیدا او پنہان جان جان

تیر کو مت تو کہی وہ تیر شاہ
تیر پر ہی شاہ کی ہر دم نگاہ

مار میت از رمیت حق کہا
جزو کل پر ہی تسلط شاہ کا

ہم شکار اُسکے اُسے ثانی کہان
گوئے چوگان ہم ہین چوگانی کہان

ہر طرف ہی جلوہ اُسکے نور کا
گوش کر لے ماجرا منصور کا

پختگی سے لے تو فنا سے دور ہو
تن کو ویران کر بجان معمور ہو

تو ہوا فانی تو حق باقی رہا
جب ہوا بندہ فنا سلطان ہوا

آگ مین لکڑی جلے آتش بنے
پھر اُسے ہرگز تو لکڑی نا کہے

آدمی جب نور خالق سے لیا
نور کو اُسکے ملک سجدہ کیا

تاب دریا کا نہین تمکو اگر
پھر نہین غرق آب سے مجھکو خطر

آب آلودہ سے بولا مجھ مین آ
وہ کہا رکھتا ہون پانی سے حیا

پھر کہا پانی حیا کب جائیگی
تجھ سے کیون جاویگی یہہ آلودگی

مجھ سے آلودہ اگر پنہان رہے
شرم اُسکو مانع ایمان رہے

گرچہ ہی شاہو نکے آگے خوف جان
لیک کب ڈرتے ہین صاحب ہمتان

شاہ جب شکر سے شیرین تر ہوا
واسطے شکر کے مرنا ہی روا

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی

تھے بہت ذوالنون مصری ذو فنون ناگہان پیدا ہوا انکو جنون

جاہلون کا گرم جب دیکھے دکان کیون نہ لیوینگے کنارہ عاقلان

تنگ سے جہلا کے دیوانے بنے حامیون کے شر سے زندانمین رہے

جب قلم ہو ہاتھہ مین مکّار کے کیون نہ ہو منصور لائق دار کے

جب کمینون کو فلک دولت دیا کیون نہ وہ جاہینگے قتل انبیا

یوسف مصری پہ بھایون کا حسد جور مین کیا کچھہ کیا تھا جد و کد

ہی حسد یہہ گرگ باطن مین نہان گرگ ہو آخر اٹھینگے حاسدان

پھر حریصان سگ شکم مردار خوار خوک کر پیدا کریگا کردگار

ہی زناکارون کا بدبو وہ بدن اور شرابی کا رہے گندہ دہن

آدمی کا ہی بدن صحرا مثال آدمی ہی تو اسے رکھہ لے سنبھال

ہین ہزاران اس مین خوک و بھیڑیے نیک و بد اطوار سے ہر شخص کے

جو تیری خصلت ہی غالب ذات مین شکل سے اسکے تیرا محشر کرین

دل سے ہی دلکو نہانی راہ ایک بد بدی کو ہی جزا نیکی کو نیک

بندگان خاص علّام الغیوب جانتے ہین ہر کسیکا حال خوب

جنکو حق سے راز کی تمیز ہی — بھید مخلوقات کا کیا چیز ہی

جنکو حاصل سیر ہی افلاک پر — انکو مشکل کب ہی [illegible]

دوستان بیمار پرسی کے لئے — خدمت ذو النون مین چل کر لئے

ہانک مارے سخت انکو دیکھ کر — کون ہین مجھ سے رہو تم دور تر

باادب بولے کہ ہم ہین دوستان — واسطے پرسش کے چل آئے یہان

کیا تمھارا حال ہی ای قبلہ گاہ — کیا سبب زندان مین ناحق ہو تباہ

تم ہو یک دریائی عقل و ذو فنون — ہی فقط بہتان تم پر یہہ جنون

ہین محبان ہم تمھارے راست باز — دو جہان مین ہم کو ہی تم سے نیاز

ہین بدل دلسوز اور غمخوار ہم — رنج و راحت مین شریک و یار ہم

گھور کر کرنے لگے تب سنگسار — خوف سے بھاگے سبھی وہ یار غار

تب ہلائے سر ہنسے بے اختیار — دیکھیو اخلاص کا یاران شعار

دوست سے کب دوست رکھتا ہی گران — محنت و رنج و جفائے دوستان

دوستی زر رنج ہی آتش مثال — زر خالص آگ مین ہو بے زوال

حکایت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی

تھے بہت لقمان صاحب معرفت — تھا دل انکا روشن آئینہ صفت

باوجود عزت و فخر و کمال — ظاہر رہتے تھے بندون کی مثال

خواجگان ایسے کئے ہین بندگی — ساتھہ اس عزت کے سرافکندگی

نفس کے بندے کمینے بے تمیز — جاہلان اپنے کو بوجھے ہین عزیز

نفس کے فرمان بری مین چون غلام — خواجگی کا انکو ہی دعوی مدام

خاکساری مین رہے خواجہ ضرور — عبد کو ہی نخوت و کبر و غرور

دیکھنا آتش مین جنت کا بہار — سیچ خلیل اللہ کو ہی سازوار

خوش کہا اُستاد اُس شاگرد سے — بیوفائی دیکھہ اُس نامرد سے

نخوت و پندار سے کر افتخار — آپ کو بوجھا برا صاحب وقار

تو مگر کتے سے کم ہی ای خبیث — کافر نعمت مقرر ہی خبیث

حق دیا عزت تو کرنا عاجزی — شکر مین حاصل ہی افزون تر یہی

حکایت بلقیس کی بطریق تمثیل کے

حق دیا بلقیس کو عقل رسا — جان ہدہد کا اُسے عنقا دکھا

جسم کف دل اُسکا بحر بیکران — عقل کی آنکھون مین اُسکے تھا عیان

چشم ظاہر بین مین اپنی خاک دے — دیدۂ جیسی عدو ہین عقل سے کے

دیکھے جب کافر محمد کو بشر — کیون نہ دیکھے اُنسے وہ شق القمر

عقل کو باطن سے ہووے آگہی ‌‌ — چشم ہینگے اس فضیلت سے تہی
عقل سے ہی حس ظاہر کو خلاف — جون نبی سے بوجہل کو تھا مصاف

انکار حضرت موسیٰ کا اوپر مناجات چرواہے کی

ایک چرواہا نہیت شوریدہ حال — بولتا تھا ای خدای ذوالجلال
تو کہان ہین چاکری تیری کرون — صاف کر نعلین لا آگے دھرون
شانہ کر سر کو جوان چن غسل دے — لا رکھونگا دودھ تیرے سامنے
اور دھو کپڑے کرون خدمت مدام — تجھ پہ مین قربان مرے بکرے تمام
اسطرح بیہودہ بکتا تھا شبان — دیکھ موسیٰ اسکو پوچھے ای فلان
ساتھ کسکے ہی تیرا یہہ ماجرا — وہ کہا جسنے مجھے پیدا کیا
جس سے ظاہر ہی زمین و آسمان — جس سے ہی موجود یہہ کون و مکان
پس کہے موسیٰ کہ ای بیہودہ سر — ہوگیا کافر مسلمانی بسر
پاک ان چیزون سے ہی پروردگار — کفر کیون بیہودہ بکتا ای گنوار
وہ پریشان ہو کے بولا ای کلیم — کردئے تم جان کو میرے دونیم
بندکر ڈالے زبان یک بارگی — جان اور دلکو دئے آوارگی
پھاڑ کپڑے سر پہ اپنے ڈال خاک — راہ جنگل کی لیا ہو دردناک

حی تب موسیٰ پہ اُتری بالضرور
تم ملانے کے لئے آئے یہان
مین دیا ہون ہر کسے یک اصطلاح
مجھکو حاجت کچھ نہین اُنسے ولے
نازیان مین دیکھتا نا قال کو
لب تلک کرتا رہے باتین بنا
لب تلک الفاظ رنگین و مجاز
عشق ہی تو جان مین آتش لگا
ہو رسیا آداب دانا ہین جدے
گر خطا عاشق کیا خاطی مہو
خون شہیدونکو ہی پانی سے بھلا
عاشقون سے ہوسکے کیونکر رفو
گر تجھے ہی دلمین دلبر کی تلاش
عشق کا ہی دین سب دین سے جدا
اُسکے آگے یہہ بیان دشوار ہی

تم سکئے بندے کو میرے مجھسے دور
یا جدا کرنے کو مجھہ سے بندگان
ہی جدا ہر یک کو یک ذکر و صلاح
پاک خود ہوتے ہین اس تسبیح سے
دیکھتا ہون جان کو اور حال کو
سوز دل چاہون ہون سوز دل لے آ
عشق گر ہی تو کہان سوز و گداز
سربسر فکر و عبارت کو جلا
سوختہ جان بے سر و پا ہین جدے
گر ہوا پر خون شہید اُسکو نہ دھو
سو صوابون سے ہی بہتر یہہ خطا
تا بدامن جب گریبان چاک ہو
درد کے نشتر سے دلکو دے خراش
عاشقون کا مذہب و ملت خدا
عقل اُسکے فہم مین لاچار ہی

رسمی مین نقش جو تو دیکھتا
نقش ہی تیرا نہین مرآت کا

گرچہ نی نائی سے ہم آواز ہی
پر نوا اُسکا بقدر ساز ہی

ہی نوا نائی کا نی ناچیز ہی
گوش کر نکتہ اگر تمیز ہی

کیا تیری تسبیح و کیا ذکر و سپاس
گر وہی تسبیح چوپان پر قیاس

حق اُسے رحمت سے کرتا ہی قبول
جون نماز مستحاضہ ای فضول

ہی نماز اُسکی نجاست مین بھری
ذکر مین چوپان کے جیون تشبیہ تھی

معنی سبحان اگر تو جانتا
حال اپنے ذکر کا پہچانتا

بولتا یارب میرا ذکر و سجود
ناسزا ہی جسطرح میرا وجود

بیان محنت اختیار کرنیکا واسطے راحت کے

حق رکھا راحت کو محنت مین نہان
بے مشقت عیش ہاتھ آوے کہان

مرد گر زندان محنت مین رہا
ہی یقین وہ عیش و عشرت کی سزا

دولت و معنی سے گر ہو وے قرین
ہی جزا وہ اُسکی محنت کی یقین

جسکو حاصل ہی جہان مین مال زر
وہ کیا ہی محنت و کسب و ہنر

قسمت عیسی ہی علم و معرفت
قسمت خر نہین مہو تو خر صفت

رحم تجھکو خر پہ ہی ای نابکار
دیکھتا ہی جب تو اُسکو زیربار

خر تجھے ہر دم سکھاتا ہی خری
سیکھا خر سے تو مگر تن پروری

رحم کر عیسیٰ پہ یا ان خر پر نکر
نفس کو غالب نکر تو عقل پر

آرزو حمّال کو ہی بار کی
تا ملے اُجرت کہین دو چار کی

جب گرانیہا سبب ہین عیش کے
پس تو بارِ محنت اپنے سر پہ لے

گنج گر چاہے تو لے اپنے پہ رنج
خود بغیر از رنج کب ہاتھ آئے گنج

صفت الجنة بمکروہاتنا
صفت النیران من شہواتنا

ہی نتیجہ رنج تقوے کا نعیم
ثمرہ شہوات ہی نارِ جحیم

کیون ملے دلبر بغیر از دردِ دل
درد مین دلکو جلا دلبر سے مل

ماہ کو جلوہ نہین جُزرات کے
ماہ رو کیون تجھ کو بے محنت ملے

مصطفیٰ بولے اگر بولون عیان
دشمنی کا نفس کے شرح و بیان

پہلوانون کا جگر ہو جائے خون
زندگانی اُن پہ ہو گی بس زبون

سب طرح سے عاقلونکی دشمنی
دوستی سے جاہلونکی ہی بھلی

اِعتماد کرنا ایک شخص کا اوپر ریچہ کے اور مارا جانا

ریچہ کو یک سانپ جاتا تھا نگل
کوی جوان اُسکو چھوڑایا اپنے بل

ریچہ کے فریاد کرنے سے جوان
ہو گیا یکبار اُسپر مہربان

دردگر ہی تو ڈوا خود پائیگا
چاہیئے رحمت تو کر زحمت قبول
تشنگی اپنی بڑھا ای تشنہ لب
پنبۂ وسواس کانون سے نکال
پاک کر آنکھوں سے اپنے عیب کو
گر تیری چشم تمنا باز ہی
حج کو جائیگی نہین طاقت اگر
گریہ و زاری ہی سرمایہ قوی
جب تلک رویا نہین طفل صغیر
لیک مایوسی تیری ہی بانگ غول
عقل جزوی بھی تیری ہی راہ زن
چھوڑ دے پندار ای مرد ذلیل
زور گر تن ہی تو زاری کو نچھوڑ
اُس جوان سے دیکھہ جب پایا نجات
بندگی اُسکی لگا کرنے مدام

جسطرف ہی پست پانی جائیگا
رحمت حق تا کرے تجھہ پر نزول
ہر طرح پانی تجھے پہنچائے رب
گوش کر آواز فضل ذو الجلال
کر تماشا لالہ زار غیب کو
جلوہ گر ہر سو وہی طنّاز ہی
عجز اپنا چارہ گر پر عرض کر
رحمت کلّی ہی یک دایہ قوی
دایہ و مادر نہین دیتی ہین شیر
بانگ غولان سُنکے مقصد کو نہ بھول
اور ہی پندار بھی شمشیر شکن
عاجزی کو بوجھہ بہتر ہی دلیل
کور ہی تو راہ بین سے منہہ نہ موڑ
ہو گیا ممنون ہو خدمت مین سات
جان و دل سے ہو گیا اُسکا غلام

ناگہان وہ مرد ماندہ سو رہا
مکھیون کا ہو گیا ازبس کہ ہجوم
مہربان ہو ریچھ سے لے پتھر بڑا
مکھیان اڑ گئین لگا جا مرد پر
مہر احمق دوستی ہی ریچھ کی
بھیڑیا یا یوسف پہ کب ہو مہربان
مرد کاذب توڑتا سوگند گر
جب کے بے سوگند ہی پیمان شکن
قول اوفوا بالعقود اسکو نہ بول
دل کے آئینہ کو اپنے صاف کر
چشم دل روشن نہو گر ای عزیز
چشم باطن ہی اگر روشن نہین
کر مروت ساتھ سب کے اختیار
گرچہ خود دشمن ہی کر احسان تو
ور ہوا نہین دوست کینہ کم ہوا

ریچھ نے اسکی مگس رانی کیا
مانگتا پھر پھر کے کرتی تھی ہجوم
مکھیون پر زور سے مارا اُٹھا
ہو گیا سوتے کا چکنا چور سر
دشمنی احمق کی عین دوستی
ہی مگر ما اسکو کھاوے ناگہان
اعتماد اُسکے نکر سوگند پر
گر گیا سوگند ہی خود مکر و فن
واحفظوا ایمانکم سے لب نہ کھول
تا تجھے ہر خوب و زشت آوے نظر
عود لکڑی سے نہو تجھ کو تمیز
گنج کو تو بوجھ پنہان ہی کہین
جو کہ ہووے گیا پیادہ کیا سوار
ہو گیا ہی دوست احسان سے عدو
یہہ تیرا احسان اُسے مرہم ہوا

الغرض،

الغرض ہو دوستدار انجمن
راہ رکھہ ہریک سے تا پاوے امن

ہمنشینی حق کی چاہے تو اگر
دوستی سے اؤلیا کے مت گذر

گر حضوری اؤلیا سے دور ہے
پس ہوا تنہا تو پھر مقہور ہے

جدا کرنا باغبان کا صوفی و فقیہہ و شریف کو

باغ مین دیکھا یک اپنے باغبان
تین تن چوروں کے جیسے ناگہان

ایک تھا انمین فقیہہ اؤر یک شریف
تیسرا صوفی یک انکا ہم ردیف

دل مین لایا باغبان اپنے نفاق
لیکن اُن تینون مین دیکھا اتفاق

حیلہ کر صوفی کو اُنسے کر جدا
ساتھہ اُن دونون کے مل خلوت کیا

پس کہا تو ہے فقیہہ نامدار
دوسرا یہہ سید عالی تبار

کون وہ صوفی شکم خوار و خسیس
تا تُمھارے ساتھہ ہووے مل جلیس

وسوسہ ایسا کیا وہ باغبان
ہو گئے صوفی سے فارغ دوستان

پھر اُٹھالے ہاتھہ مین یک چوب دست
جاکے صوفی کو کہا ای خود پرست

تجھہ کو یہہ چوری سکھایا ہے جنید
یا تیرا پیر طریقت بایزید

خوب مارا اُسکو تنہا دیکھہ کر
نیم کشتہ کرکے چھوڑا مغز سر

تب کہا یاروں سے وہ صوفی پکار
ای رفیقان اب رہو تم ہوشیار

مجھکو تم اغیار جانے ہو بھلا
مین جو کچھ پایا سو تم بھی پاؤ گے
بعدہ پھر یک بہانہ اور کر
پس کہا تو ای فقیہ تیز بین
سیّدی کرتا ہی وہ دعویٰ غلط
عورتین ہین مصدرِ فسق و فساد
الٹی کمینے ہین زمانے مین غبی
جو کہا وہ باغبانِ بو الفضول
جو کہ خود ہوتا ہی نسلِ زانیان
الغرض ہر طور سے دل اسکا پھیر
دام مین اسکے ہوا دانہ اسیر
تجھکو ای خر کسنے یہہ رخصت دیا
شیر کے بچون کو ہوشیرون کا دل
مار کر اسکو کیا زخمی پلید
ایسی بے دادی کیا مرد شقی

آخرش دشمن سے دشمن تر تھا
آخر اپنے فعل پر پچتاؤ گے
یکطرف سید کو بھیجا حیلہ کر
تو ہی عالم فضل تیرا ہی یقین
کون جانا اسکی ماتھی کس نمط
عقل ناقص پس پہ اتنا اعتماد
زور سے کہلاے ہین آلِ نبی
حال اسکا تھا نہ اولادِ رسول
ہوویگا یا کون سے ایسا بدگمان
داؤ مین اپنے لیا عالم کو گھیر
پس کہا سیّد کو سفّاکِ شریر
تو مگر میراث یہہ چوری لیا
تجھ کو پیغمبر سے کیا نسبت ہی بول
تھا وہ گویا تا نی شمر و یزید
یون کئے آلِ نبی پر خارجی

وہ شریف عالم سے رو رو کر کہا — مجھکو چھوڑا احمقی تو نے کیا

جب شریف ولائق و ہمدم تھا — تجھکو اس بدبخت سے مین کم تھا

اب رہا تھا سمجھکر کام کر — پھوٹتا ہی سچ ترا کوئی دم مین سر

کر چکا بھی کام اسکا جب تمام — پس کہا عالم کو ای ننگ عوام

کون سے فتوی سے ہی چوری حلال — ہاتھ تیرا کاٹنا ای بدسگال

کنز سے ہی تجھکو یہہ مسئلہ ملا — یا ہدایہ مین لگا اسکا پتا

اسنے بھی آخر وہی پایا ثمر — ہوگیا مارون سے دانادان سر

وہ کہا حق ہی یہی میری سزا — جب ہوا مین اپنے یارون سے جدا

جب حضوری اولیا سے دور ہی — فی الحقیقت حق سے وہ مہجور ہی

اس لئے مردان دانا روز و شب — صحبت دانا کو کرتے ہین طلب

حکایت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ کی

جب کہین جاتے سفر کو بایزید — جست و جو کرتے بزرگون کی مزید

راہ مین دیکھے کہین ایک پیر مرد — اسکو پاے اہل دل وہ شاہ فرد

ذات مین تھا اسکے مردونکا کمال — تھا نہایت درویش او صاحب عیال

روبرو اسکے ادب سے بیٹھکر — پوچھتے تھے حال اسکا سر بسر

پس کہے اسکو کہ ای روشن ضمیر ۔ ہی مجھے کعبے کو جانا ناگزیر

وہ کہا تم پاس کیا ہی زاد رہ ۔ وہ کہے دو سو درم اندر گرہ

پس کہا اطراف میرے ساتھ بار ۔ گر طواف حج سے بھلا کیجو شمار

ہی بجان خدمت میری حمد خدا ۔ تا نجانو تم خدا مجھ سے جدا

رنج دنیا مایۂ راحت ہی جان ۔ رنج مین دنیا کے دولت ہی نہان

ای برادر کلبۂ تاریک و سرد ۔ صبر کرنا اُس مین با سختی و درد

چشمۂ حیوان و جام عیش ہی ۔ پادشاہی قسمت درویش ہی

دیکھ لے مخفی خزانین ہی بہار ۔ یہہ بہار آخر خزان لاتا ہی بار

درد و غم مین ہی تجھے سب برگ و ساز ۔ مانگ اپنی مرگ مین عمر دراز

مشورت ہر کام مین ہی پر ضرور ۔ تا رہے آخر پشیمانی سے دور

چاہتا ہی نفس تا ویران کرے ۔ خلق کو گمراہ سرگردان کرے

نفس کو زن جان زن سے بھی بتر ۔ کیونکہ زن جز نفس تیرہ اکل شر

نفس سے گر مشورت چاہے کرے ۔ جو کہیگا وہ خلاف اُسکا تو لے

ہی لقائے حق سے آنکھونکو جلا ۔ حق کہان ہمراز ہر احمق ہوا

نفع سے دنیا کے اپنے بھاگ جا ۔ زہر پی کر آب حیوان دے جلا

جو سر اپا تجھکو تو دشنام دے — مال اپنا مفلسون کو دام دے
یمنی کو چھوڑ آفت کر مقام — چھوڑ دے ناموس ہور سوائے عام
امتحان مین عقل دور اندیش کا — کر چکا آگے رہونگا باؤلا
آگ پانی خاک باد و تا شرر — بے خبر ہم سے خدا سے باخبر
برخلاف اُنکے سبھونسے ہم خبیر — حق سے غافل باوجود اتنی نذیر
کور دل بارو شتنی چشم سر — کب سمجھتا درد شیطان کا اثر
اہل دنیا مفلسان ان سے نہ مل — کیا خریداری کرے یک مشت گل
مشتری بس ہی خداوند کریم — کیا تجھے دیویگا یہہ مشت لئیم

مناجات واسطے مارنے نفس امارہ کے

یارب یہہ بخشش نہین حد بشر — لطف سے اپنے تو اپنا فضل کر
نفس کی آفت سے دے ہمکو بچا — مکر اسکا ہی بڑی آفت بلا
ورنہین تو اس بلا سے ہمکو دور — کون کر سکتا ہی ای رب الغفور
سہل دنیا کا ہی سارا رنج و تاب — آخرت کا بے نہایت ہی عذاب
نیک بختان ہین جو کرتے ہین جہاد — قہر سے تن کو رکھے ہین نامراد
رنج سے عقبی کے تا ہون رستگار — کر لئے رنج عبادت اختیار

جو ہوا بے درد سو رہزن ہوا — کیونکہ بے دردی ہی مایہ کفر کا

جب کہ بے دردی سے تھا فرعون مست — سر بسر بولا انا رب خودپرست

یہہ انا فرعون کا لعنت ہوا — وہ انا منصور کا رحمت ہوا

یہہ انا بر وقت کہنا ہی صواب — وہ انا بے وقت کہنا ہی عذاب

اس لئے ہر مرغ بے ہنگام کا — تیغ سے واجب ہی کرنا سر جدا

نفس کو یعنے تو اپنے قتل کر — جہد مین حاصل ہی نیکی کا ثمر

جب کیا تو ڈنک بچھو کے جدا — مارنے سے پھر تو وہ ایمن ہوا

سانپ سے جب زہر کے دانتین گرا — مارنے اسکے تو پھر ہرگز نجائے

کوئی نہ مارا نفس کو جز پیر کے — پیر کے دامن کو جلدی ہاتھہ لے

پیر کو پایا تو ہی توفیق حق — جذب حق سے ہی میسر یہہ سبق

غم نہین گر دیر تو حق سے ملا — دیر ملتا خوب ملتا ہی خدا

دیر سے کرتا ہی رحمت کردگار — تجھہ سے کب غافل ہی رب انجام کار

جواب سائل کا جو نیکی بدی حق سے ہی اور عبادت بے سود ہی

گر تجھے وسواس ہی ای بوالہوس — نیک و بد کا ہی خدا مختار بس

کیا مجھے درکار کرنا اجتہاد — گر نہین تقدیر مین نیکی مراد

سچ کہا پر تو ہی اسکا یک مثال — یہہ نہیں نقصان فضل ذو الجلال

گر لکھا نقاش نقش خوب و زشت — صورت مسجد بنایا یا کنشت

ہر دو اُستادی پہ اُسکے ہیں گواہ — اُسکو ہی ہر فن میں کامل دستگاہ

گر نہیں زشتی پہ اُسکے دست رس — اُسکی اُستادی میں ہی نقصان بس

جب خدا حکمت میں اپنی طاق ہے — مومن و کافر کا خود خلاق ہے

بندگی میں حق کے ہر دو ہیں ہم — لیکن اُنمیں فرق ہے ای محتشم

ہے مسلمان دلسے خدمت میں دو تا — گبر بھی اک راہ سے سجدہ کیا

جب کیا حق ہم پہ احسان و کرم — بندگی میں اُسکے رہنا دمبدم

ہم اگر مفلس ہیں یا کہ مایہ دار — ہیں اُسی درگاہ کے روزینہ خوار

گر جمالِ حق سے ہیں جو پائے نور — چاکری اور جان سپاری ہے ضرور

جب چراغِ امتحان روشن ہوا — سو ہزار عشاق کو مارا جلا

ایدل اس دامن میں اپنا کر قرار — جو کرے تجھکو بلا سے رستگار

عشوۂ ابلہ فریبان مثل زن — مت قبول ایمرد ہے وہ مکر و فن

گرچہ کامل گالیان دیوین تجھے — ہیں وہ بہتر گر ہوں کی مدح سے

پرورش میں تن کی تو کسب و کمال — گر چکا تک دین کا بھی کر خیال

عقل تیری عقل سے خر کے ہے کم
تجھکو اِس کیچڑ مین سوتا ولی ہے
بولتا رخصت دِیا ہے رب مجھے
دیکھہ اپنا مکرِ روز و فسقِ شب
روز عبدُ اللہ تیرا نام ہے
صورتِ انسان باطن ہے پلید
سب جہان حرمت سے ہوگر مالامال
ہریک اپنے کو سمجھہ پاتا ہے خوب
بندہٴ حق کا کیا کر عیب کم
آدمی ہے بادشاہِ بحر و بر
گر نہین تو شاہ شہ کا ہو غلام
ظاہر اگر مِثلکم ہووے بشر
قالبِ خاکی زمین پر ہے پڑا
مجھکو تو بیکار ہرگز مت بجھان
چشم ہین بیدار تیرے دِل بخواب

اِس لئے دُنیا سے دِل باندھا ہم
سب یہان رہنے کی قال و قیل ہے
لُطف اپنا عاجزون پر حق کرے
روز جیسے مُصطفیٰ شب بولہب
شب معاذ اللہ مستِ جام ہے
شکل آدم خصلتِ دیو مرید
کھاے کب مردِ خدا غیر از حلال
اہلِ دِل سے پوچھہ تو اپنے عیوب
شاہ کو چوری سے مت کر مُتّہم
بحر و بر پر آدمی کا ہے گُذر
شاہ بخشیگا تجھے سب اِحترام
دِل ہے مَا یُوحیٰ اِلَیہِ دیدہ ور
روح اُسکی سیر کرتی چرخ کا
آنکھہ سوتی دِل مِرا بیدار جان
دِل اگر سویا تو کب ہو فتحیاب

ای ضیاء الحق حسام الدین آ — تیسرے دفتر سے دے برگ و نوا

کھول دے گنجینۂ اسرار کو — گوہر اسرار کر ایثار تو

قوت حق سے تجھے قوت ہے یار — اس رگ و پی سے نہین وہ پایدار

یہہ چراغ شمس جو روشن ہوا — تیل اور تاگے سے نین مایا لبا

قوت جبرئیل مطبخ سے نہین — بلکہ ہی فیضان رب العالمین

ہین تیرے اوصاف اوصاف جمیل — نفس کی آتش بجھاوے جیون خلیل

تا ہو آتش تجھہ اپر برد و سلام — ہون عناصر طبع کے تیرے غلام

سر سلطان بول مت ہر کسکے سات — مکھیون سے رکھہ بچا کر یہہ نبات

یہہ سزا کہنا اُسے سرّ جلال — مثل سوسن سو زبان رکھتا ہو لال

خاک کو بھی حلق بخشا کردگار — تا کہ پانی پی اُگا دے برگ و بار

ہر غذا کو بھی غذا بخشا ہی رب — آکل و ماکول ہین یہہ سب کے سب

یہہ جہان سب آکل و ماکول ہی — وہ جہان سب مقبل و مقبول ہی

یہہ جہان سب فانی و برباد ہی — وہ جہان سب باقی و آباد ہی

پس وہی دانا جو پی آب حیات — تا ابد باقی رہا دولت کے سات

قدر کی ہی رات راتون مین نہان
تا کرو راتون کو سب تم امتحان

پس نہ کسبِ دین کو باطل جوان
دام دل حق کے لئے ہین باطلان

گر کہے ہین جملہ حق ہی احمقی
ور کہا دین جملہ باطل ہی شقی

دیکھ نقشِ آسمانِ زرنگار
حق رکھا کیا کیا ہی اسمین کاروبار

یک نظر تو بس نکر اسکی طرف
سعد و نحس اسمین ہی کیا کیا اور شرف

حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد
بھیجتا تن پر ترے ای نیک مرد

بھوک و پیاس و نقصِ مال و مرضِ تن
سب ہمارے امتحان کرنیکا فن

سب ہمارے امتحان کا ہی سبق
تا جدا نامرد سے ہو مردِ حق

خوش وہی پایا جو اپنے عیب کو
آپ کو معیوب جانا مو بمو

فکر مین جو کچھ کہ آوے ہی فنا
فکر و اندیشے سے باہر ہی خدا

اسقدر گستاخ ہی تو کیا سبب
جب سمجھتا کون ہی کیسا ہی رب

احمقان تعظیم مسجد کی کرین
اہلِ دلکی دشمنی دلمین دھرین

مسجدِ اعلی ہی قلب اولیا
سجدہ گاہ جملہ اسمین ہی خدا

جب تلک دل مرد حق کا نین دکھا
حق کسی فرقے کو رسوا نین کیا

دل نگہہ رکھنا ہی واجب مو بمو
حضرتِ صاحب دلونکے روبرو

جسم ظاہر جان ہی بیشک نہان
جان سے بھی عقل ہی پوشیدہ تر
لیک عقل ہرگز نہ جانی جائیگی
ہی جہان محدود بے حد ہی خُدا
یہہ فنا ہی پردہ حق کی ذات کا
جان ہمارا جان حیوان سے زیاد
پس زیادہ ہمت ہی جانِ ملک
جان اہلِ دل ملک سے ہی بڑا
پس بڑے تو مرتبہ کو جان کر
گر نہو حاجت زمین سے خاک کو
پس تو امی مُحتاج حاجت کر عیان
گرچہ ہی تو دور خدمت کو نہ چھوڑ
دور سے بھی تو ہلا اپنا قدم
جب گدھا کیچڑ مین پھنستا ہی کہین
نین وہان کرتا ہی رہنیکی تلاش

آستین تن ہاتھ ہی مانند جان
جب ہلا تن جان آتا ہی نظر
ہی نہان تر عقل سے روح وحی
کُلّ شیٔ غیرِ وجہہ اللہ فنا
شمع جیون فانوس مین مخفی رہا
کیونکہ اُنسے معرفت ہمکو زیاد
کیونکہ نین رکھتے ہین حِسّ مشترک
اِسلئے آدم کو وہ سجدہ کیا
رکھہ خُدا کے شُکر سے سجدہ مین سر
یہہ زمین پیدا نکر تا حق کبھو
تا کرے حق تجھہ پہ فضلِ بیکران
ہو پشیمان کاہلی سے مُنہہ کو موڑ
حَیثُ مَاکُنتُم فَوَلُّوا وجُوہَکُم
بے ہلے کے وہ کبھو رہتا نہین
جانتا ہی یہہ نہین جائے معاش

کسب کرنا آخری مین کام آئے ‌ ‌ ‌ مغفرت کا گنج دے تجھکو بجائے
حق کہا دنیا کا سب کسب و ہنر ‌ ‌ ‌ بازیِ اطفال سے بھی ہی بتر
کسب فانی نفس چاہے ہی تیرا ‌ ‌ ‌ نفس کی خواہش مین تو مت دو جا

بیدار کرنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شیطان لعین کا

ہی حدیث اندر کہ خال المومنین ‌ ‌ ‌ سو رہے تھے قصر مین یکشب کہین
ناگہان کسنے اُٹھایا اُن کو آ ‌ ‌ ‌ جاگیو وقتِ نماز آیا کہا
جب اُٹھے دیکھے تو ہی کوئی یک وہان ‌ ‌ ‌ منہہ کو پردے مین کیا ہی وہ نہان
اُسکو پوچھے کون تو کیا نام ہی ‌ ‌ ‌ وہ کہا ابلیس نافرجام ہی
پس کہے مجھکو جگایا کیا سبب ‌ ‌ ‌ مت چھپا مطلب بتا سچ بول اب
منہہ تیرا آواز جیون بانگِ صفیر ‌ ‌ ‌ بانگ مرغان ہین ولیکن مرغ گیر
راہ زن ہو کب کسیکا مشتری ‌ ‌ ‌ مکر یہہ تیرا نہوگا سرسری
راہ زن ہو کب کسیکا راہ بر ‌ ‌ ‌ مکر یہہ تیرا نہوگا مختصر
گرچہ اُسنے عذر لایا بے شمار ‌ ‌ ‌ پر نہین مانے امیرِ نامدار
پس کہا لاچار ہوکر وہ لعین ‌ ‌ ‌ اس لئے تمکو جگایا ہون یقین
فوت ہو جاتی اگر تم سے نماز ‌ ‌ ‌ آہ کرتے تم بصد سوز و گداز

وہ تمہارا آہ و نالہ فکر سے | خوب تھا دو سو نماز و ذکر سے

جب سنی یہہ بات بولے سچ کہا | تو اسی انداز کے درخورد تھا

تو ہی ملکڑی ہی مگس تیر اشکار | مجھ سے ای کتے نکر دار و مدار

نقل ہی ایک شخص دیکھا چور کو | اُسکے پیچھے دوڑتا تھا دو بدو

دوسرے یک چور نے بولا پکار | میں اُدھر آثار دزدِ نابکار

بات سن اُسکی جوان آیا اِدھر | بھاگ نکلا چور قابو پا اُدھر

تو صفت میں ذات پایا ہی خلیل | وصل میں کیا کام آتی ہی دلیل

پس کہا اُسکو کہ ای بیہودہ خوان | ہم حقیقت پاسے تو پایا نشان

واصلان جب ذات میں جاتے ہیں دوڑ | کب صفات آوے نظر میں اُنکے خوب

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگان | وصلِ عامہ ہی حجاب کاملان

بیچ وفا کرنے عہد اور تعظیم اہلِ دل کے

راستان سوگند سے بیزار ہیں | اُنکے حق سے چشم دل دو چار ہیں

عہد و پیمان توڑنا ہی احمقی | سب وفا کہ ہووے متقی

راستی سے جھوٹھ کو ہووے فروغ | راست سے خاطر پذیرا ہی دروغ

جھوٹھ سننے راست کی امید پر | زہر کھا دین گر ملا دے تو شکر

بیت میں بچے سے کوئی بولا اگر — ہی جہان ایک دوسرا باکر و فر

وہ کہے یہہ بات ساری ہی غلط — جائے عشرت بیت ہی ماکا فقط

جب نہیں دیکھا ہی یہہ عالم جنین — کب کریگا اس حکایت کو یقین

تو بھی انپ آخرت کے حال سے — ہووے منکر جب سنا ابدال سے

اولیا اطفال حق ہین ای پسر — غائبان اور حاضران سب باخبر

دیکھہ یک لکری سے موسی دوبدو — کر دئے زیر و زبر فرعون کو

غیبت انکی تو نکر ای بوالہوس — بلکہ انسے مت ہو غافل یکنفس

عمر تیری کیسہ زر کے مثال — ہی جو کچھہ خرچ جا تو پھر آنا محال

کوہ سے ہر روز یک پتھر اٹھا ز — دیکھہ یک مدت میں خالی ہو پہاڑ

پس تو ہر ہر دم کا اپنے عوض — بندگی سے پایگا تو یہہ غرض

گور تو دوستن لیا چاہے اگر — وہ نہو ہر سنگ و لکڑی سے مگر

ہستی حق میں تو کر اپنا وطن — میں بنا کر حق کے مین پن میں دفن

درد میں اسکے دل اپنا دے جلا — تو بقا حق کے بقا سے پایگا

درد ہی دولت بری ای جہان — نا لیکا رو رب کو با اشک روان

نالہ بے درد ہی افسردگی — درد سے نالے کو ہی دل بردگی

حق دیا فرعون کو سو ملک و مال ۔ تا کیا وہ دعوی فخر و جلال

عمر بھر دیکھا نہین کچھہ درد سر ۔ تا نہ رویا رب کے پاس وہ بدگہر

بولتا رب کو بآواز حزین ۔ ای خدای مستغاث و ای معین

کیا تری دولت ہی ای صاحب شعور ۔ تجھہ پہ تا برسادی حق رحمت سے نور

نالہ سگ کو اثر ہی حق کے پاس ۔ فضل سے حق کے نہین کتا نا اس

جب سگ اصحاب کہف باوفا ۔ لطف حق سے صحبت صلحا لیا

غار مین سوتا ہی تا روز شما ۔ عارفانہ آب رحمت سے تغار

ہین لیا سگ پوست جنکا نام ہین ۔ لینگے حقکے پاس بھی یہہ جام نشین

واسطے اس جام کے تو جان دے ۔ بے جہاد و صبر نصرت کیون ملے

دولت ایسی کیون ملیگی بے ہرج ۔ صبر کر ہی صبر مفتاح الفرج

باد سے اڑتا تو ہی تنکے سے کم ۔ مرد ہو نا کوہ سا ثابت قدم

ہر طرف غولان تھکاتے ہین تجھے ۔ پھر دغا دینے ملاتے ہین تجھے

بولتے ہین ہم ہین تیرے یار شفیق ۔ ہم رہینگے تجھکو اس رہ مین رفیق

ہم مددگاری کرینگے تیری بجان ۔ پر نہ بھول اس مکر پر ای پہلوان

تا مددگار وہ تیرے نا یار رہین ۔ بھیڑیئے سے بلکہ بس خونخوار ہین

اُنکے مکر و فن سے نہ ٹھگ اے ہوشیار — وہ مزہ آخر کریگا تجھہ کو خوار

دعوت اُنکی ہی صغیر دل فگار — جیوں شکاری بولتا وقتِ شکار

حزم سوءِ الظن کہے حضرت رسول — ہر قدم کو دام بوجھہ اے بوالفضول

رکھہ قدم ایسا جو نا بنیا رکھے — تاکہ اُسکے دام آفت سے بچے

مہربان حق دوست تیرا ساتھہ ہے — ماسوے اللہ سب جہان آفات ہے

بیوفائی ہے وفا باطل کے سات — تجھہ پہ حق حق کا ہے باقی ترّہات

بعد حقِ حق ہے حق ماباپ کا — کیونکہ تو ماباپ سے پیدا ہوا

جب کیا ہے حق ہزاروں صنعتاں — تب ہوئے ماباپ تجھہ پر مہربان

بس حق حق حق سے ماں کے بیشتر — گر نہیں اِس حق کو بوجھا تو ہے خر

جو کہ ماں پید الیا پھر دود کو — بھول مت زنہار اُس معبود کو

تو فداے بیوفایان ہو رہا — حق کو بھولا سربسر اے بیوفا

شرم نا آئی جو تو مخلوق پاس — سر جھکاتا اور کرتا ہے سپاس

سر جھکا اُس پاس اُسکا شکر کر — جو دیا جان و تن و عقل و نظر

ہے مکان و لامکان مین تیرے سات — کیا مزا کیا ہے تو پابندِ حیات

ذرّہ ذرّہ حکم مین اُسکے زبون — بولتے ہین سب الیہ راجعون

جب قضا افلاک سے بتلاۓ سر
تو نہ ڈر دریا ہویا ہو موج و کف
ڈر برا عقبیٰ ہی حق کی راہ کا
درد سے حق کے تو لے اپنا سبق
حق سے راضی رہ نہ اُسکے غیر سے
غم سے خوش ہو غم مین ہی حق کا لقا
رنج ہی یک گنج دولت ای میان
گو دکان جب کھیل کا سنتے ہین نام
ای خرانِ گور ایدھر کو ہی غار
غیب سے پیر یکے ہین تیر روان
عالم کل سے نکل دل صاف کر
دل عجب کچھ خانۂ آباد ہی
سیر دل کر دل عجب ہی لالہ زار
ہو یگا احمق تو مت جا دیہ کو
مصطفیٰ کا قول سن ای جان من

عاقلان ہوتے ہین سارے گور دکر
حق کہا قرآن مین تجھکو لا تخف
خوش وہی جو ہی فدا درگاہ کا
دوست یکر رکھتا ہی خوش بانو نکو حق
غیر حق کے سب ہی فانی بوجھ لے
راہ مین حق کے ہی پستی ارتقا
لیکن اسکو لب سمجھے گو دکان
دوڑتے ہین جیون خران بے لگام
منتظر دشمن ہین کرنے کو شکار
مفت مین جاتی جوانی رایگان
کچھ نہین حاصل ہی دنیا مین تم
دل اگر ہشیار ہی تو شاد ہی
دیکھ حق کیا کیا دیا اس مین بہار
گر کرے گھر سے مین وطن احمق ہو
عقل کا ہی گور گھر نیکا وطن

جو گیا یک روز گھر سے مین مقام ۔۔۔ یک مہینے تک رہیگی عقل خام

گر رہا دہقانیون مین اَیک ماہ ۔۔۔ عقل اُسکی عمر بھر ہووے تباہ

فائدہ تجھکو سفر مین ہی زیاد ۔۔۔ پاتے ہین یوسف سفر سے سب مُراد

گر کوئی معشوق شیرین لب ملا ۔۔۔ ساتھ اُسکے خار بن گلشن ہوا

ہین بہت حمال مسکین بارکش ۔۔۔ تا رہین شب وصل مین دلبر کے خوش

کوئی سودا اپنے گلرخ کا لیا ۔۔۔ خارکش اُسکے محبت مین بنا

شام تک جلتا ہی آتش مین لہا ۔۔۔ تا کہ شب آوے تو پاوے وصل یار

لیتے ہین تجار رنج بحر و بر ۔۔۔ تا رہین یک ماہرو سے بہرہ ور

عشق ہی جنکو کہ آن مرد نکسات ۔۔۔ فی الحقیقت ہی وہان یکو صف ذات

بس نہوا اوازۂ سودائے خام ۔۔۔ جو کرے یک چند مین تربت مقام

عشق اُس زندیکا تو کر اختیار ۔۔۔ جو ہو یک چند مین خاکِ مزار

عشق تیرا ہوے جس موجود پر ۔۔۔ وصف حق اُسمین ہی جیون تابندہ زر

بس زراندود صفت سے دور ہو ۔۔۔ جہل سے کوئی نہ مت مغرور ہو

دوست صورت سے گذر تو تم اگر ۔۔۔ پھر تو بھی گلذار جنت سر بسر

صورت اپنی تورنے جب سیکھ جا ۔۔۔ تورنے کو صورتِ کل تب تو پاوے

پھر تو جس صورت کو توڑا ای پسر — مثل حیدر کے لیا خیبر کے در

جو گیا راہِ صفا مین ہے دلیل — راہ یک روز اسکو صد سالہ سبیل

مصطفیٰ جو جسم انکا جان تھا — انکو رحمٰن علّم القرآن تھا

اہل تن یک سر ہین علّم بالقلم — واسطہ تجھکو ضرور ای محتشم

مرد روشن دل کا ہو گر خاک پا — فرق پر رستا ہو نکے رہنے سے بھلا

خسروانِ خاک سے کیا پایگا — حرف یک آواز نقارے سوا

صد ہزاران امتحان آجاینگے — گر کوئی مین طالب حق ہون کہے

گر نہین پہچانتے ہین عامیان — شحنگان لیوینگے اسکا امتحان

امتحان مرد کا تا کوئی گر کرے — ہر مخنّث جنگ مین رستم بنے

مست نا ہوشیار ہو ہر صبحگاہ — گرچہ ساری شب ہی با حالِ تباہ

مست حق کا کچھ عجب ہی کر و فر — صورِ اسرافیل سے بھی بے خبر

بادۂ حق راست ہی نین ہی دروغ — تو پیا ہی دوغ دوغ ای بے فروغ

رہزنون سے تو یقین بدتر ہوا — تو شریکِ راہزن ہی کہہ نہ کھا

تو گمان کرتا ہی اسکو قرب حق — دور ناہووے طبق گر سے طبق

یہہ نہین دیکھا کہ قرب اولیا — حق اسے کیا کیا کرامت سے بھرا

تو کیا بلّی نمط چوہا شکار
تو خیالِ خام سے کچھ نین پیا
پٹکنین کھاتا ہی ایدھر اودھر
ہی سراپا اسطرف تو ای گنوار
راہ فانی کی جدی ہی ای دمی
تجھکو تک سوزن سے یہہ بارِ غرور
گرمی حق اولیا کو ہی سزا
ہی غرض اُسّے کہ خلق آوے بدام
خوب تھا گر عیب اپنا بولتا
گر نہین بولا تو بارے ہو خموش
مال مثلِ مار زہر آلود ہی
دیکھہ تک احوالِ فرعون دغل
ای اشتغال و بے جمال و بے ہنر
کیونکہ طاؤسان کرین گر امتحان
ای سگِ پُر حرص گرگون سے بتر

گر شرابِ حق پیا ہی سُشیر مار
کیون عبث مستون نمط سر تولتا
وجد مین جیسا گرے کوئی با خبر
اسطرف سے چھوٹ ایسے گپ زمار
مرگ نین بیہودہ مت کر جان کنی
جائیگا پھر فربہی ہو جاے دور
طور بے شرمی ہی سب مکر و دغا
کج نمائی یہہ تیری ساری حرام
کوی طبیب آخر تجھے دیتا دوا
کب تلک باقی دغا بازیکو جوش
یہہ قبول خلق نا محمود ہی
مال و ملکنت کیا دیا آخر کو پھل
تو گمان اپنے پہ طاؤسی نکر
خوار و بے عزت تو ہوگا ای میان
ڈال مت تیر و لنگا پیرا پیٹھہ پر

کیون نہ پہنچاینگے تجھکو زیرکان
کم تو کچھہ فرعون سے مت جان ہی
ہینرم فرعون جب تجھکو سلے
تو اگر چالاک یا کاہل ہوا
رکھہ طلب مین حق کے دائم جُست وجو
کچھہ نہین اپنے کو سمجھا آدمی
آپ کو مسکین بکا یا رایگان
عالمِ افسردہ سے جیسا حجر
آفتابِ حشر جب ہووے عیان
ذرہ ذرہ جملہ عالم سربسر
اسطرف مردے ہین زندے اسطرف
دیکھتے کہتے ہین اور سنتے بگوش
حس سے باہر جب نہ آیا آدمی
مرنہین گذرا تیرا نفسِ دنی
پاوسے گر تو قدرتِ فرعون کو

صورتِ شیران بر اخلاقِ سگان
لیک تو فرعون بے سامان ہی
آگ سے تیرے بھی یک عالم جلے
جو ہوا طالب سو آخر پایگا
ہی طلب خود رہنما اسکو نہ کھو
سب سے یکہ تھا سو پایا پھر کمی
خواجگی کھویا ہوا جیون بندگان
اسکے جنبش کب تجھے آتی نظر
دیکھہ لے تب جنبشِ جسمِ جہان
ظاہر و باطن تجھے دستے خبر
اسطرف گویا ہین خاموش اسطرف
ساتھہ تم نامحرمون کے ہم خموش
پس خبر کیا اسکو ہووے غیب کی
ہی فسردہ باغمِ بے آلتی
حکم سے تھا جسکے جاری آب جو

بس ملیگا زور فرعونی تجھے
مات کر اسکو ہوا مین مات سے
ترک کر راحت کو لے اپنے پہ رنج
وقت محنت کے تو کہتا ہی خدا
ہین بہت بیدار چشم خفتہ دل
جسکا دل بیدار ہی گر چشم سر
تو تو اہل دل نہین بیدار بیٹھ
دل اگر جاگا تو خوش تو خواب لے
سو رہے تو غم نہین ستہ جاگتا
دینی بیدار کی تعریف ای مہان
موسی و فرعون ہستی مین تیرے
ہی مثال جھاڑ یہ دنیا تمام
سخت پڑتین جب تلک ہم خام ہین
پختگی ہی باعث آزادگی
عاجزی سے ترک اپنا ناز کر

موسی و ہارون کے سو قافلے
دوستی مت کر جو اس بد ذاتسے
تا تجھے ہاتھ آوے لگا راحت کا گنج
جاچکی محنت تو پھر غافل ہوا
دیکھ کیا سکتے نہین چشم آب گل
سوئے تو بھی نہین کشادہ سو نظر
دل طلب کرنے مین نہایت یار بیٹھ
ہر بلا سے دل رکھے تجھکو نظر
ولے سے دل ڈالون پہ مین ہون جان فدا
ہو نہ آخر گر ہون لاکھون داستان
ہین تو دو یہہ خصم تجھہ مین ڈھونڈھئے
اس پہ ہم گویا ہین میوے نیم خام
سخت گیری کے سبب ناکام ہین
تو اگر چاہے بقا لے پختگی
خویش ہی کیکا خدائے بے بصر

بندگی اور عجز و مسکینی رسوا
روز و شب ہین عاشقان زار و نزار
عاشقِ صنع خدا ستاکر ہوا
ہی وہی معشوق جو یک ذات ہو
کیمیاے حال اسکا دست ہو
صوفیان محکوم ہین اوقات کے
صافیان ہین غرق عشق ذوالجلال
خوبی و زشتی کو اپنی بھول جا
تو نکر ضعف و حقیری پر نظر
نور ہے جس حالمین کر جست و جو
خشکی لب ہی دلیل اضطراب
یہہ طلب گاری بری ہی سودمند
یہہ طلب کنجی ہی مطلوبات کی
گر نہین اسباب تو بھی کر طلب
جسکو دیکھیگا طلب گار ای پسر

کچھہ نہین چارا بدرگاہِ خدا
خواری و ذلت مین انکے اعتبا
عاشقِ مصنوعِ رب کافر ہوا
ابتدا سے انتہا تک ساتھہ ہو
گر ملا وے ہاتھہ تا نہا مست ہو
صافیان ہین بے غرض اسباب سے
ہین نہین وہ تابعِ اوقات حال
عشق اور معشوق سے رکھہ مدعا
دیکھہ اپنی ہمت ای روشن بصر
گر بیابانی تو پھر لب خشک ہو
یہہ ترپ آخر تجھے دیویگی آب
حق کی رہ مین دور کرنا قید و بند
یہہ نشانی دولت و درجات کی
عشق کو نہین چاہتا اسباب رب
یار اسکا بالکہ اسکا ہو نفر

طالبونکے ساتھہ طالب ہوئیگا — غالبونکے ساتھہ غالب ہوئیگا

حکایت اُس شخص کی جو بے محنت روزی چاہا

عہد مین داؤد کے کوی ایک مرد — مانگتا تھا یہہ دُعا با سوز و درد

اے خداوند و کریم و کارساز — بسکہ مین محتاج ہون کر سرفراز

فضل کو تیرے نہین کچھہ انتہا — دولتِ بے رنج کر مجھہ کو عطا

تو کیا پیدا مجھے کاہل بدن — کسب کی طاقت نہین اے ذوالمنن

کاہل و معذور ہون آسودہ خوار — فضل کا دائم تیرے امیدوار

جسکو دست و پا ہے وہ کوشش کرے — تجھہ سوا بے دست و پا ہو کھا مرے

بسکہ ہے بے دست و پا طفلِ صغیر — مادر و دایہ اُسے پہنچاوے شیر

پس بلا اُسکو بفضلِ کردگار — دولتِ بے رنج و مالِ بیشمار

فضل حق کو کب سبب درکار ہے — بے سبب دنیا اُسے دیتا ہے

بیان یہہ کہ ہر جزو عالم ذاکر محجوبان بے خبر ہین

ذکرِ حق کرتے ہین لکڑی اور حجر — آدمی ہے منکر اُس تسبیح پر

آدمی ہے آدمی کے حال سے — بیخبر پتھر سے کیا واقف رہے

سنیون سے خاص کچھہ از کار ہین — جبریان اِس ذکر سے بیزار ہین

بہہ اُسے کہتے کہ ہی گمراہ وہ
کم سمجھتے ہین مگر صاحبدلان
علم کو دو پر گمان کو ایک پر
وہم اُسس سے کم ترا ای مرد کار
عقل جُزوی کے بلا مین ہم وزن
عقل مین بھی ہی تفاوت اِسقدر
پاؤ گز چوڑی زمین پر رہ رہے
گر دو گز چوڑی ہو رہ دیوار پر
کانپ کر گرتا ہی بلکہ وہم سے
خلق کا سجدہ دلِ فرعون کو
اِسقدر تھا وہم مین نالان و اسیر
قال بد بیمار کر دیتا ہی سُست
تن ہی مثلِ جامہ تن کو بھول جا
ہی سوا اس تن کے دیگر یک بدن
ہی حقیقت وہ غلط اُسکو نجان

بے خبر ہین یک دِگر سے مو بمو
دِل جنھون کا ہی محلِّ امتحان
پس گمان ہووے یقین بے پا و سر
جسکو یک ذرّہ نہو وے اِعتبار
اِسلئے ظُلمات ہی اُسکا وطن
صورتون مین ہی نمایان جسقدر
آدمی نے وہم اُسکو طی کرے
وہم سے گرنے کا ہی اُسمین خطر
فہم اِس مضمون کو اب کیجئے
وہم مین غلطان کیا تھا مو بمو
جو کیا دعوی خدائی کا دلیر
وہم سے گر جی کے ہی وہ تندرست
جامہ پوش ہی اور لے اُسکا پتا
خواب مین جو دیکھتا ای پر فتن
خوف مُنکر گر بدن سے جائے جان

سہل ہی جیسا کہ ہمکو زندگی — عارفون کو موت بھی آسان رہی

تجھکو سرداری کا جتنا شوق ہی — کسب مین اپنے ہریک کو ذوق ہی

واسطے جس کام کے جسکو بنائے — اسکو اُسکے کام کی رغبت دلائے

ابتدا مین کام کے انجام کار — دیکھہ تا آخر نہو گا شرمسار

مصطفی فرمائے دل ہی پر مثال — ہاتھہ مین ہو باد کے جو پائمال

ہرطرف اُڑتا پھرے جو دربدر — یا مثال دیگ جوشان آگ پر

ہرزمان یک روز ہی اُسکا خیال — پس نہو ائمین توای شوریدہ حال

جب قضا کا تجھہ پہ ہو تا کر و فر — غار سے سکتا نہین کرنے حذر

دیکھہ دیکھلا دام مین جا کر گرے — دام مین پڑتا ہی دانے کے لئے

بند تقدیر قضا جو ہی یہان — کوی نہین دیکھا بجز روشندلان

دل سے اپنے دور کر حرص وہوا — تا نہو آوارۂ سوء القضا

مرغ لالچ سے اسیر دام ہین — دام مین دانے بدل ناکام ہین

مچھلیان دریا کی دیکھو بے شمار — ہو گئین چارے بدل گل کی شکار

طمع سے کر قاضیان رشوت قبول — عاقبت کو ڈالتے ہین سر پہ دھول

بیشتر پردہ نشین ناموس سے — شومی شہوت سے رسوا ہو گئے

بلکہ پی ہاروت و ماروت یہہ شراب ‏ ‏ ہور رہے دُنیا میں غفلت سے خراب

ریاضت بایزید کی اور یہہ کہ سواے اِس بدنکے دوسرا تن ہی

بایزید یکدن عبادت مین مگر ‏ ‏ پائے کچھہ خاطر پہ سُستی کا اثر

آئی دل پر کاہلی وقتِ نماز ‏ ‏ دیکھا کم لذّت کا کچھہ راز و نیاز

فکر کر دیکھے تو پانی بیشتر ‏ ‏ خود پیا کرتے سو اُسکا ہی ضرر

پھر نہین پانی پیئے یکسال بھر ‏ ‏ صبر اُن کو حق دیا اُس عہد پر

جہد اُنکا تھا یہہ ادنی بہرِ دین ‏ ‏ تا ہوئے وہ شاہ قطب العارفین

جب کئے اِسطرح تن کو پائمال ‏ ‏ حق نے بخشا اُنکو وہ فخر و جلال

تو خلاف اُن کے رکھا تن کو جتن ‏ ‏ ہو مبادا مرگ سے فانی بدن

خواب ہی دُنیا کہے حضرت رسول ‏ ‏ خواب پر تکیہ نکر ای بو الفضول

خواب مین سر کو تیرے کاٹے اگر ‏ ‏ عُمر ہی تیری بڑی باقی ہی سر

خواب مین دیکھے اگر کٹ جاے ہات ‏ ‏ جب اُٹھا تو ہاتھہ بھی ہی تنکے سات

حاصل اندر خواب کے نقصان تن ‏ ‏ نقص نین تیرا سلامت ہی بدن

خواب سے ہُشیار جب ہو جایگا ‏ ‏ ہوش کو تُس اپنے سلامت پایگا

جان بخشا پیٹ مین بچے کے رب ‏ ‏ جذب اجزاء لیا اُسکے سبب

تا برس چالیس یہہ قوت دیا ‌ ‌ ‌ ‌ جذب اجزا سے بدن اُسکا بنا

دیکھہ کس حکمت سے تیرے جسم کو ‌ ‌ ‌ ‌ جوڑ ہر ہر جزو فرمایا رفو

تا اُسے تاگا نہ سوئی سے نہ بدل ‌ ‌ ‌ ‌ جوڑ کا بھی کچھہ نہین پیدا خلل

پس تو آنکھین کھول اُس حکمت کو پا ‌ ‌ ‌ ‌ حشر بھی اِسطور سے ہوگا ترا

کوزہ گر کوزیکو توڑیگا اگر ‌ ‌ ‌ ‌ پھر بنا سکتا ہی اُسکو کوزہ گر

انبیا مظہر رحمت کُلی و دیگران مظہر رحمتِ جُزوی

حق کیا پیدا زمین پر انبیا ‌ ‌ ‌ ‌ خلق کو رحمت سے تا ہو آسرا

رحمتِ جُزوی کے مظہر ہین عوام ‌ ‌ ‌ ‌ رحمتِ کُلی رسولانِ کرام

سرورِ عالم نے فرمائے یقین ‌ ‌ ‌ ‌ حشر مین مین ہون شفیع المذنبین

خود مین صُلحاء اُمم تو رستگار ‌ ‌ ‌ ‌ عاصیون کو مین کرون مشکل سے پار

ہی شفاعت مین مجھے کوشش بجان ‌ ‌ ‌ ‌ تاکہ پا دین رستگاری عاصیان

رہبر کامل وُہی ای محتشم ‌ ‌ ‌ ‌ حق کی جو طاعت مین ہو ثابت قدم

جو فنا فی اللہ ہوا مرشد ہی وُہ ‌ ‌ ‌ ‌ گر سیہ ہی اور ریش یا کہ خُرد ہو

جو نہین فانی اگرچہ ہی سپید ‌ ‌ ‌ ‌ رہبری کی اُس سے تو مت رکھہ امید

گر طلب رحمت کی ہی رہ اشکبار ‌ ‌ ‌ ‌ عشق مین حق کے ہو دائم سوگوار

حرص کو دے چھوڑ تقویٰ پیش کر
عقل کو جب ہو حواسس پہ امیر

تا کہ ہووے عقل تجھکو راہ بر
عقل ہی سالار تیری تو امیر

بس ہوا صبر و سکون تیرا عمل
حق کے نادر کچھ عجب ہین کاروبار

صبر سے مقصود کا ہاتھ آئے پھل
عین غم شادی کرے پروردگار

حق تجھے سب باغ جب دیوے ثمر
روشنی ہووے تجھے گر سب چراغ

پس تجھے گر باغ نا ہو صبر کر
شمع کے خاطر نہو تو داغ داغ

صفت بعضے اولیا قدس اسرارہم کی

حال بعضے اولیا کا گوش کر
اور ہین ایک قوم سب بعضے اولیا

جو کہ ہین راضی قضا کے حکم پر
گاہ مانگین گاہ نا مانگین دعا

اولیا کی قوم ہی دیگر کہے
اسقدر راضی رضا پر ہین مدام

لب نہین ہرگز دعا مین کھولتے
دھونڈنا دفع قضا انکو حرام

ذوق ہی انکو بلا مین اسقدر
نیک و بد یکسان ہی انکے روبرو

کفر ہی کرنا طلب دفع ضرر
بد قضا سے ہی نہین شکوہ کبھو

غم اگر آیا تو شادی جانتے
حسن ظن ایسا دیئے دلبر قرار

آب حیوان آگ کو پہچانتے
غم مین ہین اپنے کو کرتے سوگوار

سوال بہلول کا ایک درویش سے و جواب اسکا

یون کہے بہلول یک درویش سے ۔ حال تیرا کیا ہی واقف کر مجھے

وہ کہا کیا ہو اسکا کاروبار ۔ حکم مین جسکے ہی چرخ زرنگار

چاند سورج اور تارے سربسر ۔ حکم مین اسکے پھرین شام و سحر

زندگی مرگ اسکے تابع ہین مگر ۔ شادی و غم اسکے ہین فرمان بر

ابر نا رووے بجز اسکی رضا ۔ لب نہو کسکے تبسم آشنا

پس کہے بہلول ای روشن نفس ۔ مرتبہ تیرا ہی اس سے بھی سرس

ہی ترے چہرے سے روشن مہتری ۔ ہی تجھے بیشک جہان مین سروری

لیکن اسکی شرح ظاہر کر تمام ۔ تا کرین معلوم اسکو خاص و عام

پس کہا درویش بارے اسقدر ۔ عامیان رکھتے ہین عالم سے خبر

حکم مین حق کے جہان سب ہی اسیر ۔ ذرہ ذرہ اسکے ہین فرمان پذیر

نا جھڑے ایک پات بے حق کے قضا ۔ نا اگے ایک سبزہ بے اسکی رضا

جب قضائے حق کیا بندہ قبول ۔ یاد مین اسکے گیا اپنے کو بھول

پس رضائے حق سے خورسندی لیا ۔ بندگی طے کر خداوندی لیا

خرمن ہستی سے اپنی کر فراغ ۔ عشق کا حق کے کیا روشن چراغ

قصہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا

تھے دقوقی واقفِ سِرِّ قدم — عاشقِ حق صاحبِ فضل و کرم

سیر سے مہتاب تھا اُن کے خجل — عاشقون کا جان اُنسے شاد دِل

ایک منزل مین نکرتے دو مقام — کام اُن کا تھا سفر کرنا مُدام

گر رہو کہتے دو دِن یک جای پر — اُلفت اس منزلکی دے مجھکو ضرر

روز کرتے سیر شب کرتے نماز — حق سے ہر دم اُنکو تھا راز و نیاز

خلق تھے بھی اُنسے اکثر فیض یاب — پاس حق کے دعوت اُنکی مُستجاب

اِسقدر شفقت تھی اُنکو خلق پر — مہربان فرزند پر جیسا پدر

جب نبی فرمائے ہمکو ای رفیق — باپ سے زیادہ ہون مین تم پر شفیق

کیونکہ تُم اجزا ہو میرے سر بسر — مین ہون کل کُل سے نہین پھرنا ضرر

جُز جُدا کُل سے ہوا بیکار ہی — عضو جو تن سے کٹا مُردار ہی

تن سے جب تک نین مِلا بارِ دِگر — مر چکا ہی جان سے وہ بے خبر

ہی نہین مِلنے کو اُسکے اعتبار — عضو کاٹے بعد بھی ہی بیقرار

کیا سمجھا ای عزیز یہہ جُزو کل — جُزو مثلِ بو و کل مانند گل

یہہ عجب کل ہی کہ ہو گر جز دو دور — کُلّیت مین اسکے نین ہرگز فتور

قطع و وصل اُسکا نہین کہنے مین آے — یہہ مثال آسان تجھے سمجھی جاے

ہے دقوقی الغرض مفتیِ دین — صاحبِ تقویٰ امامُ العارفین

ساتھہ اِس تقویٰ کے وہ فخرِ انام — طالبِ خاصانِ حق رہتے مُدام

مقصد اُنکا اُس سفر سے تھا یہی — خاص کوئی بندہ مِلے شاید کبھی

راہ چلتے اور کہتے ای خُدا — بندگانِ خاص سے مُجھہ کو مِلا

حق سے یون آتا ندا ای مردِ راہ — عِشق کا تیرے عجب ہے پایگاہ

مہر میری ہے تجھے مین تیرے پاس — پھر بشر سے ہے تجھے مِلنے کی آس

عرض کرتے وہ کہ ای دانای راز — تو دِیا دِل کو میرے ذوقِ نیاز

گرچہ ہون دریا مین ڈوبا تا بسر — طمع ہے قطرہ کی پھر دِل کے اوپر

حِرص تیرے عِشق مین ہے اِفتخار — غیر مین تیرے ہو نہ تنگ و عار

ای دریغا یہہ عجب کچھہ راز ہے — خِضر سے موسیٰ کو برگ و ساز ہے

بے نہایت ہے خُدا کی بارگاہ — ہو ازل سے تا ابد تھوڑی ہی راہ

حُسن بے پایان ہے ربکا ای ندیم — دیکھہ مشتاقی سے کیا بولے کلیم

ساتھہ اِس پیغمبری اور شان کے — خِضر سے چاہے رموزِ عرفان کے

مجمعُ البحرین تک پہنچون یقین — تا رہون سلطانِ دوران سے قرین

سالہا اُڑتا ہون پر اوربال سے — سالہا بلکہ ہزارون سال سے

عشق مین اللہ کے چلتا ہون راہ — راہ سے غفلت خدا سے انتباہ

راہ و منزل خواہ کوتہ یا دراز — دِل بجانے جو ہی مست دِلنواز

یہہ درازو کوتہی اِک طور ہی — راہ چلنا روح کا کُچھہ اَور ہی

تو سفر نطفے سے تا دانش کیا — یہہ سفر پاؤن سے کُچھہ تیرا انتہا

جان بیچون ہی یکسان دور و دیر — جان نے سیکھا ہمارا جسم سیر

وہ دقوقی یون دِسے آگے خبر — مین کیا مغرب سے تا مشرق سفر

اِکدن جاتا تھا مُشتاقی کے سات — تا بستر مین یار کے دیکھون صفات

کسطرح قطرے مین ہو دریا آب — درج یک ذرے مین نورِ آفتاب

تا گہان دریا کے یک ساحل اوپر — شام کے نزدیک مین پایا گذر

سات مشعل دور سے دیکھا وہان — روشنی ہر یک کی فوقِ آسمان

دفتر سیوم

عقل حیران ہو رہی سمجھا نہ خوب — موج حیرت مین گیا یکبار ڈوب

گیتی یہہ مشعل ہین مثل آفتاب — خلق کو اُنسے ہی دیدو نیز حجاب

خلق جو پائے چراغ مردہ سے تھے — بے خبر پرتو سے ایسے شمع کے

چشم بندی تھی عجب ہی انکھ پر
پھر ہوئے وہ ساتھ یک مشعل نمود
سات مشعل پھر ہوئے اُس ایک کے
فصل کا یا وصل کا اُنکے بیان
ایک یا معدود بھی بولا نجاے
اب کہو یہہ راز کیونکر بولنا
پھر گیا آگے کہ بارے دیکھئے
بے خود و بے ہوش تھا مین دوڑتا
بعد یک ساعت کے پھر پایا شعور
پھر گرا بے ہوش پھر پایا خبر
سات مشعل دیکھے پھر ہو سات مرد
نور سے اُنکے خجل تھا آفتاب
باز یک یک مرد ہو یک یک درخت
سخت شادابی سے ہر ایک جھاڑ کی
شاخ ہر ہر جھاڑ کے پتون مین کم

حکم مہدی من لیشا کی سر بسر
روشن اُسکے نور سے چرخ کبود
چشم میرے سخت حیران ہو رہے
کر نہین سکتی ہماری یہہ زبان
راز اِسکا سا الہاد الشن نہ پاے
کہہ چکے آگے ہی لا احصی ثنا
تا نشانِ حق سے یہہ کیا ہو سکے
دوڑنے سے بے خودانہ گر پڑا
پھر ہو التجیل سے جو پاے نور
دوڑنے سے سخت تھا بے پا و سر
نور اُنکا تھا سپہر لاجورد
نور ما اُس نور سے یکسر خراب
دِل ہوا یہہ دیکھہ حیرت ناک سخت
انکھ میری دیکھنے سے تھک رہی
بات بھی میوون مین پنہان یکقلم

جھاڑما

جھاڑ کی ہر شاخ اوپر عرش کے
بیچ اُن جھاڑونکی تا قعرِ زمین
شاخ سے بھی بیچ تھی سرسبز تر
میوہ جو ٹپک کر ڈھلکتا تھا بزور
یہہ عجب تر تھا کہ اُن جھاڑون اُپر
آرزو مین چھاونکی دیتے تھے جان
پھر نہین سایہ کو اُن کے دیکھتے
قہر حق سے اُن پہ گویا مہر تھا
دمبدم ذرّے سے ہووے بہرہ یاب
سڑ گئے سو سیب جن کھاتے تھے خلق
پر نہ میوون سے رہی انکو خبر
یہہ ندا ہر جھاڑ سے تھا دوستو
بلکہ ہر پتّے سے تھا پیغام یون
حق سے یون آواز تھا جھاڑونپہ تتلد
کوئی گر ایسا کرے انکو خطاب

جا چکی تھی بلکہ سدرے سے پرے
گاو ماہی سے گذر گئی تھی یقین
عقل اُن اشکال سے زیر و زبر
مثل شیر کے اُچھلتے برق نور
انگشت مخلوق کرتے تھے گذر
جابجا کمل سے کرتے سائبان
ایسے آنکھون پر تو آخ تھو کیجئے
جو نہ دیکھے چاند کو دیکھے سُہا
چشم اُنکی پر نہ دیکھے آفتاب
بھوک سے گر ایک پر یک خشک حلق
سحر حق گویا تھا اُنکی آنکھ پر
آو تم ہم پاس جلد ای غافلو
دمبدم یا لیت قومی یعلمون
ہم گئے ہین انکی بینائی کو بند
جاؤ اُن جھاڑون سے ہو تم کامیاب

بولتے سب اُسکو یہہ مسکین گدا
از قضاء الله دیوانہ ہوا

بولتا وہ مرد ہو حیران تب
خلق کو یہہ کیا ہی گمراہی عجب

انبیا حیران کہ کیون یہہ منکران
رحمتِ حق سے لیا چاہین کران

کافرون سے تھا محمدؐ کو عجب
اور تعجب مین پڑا تھا بولہب

اور آگے مین گیا کر دِلکو سخت
پھر ہوا ایک جھاڑ وہ ساتون درخت

سات ہوتے ایک ہوتے دمبدم
و تھمگین تھے میرے حیرت سے قدم

تب لگے وہ جھاڑ سب پڑھنے نماز
کھینچ کر مثلِ جماعت صف دراز

ایک جھاڑ دونسے ہو آگے جیون امام
دوسرے پیچھے رہے اندر قیام

وہ قیام و وہ رکوع و وہ سجود
کر دیا دِل پر میرے حیرت نمود

کیونکہ جھاڑ و نکو نہ گھٹنے نہ کمر
ہی نماز انکی عجب ترتیب پر

پھر ہوئے وہ جھاڑ ساتون سات مرد
بیٹھہ گئے قعدے مین اکر فرد فرد

مین گیا نزدیک اور بولا سلام
وہ جواب اُسکا دِئے با احترام

کای دقوقی مفخرِ اصحابِ دین
رحمتِ حق ہو تجھے ہر دم قرین

مین کہا مجھکو نہین دیکھے کبھی
نام سے کس طرح پائے آگہی

وہ کہے یہہ بات تو بھی جانتا
جو ولی حق کا اُسے مخفی ہو گیا

نام کسکا گر نہین جانا ولی
ایک پل مین ساتھ اُن خضر اُنکے
پھر اُسی ساعت ہوا ساعت سے دور
قیدْ سے چھوٹا تو پھر مطلق رہا
کور باطن کو نہین اسکی خبر
ہی اِمامت کور کی شرعاً کریہ
یار ہی زُہد و ورع مین بے نظیر
چاہیئے پرہیز قاذورات کا
کور ظاہر کو نجاست ظاہری
یہہ نجاست ظاہری پانی سے جاے
چشم گر ہی تو نہ رکھہ رونے سے باز
جو نجس کافر کو فرمایا خُدا
ہی نجاست اُسکے دلمین ای امین
احمقان تصویر سنگ و چوب سے
اصل مین معبود جز یک بیش نین

ہی وہ استغراق پر نئین جاہلی
ہو رہا مین بھی مُراقب جان سے
پیر ہوتا ہی جو ان حق کے حضور
چون نہین جب محرم بیچون ہوا
کور سے بہتر تجھے کرنا حذر
گرچہ ہو قاری و حافظ یا فقیہ
ہی اِمامت مین کراہت ناگزیر
سو تو اندھے سے نہو ہرگز ادا
کور باطن کو ہی سب دلمین بھری
وہ نجاونگی بجز آنسو بہاے
تا ہو تجھہ پر درِ رحمت فراز
وہ نہین ہی اُسکے تن پر ظاہرا
جو ملوّث کرلیا اخلاق و دین
دِل لگا معبود بوجھے ہین اُسے
اِس لئے سب کیشن جز یک کیشن نین

روشنی مہتاب کی کوئے مین پائین
مدح جز حق کے روا نین غیر کی
پس دقوقی کو کئے سب مل امام
جب کئے آغاز تکبیر نماز
معنئے تکبیر ہی یہہ ای فلان
وقت ذبح اللہ اکبر بولتے
مثل اسماعیل تن جان جیون خلیل
نفس تھا جو طالب حرص وہوا
روبرو حق کے کھڑے صف باندہ کر
اشک جاری خوف سے دل چور چور
حق سے یون فرمان ہوتا ای فلان
عمر تو کس کام مین آخر کیا
چشم گوش اسمنے رکھا کس کام مین
مین تجھے دنیا مین بس مہلت دیا
الغیبے ہی پیغامہائے ہولناک

گرمان بیہودہ کوئے کو سرائین
آفرین مت کر بتان دیر کی
قوم پیچھے ہو گئے انکے قیام
ہو گئے قربان شمشیر نیاز
حق کے آگے ہم ہوئے قربان بجان
نفس کو بھی ذبح ایسا کیجئے
چاہئے جان تن کو یون کر دے سبیل
ساتھ بسم اللہ کے بسمل ہوا
واسطے دینے حساب اپنا مگر
حشر مین جیسے کھڑے حق کے حضور
کیا میری خاطر تو سلے آیا یہان
قوت قوت صرف تو کس پر کیا
کیون رکھا ہوش و حواس آرام مین
تو خریدی آخرت کی کیا کیا
سو ہزار آئے ہین از درگاہ پاک

جب

جب کرے تو مے مین مہہ محنت رجوع
پس ہوا فرمان کہ اپنا سر اُٹھا
سر کو گھٹنو نسے اُٹھا کر وہ خجل
پھر اُٹھایا سر ہوا پھر سرنگون
پھر حضورِ حق سے یون آیا خطاب
پھر ہوا اُس پر عتاب ای خامکار
نا رہی طاقت کھڑے رہنے کی جب
حق کہا مین نعمتین تجھہ کو دیا
مُنہہ پھرا سیدھے طرف کرتا سلام
یعنے ای شاہان شفاعت کیجیے
انبیا کہتے کہ اب چارہ نہین
مُرغ بے ہنگام ہی تو ای دنی
پھر کے دہنے ہاتھہ مُنہہ کر وہ غریب
وے کہین ہم سے مدد ہرگز نہو
جب ہوا ہر دو طرف سے ناامید

شرم سے گھٹنو نپہ وہ لایا رکوع
دے جواب اب حق کے تو فرمان کا
گر پڑا سجدے مین ہو شرمندہ دل
سر کو سجدے مین رکھا ہو کر زبون
سر اُٹھا سجدے نسے حق کا دے جواب
سر اُٹھا کر دے جواب کردگار
بیٹھہ ہیبت سے گیا قعدے مین تب
شکر اُس نعمت کا کہہ تو کیا کیا
انبیا کے عجز سے وہ مرد خام
پانون میرے سخت مشکل مین ہے
کھو دیا تو وقت چارے کا کہین
سعی ہی اب بے سود وقتِ جان کنی
التجا کرتا ہی با خویش و قریب
دے جواب اپنا خدا کو آپ تو
سخت مضطر ہو کے لرزاں مثل بید

ہاتھ اپنے کر طرف حق کے بلند
پس دُعا کرتا ہی مرد مُستمند

ای خُداوندِ کریم و ای الٰہ
اوّل و آخر مجھے تیری پناہ

یہہ اِستار تہا تیری وقت نماز
پیش ہیں جب ہو قیامت جان گداز

تھے نماز اندر دقوقی با خضوع
بیچ ساحل کے بصد عجز و خشوع

ناگہاں دریامیں گذرا ایک جہاز
چو طرف طوفان تھا آشوب ساز

تھی شبِ تاریک و ابر و تند باد
تھا تلاطم موج کا حد سے زیاد

خوف تھا مرنیکا اور گرداب سخت
اہلِ کشتی کا جگر ہو لخت لخت

سخت ماتم سے لگے سر پیٹنے
کافر و ملحد سبھی مُخلص بنے

اندرہا ہی سے کئے زاری کے سات
تا کہ اِس طوفان سے پاویں نجات

سچ کہے پیغمبروں کے پیشوا
مُصطفیٰ ہو اُن پہ صلواتِ خدا

عاقبت میں جو نہ جانیں جاہلاں
روز اوّل جانتے ہیں عاقلاں

سُن دقوقی وہ فغان اور وہ خروش
مہر سے از بسکہ دلمیں کھائے جوش

پس کہے یارب تو اپنا فضل کر
اپنی رحمت سے کر اُنپر یک نظر

ای رحیم و ای کریم و بُردبار
دستگیری کر خُدایا در گذار

رائگاں بخشا تو جان و چشم و گوش
لُطف سے اپنے دیا پھر عقل و ہوش

نعمتین ہمکو دیا بے انتہا
ہم سے گئے ہرچند کفران اور خطا

تو دیا بیشک دعا کی ہمکو بس
پس قبول اسکو توای فریادرس

اشک کے سیلاب انکھون سے بہا
بیخودانہ مانگتے تھے یہہ دعا

یہہ دعای بیخودان خود ہی جدی
خود خدا ہی جب نہین باقی خودی

ہی خدا باقی جب اپنی ہی فنا
مانگتا دیتا سو ہی بیشک خدا

بندگان حق کے رحیم و سازگار
خوسے حق ہوتی ہی اُنسے آشکار

ڈھونڈلے اُس قوم کو ای مبتلا
تا امان بخشین تجھے اندر بلا

بندگی حق کی نہین تجھکو اگر
تو گدا ہی دعوی شاہی نکر

حق مین تو جبتک نہین فانی ہوا
کب رہے منظور خود اللہ کا

حق کہا میری نظر ہی دل اوپر
پس تجھے دل چاہئے ای بے بصر

تجھکو ہی دعوی کہ مین رکھتا ہون دل
دل فراز عرش ہی نہین زیر گل

لاف تیرا تجھکو کرتا ہی خراب
چھوڑ دے تو لاف باحسن المآب

اور ایسا ہی تجھے ای مرد راہ
حب مال و جاہ کرتا ہی تباہ

جز باندازہ ضرورت لے نہ مال
تا نہو تو حرص کا مغلوب حال

اہل دل ہون کہہ کے تو کرتا غرور
التجا غیرون سے لانا کیا ضرور

دل تو اس مضغہ کو اپنے جانتا — اہل دل کو اس لئے تو مانتا

تو روا رکھتا کہ یہہ دل ہی وہ دل — عشق مین جو ہی خدا کے مضمحل

دل نہووے غیر وہ دریائے نور — دل نظرگاہ خدا پھر اس پہ کور

جب کئے دل سے دعا وہ مرد خاص — اس بلا سے پائی وہ کشتی خلاص

پائی کشتی لطف سے انکے امان — سعی اپنی اہل کشتی کو گمان

ساحل مقصد کو آیا تک جہاز — اس جماعت کی ادھر ہو گئی نماز

پیٹھہ کے پیچھے دقوقی کے نہان — یون کہے اپنے مین وہ مرد بیان

اس دعا مین ہم بحکم اضطراب — ظاہر و باطن کے بین ہین ارتکاب

ہم نہین لیکن امام بو الفضول — یہہ دعا مانگا ہی با جان ملول

وہ فضولی کر بحکم انقباض — کام مین حق کے کیا ہی اعتراض

غیب ہو ملکبار انکی آنکھہ سے — وہ جوان مردان وہانسے ٹل گئے

شش جہت مین ان بزرگونکا اثر — پھر دقوقی کو نہین آیا نظر

سالہا انکے لئے روتے رہے — اشک سے حسرت کے منہہ دھوتے رہے

خاصگان حق رکھینگے کب روا — حکم مین حق کے تصرف غیر کا

مرد حق تو بول ای صاحب نظر — ساتھہ حق کے کب کرے ذکر بشر

بیان یہہ کہ جو ازل سے سعید ہی طاعت مین چالاک ہوگا

غار مین جسوقت یوسفکو گرا ے / یون ندا حق سے فرشتے لا سنا ے

ایک دن تم بادشاہی پاوگے / یہہ جفا بھایون کا پھر بتلاوگے

جب سنے یوسف یہہ پیغام جلیل / غار تھا گلزار جیون باغ خلیل

حشر لگ ایسا ہی وہ بانگ الست / مومنونکی جان کو رکھتا ہی مست

نا بلا مین ان کو ہرگز انقباض / حق کے نا امر و نہی پر اعتراض

جو کہ دیکھا خواب خوش روز ازل / وہ نہین کرتا ہی طاعت مین خلل

بار طاعت کا اتھاتا بے ملال / بے فتور و بے گمان و بے زوال

نفس ظالم ہی قتل اسکا سبب نجات
عقل اور نفس اصل کل برائی کا

ظالم و مظلوم وہ کیا جانتا / جو ہوا و شہوت مین پابند ہوا

دشمنی کتے کو ہی مسکین سے / روز و شب مسکین پہ سگ حملہ کرے

شرم ہی شیرون کو کتے کو نہین / صید ہمایہ کو کرتے ہین کہین

کافر و فاسق کرے ظلم و ستم / کیونکہ وہ رکھتے ہین کتونکا جنم

ظلم ہی مستور انکی جان مین / اسکو وہ لاتے ہین خود میدان مین

خاص وقتِ شہوت اور غصہ کے دو
گرچہ حِلم حق اُسے کرتا یہان
اِقتضائے داوری حق سے کے مگر
گر موا ظالِم تو جگ زِندہ ہُوا
نفس کو تو مار عالم زندہ کر
نفس ظالِم عقل ہی اُسکی اسیر
تاکہ ہووے عقل کو حق سے فتوح
دیکھ لے قرآن مین اِسلئے سبب
کشف اُسکا عقل سے ہرگز نہو
بند معقولات مین ہی فلسفی
عقل تیرے عقل کی ہی مغز جان
وہ سیاہی وہ سپیدی سے ہی دور
قیمت ہمیان ہی زر کے سبب
جسطرح تن کی قدر ہی جان سے
نفس اژدر ہی تیرا پر مکر و فن

ظُلم کو کرتے ہین ظاہر ہو بہو
حد سے جب گذرا تو خود ہوتا عیان
عُمرو بکر و زید سے ہوتی ہی سر
حق کا ہر کوئی تو بنو بندہ ہُوا
عقل کا اپنے تو اُسکو بندہ کر
مارنا اُس نفس کو ہی ناگزیر
روزی بے رنج یعنے قوت روح
عِزّتِ درویش و ذِل بولہب
بندگی سے حق کے ہوتا کام جو
شہ سوارِ عقل ہی عقلِ صفی
عقل تیری پوست ہی اُسکی تو جان
جان و دِل پر نور کا اُسکو ظہور
زر سِوا ہمیان کو عِزّت ہی کب
قدر جان ہی پرتوے جانان سے
سیر اُسکو جیون زمرد دیدہ کن

۸ نفس کی اصل بھی ... روزی بے رنج وقت قوت ...

مُدّعی یہہ نفس ہی ازبس فصیح
نفس کو تسبیح و مصحف ہاتھہ مین
شہر کو ٹھگ آسے لیکن شاہ کو
کرو ضو حیلہ تجھے لا حوض پر
کیونکہ وہ گھر مین تو گھر سے بے وطن
مکرِ نفس و تن کا کیا جانے عوام

ہیں ہزاران حجت اسکو ناصحیح
خنجر و شمشیر مخفی ذات مین
نہین ٹھگا سکتا شہ آگاہ کو
مکر سے اسمین ڈبا وے تا بسر
گھر مین اپنے سگ ہی شیر صف شکن
جز دلِ آگاہ باقی والسلام

بھاگنا حضرت عیسیٰ کا احمقون سے کیونکہ
احمقی قہرِ خدا کا اور قہر سے بھاگنا ضرور

احمقون سے بھاگ ای مردِ فصیح
صحبتِ احمق بلا ئے جان ہی
احمقی قہرِ خدا ہی ای امیر
یاد آیا قصۂ اہلِ سبا
دوربین ایسے کہ دیکھین پائے مور
تیز گوش ازبس و لیکن سخت کر
مال مین مغرور قارون کے مثال

کیونکہ اُنسے بھاگ نکلے ہین مسیح
احمقی کا مرض بے درمان ہی
بھاگنا قہرِ خدا سے ناگزیر
احمقی سے جو پری اُن پر وبا
پر سلیمان سے ہی اُنکی چشم کور
کان مین اُنکے نصیحت بے اثر
لیکن اُنکے پاس نہین ایک ذرّہ مال

مرد دنیا کا ہی مفلس ای عزیز ‏ ‏ ہاتھہ مین اُسکے نہین دمڑی کے چیز

وہ برہنہ جیون کہ آیا جائیگا ‏ ‏ بے سبب چورونکے ڈر سے مر رہا

مال کو جب چھوڑ جانا ہی ضرور ‏ ‏ خاک سے کمتر سمجھہ ای بے شعور

جو مگر سودا کیا اللہ کا ‏ ‏ ساتھہ وہ توشہ ہی تیری راہ کا

گود مین لڑکونکے جیسے ہین سفال ‏ ‏ وہ کرین اُسکو جتن مانند مال

اُن سے کچھہ چھینو تو روؤین زار زار ‏ ‏ پھر دئے تو ہنس پڑین مثل بہار

حال تیرا ہو بہو ہی ویسا ہی ‏ ‏ جب تلک اُلفت ہی تجھکو مال کی

پھر یہی صورت ہی اُن اشخاص کی ‏ ‏ جنکو علم و عقل دُنیا کی رہی

سو ہزاران جانتے فضل و ہنر ‏ ‏ لیکن اپنے حال سے ہین بے خبر

ہون ہر یک چیز کا پہچاننا ‏ ‏ احمقی ہی آپ کو ناجاننا

جان سب علمونکا اپنے بوجھہ ہی ‏ ‏ گر نہین بوجھہ علمہا سب پوچ ہی

دلمین ہی یک مرض بولے انبیا ‏ ‏ حق شناسی کو وہی مانع پڑا

خوب بھی اُسکے سبب ہوتا ہی بد ‏ ‏ کب غذا بیمار کو کرتی مدد

آشنائی عقل عاقل سے اگر ‏ ‏ جا ملے ہر دم رہینگے دوست تر

آشنائی نفس بدنفسونکے سات ‏ ‏ ہو تو ہر دم ہووین افزون بدصفات

چاہتا ہی تو ملوں گر اہل سے
ہی دوا اس مرض کی پیروی نکات
جان سے ہو اُن طبیبوں کا غلام
ای ابا دولت کہ آوے ناگہان
ہین بسا معشوق عاشق سے قریب
یہہ غلط انداز ہی سوء القضا
تو قدر کے کام مین مت ہو فضول
دل تیرا محکوم ہی قدرت کے ساتھہ
وہ جدھر پھیرا اُدھر جاتا قلم
ہاتھہ مین موسی سمجھے تھے عصا
جب ہی جا سکے نہ نیک لکڑی کا بھید
جب کہین صیاد پھندا ڈالتا
بار ہا تو دام مین جا کر پھنسا
پھر کیا توبہ تو کر آزاد حق
پس جہان دانہ ہو کر اس سے حذر

دوستی کر عاقلون کے عقل سے
وے اطبا جان کو بخشین حیات
تا کرین تجھکو دوا اے شاد کام
پر نہین پہچانتے سب بے دولتان
پر نہ بوجھین عاشقان بے نصیب
خود ہمارے بے نصیبی کا جزا
ہین گدھے کو لائق اُسکے کان طول
جیون قلم مجبور ہی کاتب کے ہاتھہ
کیا تجھے معلوم ہو سر قدم
تھا حقیقت مین عصا یک اژدہا
کیا تجھے معلوم سر دام کید
ظاہر ادا نا ہی باطن مین دغا
حرص مین دنیا کے دین اپنا دیا
تجھکو نعمت دے کر آیا شاد حق
تا نہ باندھے دام تیرے بال و پر

شکر ہی نعمت سے بس کہ سود مند — شکر کر مت ہو فقط نعمت پسند

شکر جانِ نعمت و نعمت ہی پوست — شکر سے تو پاویگا دیدار دوست

شکر آگاہی ہی نعمت غافلی — شکر سے کر صید نعمت ای ولی

انبیا بولے کہ مایوسی ہی بد — احمقانِ حق کے ہین بے حد و عد

بعد مایوسی بہت اُمید ہی — رات کی تاریک مین خورشید ہی

دایما ہین ہم جوان و خندہ و شاد — گرچہ ہی تن مایۂ نقص و فساد

یہہ دراز و کوتہی ہی جسم کو — جان کو یہہ کچھ نہین خود بوجھ تو

تین سو نو سال اصحاب کہف — غار مین تھے جسم مین دیکھے تلف

جب نہو دے روز و شب ماہ و سال — کب رہے سیری و پیری بالملال

جب عدم کے باغ مین ہی بیخودی — ہم رہینگے غرق لطفِ ایزدی

تو نصیحت ناصحون کی نہین سُنا — پس تیرے ہمراہ فالِ بد رہا

تو لئیمی سے نہ جانا اُنکا حق — مایۂ طغیان کیا اپنا سبق

خصلتِ بد مین لئیمون کو ہی کد — تو کیا نیکی تو وہ کرتے ہین بد

نفس تیرا ہی لئیم و بدسرشت — ہی لئیمون سے تو نیکی سخت زشت

کر کریمون سے تو نیکی ای ندیم — ایک کو دے ساتھ سو بدلہ کریم

گر لئیمون پر کیا قہر و جفا — وہ تیرے بندے بنینگے با وفا

آدمی ہر کام کر سکتا وہ لے — محض وہ پیدا ہی طاعت کے لئے

پس عبادت مین نہین مشغول گر — جائے طاعت سرکشونکو ہی سقر

جاسے دنیا معبد مرد کریم — جائے دوزخ معبد مرد لئیم

الغرض بدکر لئیمون پر مُدام — تار ہینگے دل سے وہ تیرے غلام

شیر سے جو ہونکو کب ہووے ہراس — انکو بلی بس ہی کرنے ناس ناس

کاسہ لیسون سے وڑنگا دیگ لیس — کافرون کو ہی خدا دیوے گنیس

بے غرض عشّاق ہین اس تن کہسات — عاشقون کو موت ہی آبحیات

عاشقان مارے عدم مین ہین قدم — جیون عدم یکرنگ سارے یکقلم

ذرّہ ذرّہ کر جُھے کیلی ہُوا — میہ کُٹ ائش ناہو جز فضلِ خدا

جب ہُوا مایوس تو تدبیر سے — نیک بختی پایگا تب پیر سے

تو خودی بھولے تو کرنا یادِ حق — تو ہو بندہ تا کرے آزاد حق

تو ہوا بندہ تو آتش نا جلائے — اور بھی دریا نہین ہرگز دبائے

عاشقان خوش خوش انھونکا حال بھی — نام اُنکا نا سُنین ابدال بھی

عاشقون کا جو طرف ونکا بجے — جسطرف دیکھو تو حُکم اُنکا چلے

گر تجھے بولے کریم آتش مین جل
گر پڑ اُس مین کچھ نہین تجھکو خلل

معجزہ سرورِ عالم کا جو مشک پانی سے قافلہ سیراب ہوا

قافلہ یک خشک سالی مین عرب
بیچ وادیکے تھے حیران تشنہ لب

ناگہان فریادرس کونین کے
مصطفیٰ اُس جاے پر پیدا ہوئے

اتفاقاً ایک حبشی کوی غلام
اونٹ لے گذرا اُدھر سے تیزگام

مشک پانی تھا سو اُسکے پاس لے
قافلہ سیراب یک سر کردئے

آدمی تا اونٹ لیکر سب دواب
پی لئے تھے مشک ویسی تھی پر آب

مشک تھی روپوش موجِ فضلِ رب
بحرِ رحمت سے روان اُسکے سبب

تو ہوا غافل مسبب سے مگر
اِس لئے باندھا سبب سے ہی نظر

جب سبب دیکھا مسبب کو نہ بھول
ہی سبب کو حکم حق اصلِ وصول

وہ سیہ دیکھا ہو اوپر سے شتاب
مشک کے پردیسے جاری موج آب

دیکھ کر یہہ معجزہ حیران ہوا
جان و دل سے طالبِ ایمان ہوا

عاشقانہ اُس مبارک پاون پر
گر پڑا پایا سعادت کا ثمر

مصطفیٰ دستِ مبارک اپنا لے
منہہ پر اُس حبشی کے رحمت سے ملے

وہ سیہ زنگی ہوا سرخ خوش آب
مشک سے کافور شب سے آفتاب

رنگ بدلا گرچہ لیکن جان پاک — پاک تھا تن سے کہ تن تھا آب و خاک

درد ہو تو ہو دوا حق سے عطا — بے نوایوں کو خدا بخشے نوا

تشنگی پیدا کرای اہلِ طلب — ہر طرح پانی تجھے پہنچائے رب

طفل جب نازک گلو پیدا ہوا — اُسکے خاطر دودھ پستانین بھرا

اسلام کرنا اور ایمان لانا طفلِ دو ماہ کا اوپر نبی عم کے

اور یک زن کافروں کے قوم سے — طفل دو ماہا تھی گودی مین سلئے

وہ بھی اُس وادیکے اندر بے ہراس — امتحان کو آئی پیغمبر کے پاس

طفل جان و دل سے ایمان کر قبول — السّلام عَلَیک بولا یارسول

پس کہے اُسکو کہ تیرا نام کیا — وو کہا عبدُ العزیز ای مُصطفیٰ

نام میرا حق کے پاس عبدُ العزیز — پر کہین سبے عبد عزّیٰ سب بے تمیز

آئی جنّت سے حنوط اُسوقت پر — مغز آن دو کا ہوا خشبو مگر

جسکا ہوتا ہی نگہبان خود الہ — جامد و نامی رہین اُسکے گواہ

جسکا حافظ ہی خدائے ذوالمنن — مُرغ تا ماہی کرین اُسکو جتن

جو قضا چھینے ہی تیر سے ہاتھ سے — حق بچاتا تجھکو بوجھ آفات سے

عبرت و دانش خدا سے کر طلب — یہہ کتاب و قال سے حاصل ہو کب

ہر کسیکو کب ہی قدرت سازوار — عجز بہتر تجھکو ای پرہیزگار

عاجزی بیچارگی بہتر تجھے — نفس کی آفت سے تا تو بچ رہے

خواہشون سے نفس کے ہی تجھہ یہ غم — جو تجھے شیطان سکھاتا مدام

آرزو منتی کی ہی گل خوار کو — گل ستکرنا ہو گوارا اسکو کبھو

بیان یہہ کہ ریاضت مین سراسر سود ہی
اور یہہ دنیا نہ جانے بہبود ہی

آدمی کو حق دیا ہی اختیار — بس نہو جبری تو ای نیکو شعار

اسکو کرمنا بنی آدم کہا — کام مین اسکے اسے قدرت دیا

سود سرمایہ تجھے قدرت ہی جان — وقت قدرت کے نگہہ رکھہ ای جوان

بندگی مین صرف کر اپنی عمر — حق دیا قدرت تو حق کا شکر کر

جب سیاست شہ تجھے کرنے لگے — تو بچا تا سر کو اپنے مال دے

تن گھٹا کر جان اسکا لے عوض — نیک عمل تیرا نہوگا بے عوض

مومنون کو بندگی ہی خوشگوار — کافر اسکو نہین سمجھے زہرمار

گر نہ تھی امید کچھ بہبود کی — رنج و طاقت کیون قبول انکو رہی

اولیا اس راز کے واقف ہین میان — اسلئے کرتے ریاضت ای فلان

سالکان اپنے بقا کے واسطے | دائما تن کون ریاضت مین رکھے
گر عوض اپنا نہ دیکھے وہ کرام | کیون کئے راحت کون اپنے پر حرام
سبے عِوض دُنیا خُدا کا کام ہے | یا ولی جو فیض اُسکا عام ہے
یک سلام سبے غرض دیکھا کہین | جو نہین آخر کون پکڑا آستین
تن موا تیرا ریاضت مین اگر | زِندۂ جاوید ہو جان باخبر
یون کہے موسیٰ ہے دنیا جاے مرگ | آخرت کا جلد کرلے ساز و برگ
یہہ جہان فانی نہین جاے معاش | آخرت باقی ہے کر اُسکی تلاش
جِسم یا اموال ضایع ہو اگر | سود اُس مین جان کا ہے بیشتر
پس رِیاضت کون بجان کرلے قبول | تن کون رکھہ خدمت مین تا ہو جان حصول
جب دِیا حق یہہ ریاضت شکر کر | بوجھہ حق کی ہے عِبادت سر بسر

جواب حمزہ رض اللہ کا خلایق کو

یون کہے حمزہ کہ مین جب تھا جوان | موت سمجھا تھا فناے جاوِدان
کِسطرح کوئی موت کی رغبت کرے | از دہا کے مُنہہ مین کیون جاکر مرے
لیکن اب نورِ محمد کے طفیل | عالم فانی کون مین بوجھا ہون کھیل
بسکہ یہہ دُنیا ہے فانی ہے خراب | موت مین حاصِل ہے مُجھکو فتحِ باب

جب جو اس سے آدمی فانی ہوا — تب نظر آتا ہے لشکر شاہ کا

خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب — لشکر نور خدا ہے بے حساب

موت کو جو کوسے سمجھا تہلکہ — حال اُسکا موت سے ہووے تبہ

موت ہے جسکی نظر مین فتحیاب — ہے اُسے مرنے طرف رغبت شتاب

موت ہر یک کی اُسکے طور ہو — دوست کو ہے دوست دشمن کو عدو

ترک سے آئینہ خوش رنگی لیا — آئینہ کالا ہے جب زنگی لیا

نور دین جب لک تجھے آوے نہ مات — نفس کی آتش سے نا پاوے نجات

خلق سب یکسان پھرین بازار مین — لیک یک خوش یک غم و آزار مین

موت سے بھی گرچہ مرتے ایکسان — لیک بعضے غم مین بعضے شادمان

انبیا کو تنگ ہے بس یہہ جہان — لامکان مین انبیا ہین شادمان

اہل دُنیا پاس ہے اُسکو وقار — ظاہر اُسکا خوب باطن سخت خوار

ظاہرا خوشتر و لیکن تنگ ہے — خندہ اُسکا گریہ عزت ننگ ہے

تن اگرچہ موت سے کھاتا ہے پیچ — جان کو ہر دم نکلنے پر بسیچ

حاملہ کو درد زہ سے تاب ہے — طفل کو شادی ہے فتح الباب ہے

ایک دوسریکے علم سے بیشتر — بے خبر ہووین وہ لے صاحب نظر

حال تیرا تو نہین پہچانتا | تجھ سے بہتر صاحبِ دل جانتا

تن سے تھی غفلت ہوا جب روح تن | اُسکو سب روشن ہوا علم لدن

جب زمین نکلی فلک کے جوف سے | پھر تجھے شاید نہ شب باقی رہے

سب گرانی اور کسل ہی تنکے سات | تن گیا پر جان ہی روشن صفات

تن سے جب باہر ہوا جانِ بشر | علتین ساری گئین اُسسے گذر

پھر تو وہ اُڑتا ہی مثلِ آفتاب | مقصدِ اعلیٰ طرف ہوے حجاب

جان سے ہی عقل باادراک تر | روح کب اُسکو ہو منظورِ نظر

عقل مین کرتا وسلے تاثیر جان | عقل کرتی اُسسے تدبیرین عیان

ماہیانِ قعرِ دریاے جلال | حق سکھایا اُنکو ہی سحرِ حلال

تاب سے اُنکے ہی ممکن ہر محال | نحس اُنکے پاس ہووے نیک فال

کیا خبر ہی تجھکو اُنکے حال سے | کیا سمجھتا اُنکو بے امثال کے

کاملان جانینگے اُن اسرار کو | حال اُنکا کاملون سے پوچھ تو

کیون کہ ماہیات اسرارِ نہان | ہین نظر مین کاملونکے خود عیان

لیک ماہیات اوصافِ کمال | کوئی نہ جانا غیر آثار و مثال

طفل کب لذت وطی کی جانتا | پس مثال اسکی اُسسے حلوا بہ

اگرچہ ماہیات ذوق اور جماع | غیر ماہیات حلوائی متاع
لنک لڑکون کو بتایا یہہ نظیر | عاقلون کے پاس ہی بس ناگزیر
بھید حق کا اور حق کی ذات کا | آدمی کے فہم سے نین ہی جدا
محرمو نسے حق کے جب ذات وصفات | نین ہی مخفی دوسری ہو کون بات

جمع اور توفیق درمیان نفی اور اثبات کے

جب ہوا بندہ فنا باقی ہی حق | نفی اور اثبات کا ہی یہہ سبق
مارمیت اذرمیت حق کہا | نفی اور اثبات کو ثابت کیا
یعنی جب تو تیر مارا تو نتھی | کیون کہ یہہ قوت تجھے حق سے ملی
تو فنا موجود تھا سو آپ رب | تو نتھا باقی مگر حق کے سبب

مسئلہ فنا اور بقائے درویش کا

پس کہا قابل ہہین جگ مین فقیر | در ہوا تو ہی وہی روشن ضمیر
ذات سے اپنے فنا باقی بہ حق | وصف اُسکا محو وصفِ ما سبق
شمع جیسا محو پیش آفتاب | نیست ہی پر ہست ہی اندر حساب
ہست اس روسے کہ تاگے کو جلاے | نیست اِس روسے کہ پرتو کچھہ نہ لاے
روشنی اُسکی فنائے ذات ہی | اِسکے شعلے کو بقا اِثبات ہی

گرچہ سو من شہد مین سر کا ملا ‏ ‏ ‏ ایک تولہ اُس مین فانی ہو گیا

چاکھنے سے کچھ نہین محسوس ہو ‏ ‏ ‏ ایک تولہ ہی سرس گر تول لیئو

یہہ قیاس ناقصان ہی ای امیر ‏ ‏ ‏ اسے بہتر کچھ نہین دوسری نظیر

انکھہ لرکون کی رہین آخور پر ‏ ‏ ‏ عقل ہی تو آخرت مین فکر کر

موت کے دن کے لئے تو مرا بھی ‏ ‏ ‏ تا تو ہو زندہ بعیشِ سرمدی

عاشقان تو دمبدم دیتے ہین جان ‏ ‏ ‏ انکو مرنا ہی حیاتِ جاودان

ان کو دو سو جان بخشا ہی خدا ‏ ‏ ‏ وہ سبھی ہر دم مین کرتے ہین فدا

ایک کو پھر دس عوض دیتے ہیا ‏ ‏ ‏ سن نبی سے عشرة امثالہا

نا جوان مردونکی تو مت سن حدیث ‏ ‏ ‏ عشق کو لب جانتے ہین وہ خبیث

نا جوان مردونکے تو ہمرہ نجا ‏ ‏ ‏ گر گیا تو آخرش پچتائیگا

وقت محنت کے تجھے دیونگے چھوڑ ‏ ‏ ‏ لاف کی باتون سے انکے دل نچوڑ

نفس و شیطان ہر دو باہم خویش ہین ‏ ‏ ‏ ہر دو تیرے سخت بداندیش ہین

مال و تن بھی برف سے بہجانیگے ‏ ‏ ‏ خوب ہی جو واقف رہ حق رہے

رنج غربت کا نہین دیکھا اگر ‏ ‏ ‏ شہر سے خوشبونکا پاوے کیون ثمر

حکایت بر سبیل تمثیل کے جو مومن بلا سے

بھاگنا جیسا کہ دانہ چنی کا کلانے سے

جبکہ چنی دیگ مین دیتے ہین جوش
وہ اچھلتی اور کرتی ہی خروش

مارتی کفگیر کد بانو اُسے
تاکہ نا اچھلے وہ آتش مین گلے

یہہ گلانا کچھ عداوت سے تو نہین
بلکہ تا دے ذائقہ کھانیکے تئین

بلکہ ہو مجبوب طبع و قوت جان
ذلت و خواری نہین یہہ امتحان

باغ اک مدت تلک سرسبز تھا
تھا عوض آتش کا جو پانی پیا

اس لئے سابق ہی رحمت قہر پر
تاکہ نقد زندگی پاوے بشر

ہی تقاضا باز حق ہی قہر کا
تاکرے ایثار وہ نقد بقا

جب کیا نقد وجود اپنا نثار
پھر بقاے دائمی دے کردگار

قہر کے آگے سر اپنا کر فدا
مثل اسمعیلؑ حلق اپنا کٹا

یہہ کٹانا وہ نہین جو تو مرے
بلکہ مرنے اور کٹنے سے بچے

لیک مقصود ازل تسلیم جان
ہی خدا کو سونپ دو اے ہوشمان

ہستی حیوان ہی مرگ نبات
سچ کہے ہین اُقتلونی یا ثقات

زندگی ہمکو ملی بعد از ممات
راست بولے ان فی قتلی حیات

جب تو محنت سے دل اپنا خون کیا
محنتین یکبار سب طی کر دیا

خوب فرمایا حکیم غزنوی
گر نہ سمجھین کیا عجب اہل ضلال
نور سے خورشید کے اے باشعور
ظاہرا قرآن نہ دیکھہ اے اہل دل
ظاہرا قرآن ہے تن کے مثال
دیکھنا باطن کا مشکل کام ہے
مرد کو تو سو سال اسکے خال و عم
آدمی ہے جون عصائے موسوی
ظاہرا ایک چوب لیکن ذات مین
دور سے دیکھے تو یک چیز سیاہ
گرد اسکے چشم کو دیوے جلا

عاقلون کو یہہ مثال معنوی
معنی قرآن سے غیر از قیل و قال
غیر گرمی کیا سمجھے چشم کور
دیو آدم کو نہ جانا غیر گل
باطن اسکا مثل جان نور جلال
باطن اسکا شیر خون آشام ہے
حال باطن کا نجاسے فی یک قلم
جیون دم عیسیٰ ہے اصل آدمی
یک جہان لقمہ کرے یکبات مین
یک قدم پیش آنگہہ کر فوج شاہ
آدمی مارے پہارون کو اوٹھا

جواب طعنہ مارنیوالے کا اوپر مثنوی شریف کے

ای شقی طعنہ نکر قرآن پر
مین لیا قرآن سے اسکا مغز جان
استخوان لائق ہے دنیادار کو

مثل کتے اسپہ تو بھونکا نکر
آگے کتونکے دیا ڈال استخوان
طالب حق ڈھونڈ تا اسرار کو

مارتا قہر آن نعرہ تا حشر — ای گروہِ جاہلانِ بے بصر

یہہ نہین وہ شیر جو تو جان بچای — یا کہ اسکے قہر سے ایمان بچای

جہل سے کہتے تھے افسانہ مجھے — کافری سے مجھہ پہ تم طعنہ کئے

خود تمھین افسانہ ہو گئے باتمین — جا پڑے دوزخ کے تم درکا تمین

مین کلامِ حق ہون قائم حق کے سات — قوتِ جان جان دیا قوت نکات

نور ہون خورشید ذاتِ پاک کا — پھر نہین خورشید سے ہرگز جدا

مین ہون وہ سرچشمۂ آبحیات — عاشقونکو موت سے بخشون نجات

تفسیر آیت واجلب علیہم بخیلک ورجلک

جب کہ تو کرتا ہی عظمِ دین درست — ہانک تجھہ پر مارتا شیطان سست

یعنی ای نادان نکر یہہ پیروی — تجھہ کو درویشی ملادیگی ابھی

بے نوا ہوویگا اور یارونسے دور — خوار ہوگا اور پشیمان بالغرور

تو سن اِس دیو سے لعین کا یہہ ندا — چھوڑ دین کو گمرہی مین بھاگتا

بولتا مہلت ہی مجھکو پیش پا — دین کے رستے طرف کل جاونگا

جو طرف جب دیکھتا تھی ہین خلق — پھر تجھے ہوتا ہی دیندار مین قلق

پھر تو کرتا دین اپنا استوار — خوف سے مرنے کے ہو کر بیقرار

پھر تجھے شیطان کہتا مکر سے
پھر تو گھبرا کر بکرتا ہے گریز

سالہا اُس بانگ کا ہے تو اسیر
ہیبتِ آوازِ شیطان خلق کو

نور سے مایوس ایسا اُنکا جان
ہیبت اِس ملعون کی گریون رہے

لیکن اُس ہیبت سے تو ہے بیخبر
باز سے ڈرتا رہے کبکِ نجیب

باز مکھی کو نہین کرتا شکار
دیو مکڑی تو ہے مکھی سے بتر

بانگ دیوان اشقیا پر ہے امیر
دلمین تیرے مہر حق کی ہے اگر

دو طرف سے مہر اُلفت چاہیئے
ہے فلک گردون زمین پر آسیاس

یہہ زمین بھی اُسکی کدبانو بنی
کیون ہوا بے باک تیغ فقر سے

بھول یکسر دین و دانش کی تمیز
سر بسر شیطان کا فرمان پذیر

کر دِیا عاجِز دیا کر خلق کو
گور مین جیسا ہے جانِ کافران

ہیبتِ بانگ خدائی کیون رہے
تجھہ پہ ہے دیو دنی کا کر و فر

مکھیونکو کب ہے یہہ ہیبت نصیب
بلکہ مکڑی اُسکو لیجاتی ہے مار

کر و فر اُسکا ہے تجھہ پر منحصر
بانگِ رحمٰن اولیا کا دستگیر

مہربان تجھپر خدا ہے اے اسیر
کسطرح یک ہاتھہ سے تالی بجے

جسطرح مادہ پہ نر کرتا ہے آس
تو تو اِتنے مرد و زن جلمین جنی

حق دیا ہی مرد و زن مین اتحاد
مرغ ہین چارون عناصر بستہ پا
پاؤن اُنکے جب کھلین از ہم دگر
بے مُرادی سے تجھے جنّت ملے
قُرب حق چلتا نہین بالا و زیر
نیستی مین گنج ہی اللہ کا
تو خودی کو چھوڑ تا پاوے بہشت

تو ہی باقی عالم کون و فساد
مرگ و بیماری ہی اُنکی پاکشا
مُرغ ہر عنصر گیا پرواز کر
حفت الجنّۃ سے یہہ مقصود لے
قُرب حق ہی ترک ہستی ای دلیر
تو خودی مین مست اُسے کیا جانتا
بے مُرادی اُسکی ہی سب کار و کشت

تبسّم کرنا سرورِ عالم صلعم کا اوپر اسیرون کے اور فرمانا یہہ حدیث
عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ یُجَرُّوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ
عجب کردم از قومیکہ کشیدہ میشوند بسوے جنت باطوق و زنجیر

لشکرِ اسلام پایا تھا ظفر
اُنکو لیجانے لگے جب کر اسیر
سرورِ پیغمبران بحرِ صفا
مُسکرانا دیکھہ اُنکا یہ کہا
پیستا غصّے سے ہر یک اپنے دانت

بند مین کفّار پکڑے کئی نفر
وے کیا کرتے تھے فریاد و نفیر
دیکھہ اُنکو مُسکرائے مصطفیٰ
تھا ہر یک غصّے سے طعنہ مارتا
زیر لب کرتے تھے طعنے بھانت بھانت

پھر نہین طاقت کہ مارے ایکدم
سو ہزار انکار سے چلتے تھے راہ
پس رسول اُس رازکو معلوم کر
تم کو مین ہنگام ذرّاتِ الست
جنگ مین اُسکے لئے کرتا نتھا
یہہ جہان مُردار ہی اوٗر جیفہ سب
مین صفونکو اِس لئے کرتا ہون چاک
جاہلی سے مِثل پروانے کے تم
بیشتر ہین مومنانِ ذو فنون
پھر نہین یہہ بات نقصِ عقل سے
بدگمانی سے وے لے کر احتیاط
مومنون کی مخلصی کے واسطے
مین بچاتا تمکو دونو ہاتھہ سے
مانگتے ہو تم جہنم مین شرف
یہہ تمھارا دیکھہ کر حالِ عجیب

کیونکہ تھے زنجیر مین سر تا قدم
تیز تیز حضرت طرف کرتے نگاہ
اُس تبسّم کی دِسے اُنکو خبر
بند مین دیکھا ہون سرگردان و پست
تا کرون تسخیر یہہ دارِ فنا
کیون رکھون مُردار دُنیا کی طلب
تا نہو تم کفر مین پڑ کر ہلاک
مستعِد ہو آگ مین جلنیکو تم
اہل جنّت اِس خصومت مین زبون
یا بحکم بد ولی اوٗر کیش کے
دین کی چاہین سراسر احتیاط
کافِرونکو چھوڑنا واجِب سے کہے
آتشِ دوزخ سے اوٗر درکاتسے
مین چلا لے کھینچ جنّت کی طرف
مین ہنسا ای مردمانِ خوش نصیب

ہر مقلد کا یہی احوال ہے — راہ میں دین کے جو نیکو فال ہے
کھینچ لیجاتے ہیں اسکو حق طرف — دست بستہ خالقِ مطلق طرف
قید ہو ہر یک بطوقِ ابتلا — راہ چلتے ہیں طفیلِ اولیا
جہد کر اس راہ میں ای نیکنام — دل سے اِن حضرتکا تو ہو غلام
ہر محبت حق بہ اُمید و بہ بیم — راہ سے تقلید کے پاوے نعیم
وہ محبِ حق کہاں حق کے لئے — پاک ہو جو علّت واعراض سے
بے غرض یا با غرض جب ہو طلب — اپنے جانب کھینچتا ہے اُسکو رب
جب کہ دونوں کو طلب ہے یار کی — مہربانی کم نہو دِلدار کی
میل عاشق شُہرۂ عالم رہے — میل معشوقان ہے مخفی خلق سے
تجھکو ای مُشتاق بس ہے آرزو — خوب ہے گر عشق میں مرجا تُو
دوست ہے وہ جو کہے ای کردگار — میں ہوں بندہ تو مِرا پروردگار

داد چاہنا مچھر کا ظلم سے ہوا کے نزدیک سلیمان عم کے

باغ سے مچھر سُلیمان پاس جا — یوں ہوا کے ظلم سے نالش کیا
ہیں تُمھارے عدل سے ای بادشاہ — مرغ سے ماہی تلک اندر پناہ
ہم ہوا کے ہاتھ سے سارے غریب — سیر سے گلزار کے ہیں بے نصیب

اسکو یون فرماے شاہِ باشعور — خصم بھی تیرا یہان آتا ضرور

مدعی تنہا اگر دعوی کرے — بے حضورِ خصم فیصل نا کرے

پس کہے بادِ صبا کو ای صبا — مدعی کا دے جواب اب جلد آ

باد بھی سُنتے ہی آیا تیز تیز — دیکھہ اُسے مچھر لیا راہِ گریز

پس کہا جب باد آوے روبرو — زندگی باقی نہین میری کبھو

ہو بہو الٹا ہی تیرا ماجرا — جب خدا آیا تو بندہ لا ہوا

وصل گرچہ ہی بقا اندر بقا — پھر ہی اوّل یہہ بقا اندر فنا

روبروِ حق کے فنا ہی کائنات — پھر بقا اندر فنا نادر ہی بات

فہم اُس گرداب مین حیران رہا — جب قلم آیا یہان سر کٹ گیا

کردیا آدم کو فضلِ حق فضول — اِس فضولی مین ظلوم آیا جہول

جاہلی سے وہ کیا مشکل شکار — شیر کو خرگوش پکڑا ایکبار

شیر کی صولت اگر وہ جانتا — کب شکار اپنا اُسے پہچانتا

ظالم وہ جو ظلم اپنے پر کیا — ظلم اُسکا عدل پر سبقت لیا

جہل اُسکا علم کو استاد ہی — ظلم اُسکا عدل کو ارشاد ہی

جان نامحرم نہ دیکھین دوست کو — غیر اِس جانکے جو چھوڑا اوسنے کو

ای سرافیل قیامت گاہ عشق
ہی تو عشقِ عشق ای دلخواہ عشق

اوّلین خلعت جو دیگا تو مجھے
مانگتا ہون یہہ کہ سُن نالے مرے

حال میرا اگر ہی بہتر جانتا
پر قبول اِتنا تو میرا مدّعا

دو جہان کو عشق سے بیگانگی
عشق مین ہفتا دو دو دیوانگی

چھوڑ ہفتا دو دو ملّتِ عشق سے
بادشاہان خاک پا ہین عشق کے

عاشقون کو بادۂ تحقیق ہی
عشق پنہان ساقیِ صدّیق ہی

بندۂ حق حق کے ہی سایہ تلے
طالبِ حق کو مقرّر حق ملے

جب کسی در پر گیا با اِعتقاد
عاقبت اُس در سے پاوے تو مُراد

چوتھا دفتر مثنوی شریف کا

ای حسامُ الدین ترا فیضِ نظر
مثنوی کو کر دیا رشکِ قمر

مثنوی کو رشتۂ اُلفت مین بند
لے چلا ہی تو جدھر تجھکو پسند

لے ہی جا اِس کاروان کو تا بحج
ای امیر الصبر مفتاحُ الفرج

حج طوافِ خانۂ پروردگار
حج ربُّ البیت مردونکا شعار

حج فقط ہی سیرِ حق کے دار کا
دیکھنا کچھ اور ہی اُس یار کا

جب تجھے دولت ملی دیدار کی
پھر کہان پروا در و دیوار کی

سو گلہ بندے کو ہی حق کے حضور
جبکہ ہو تا راحت و عشرت سے دور

حق اُسے کہتا کہ سب رنج و بلا
عاقبت مطلوب کو پہنچا ئیگا

اصل میں تیری دوا ہی ہر عدو
اُسکو صادق دوست اپنا جان تو

کیونکہ تو لاچار ہو دشمن کے ہاتھ
التجا لاتا ہی اپنے ربکے ساتھ

دوست تیرے سب یقین ہینگے عدو
کیونکہ رکھے دور حق سے دوستکو

جو بلا حق سے کرے تجھ پر نزول
ہی تیری تدبیر اُسمیں ای ملول

سوال ایک مرد کا حضرت عیسی اعم سے

کوئی عیسی سے کہا ای رہنما
سخت تر دنیا میں ہی مشکل سو کیا

وہ کہے خشم خدا ای محتشم
جس سے دوزخ کا پتا جیسا کہ ہم

پس کہا اُس خشم کو کیا ہی پناہ
وہ کہے ترکِ غضب ای مرد راہ

جز مقامِ راستی مت لے قرار
چشم روشن چاہیئے ای مرد کار

چشم دو روشن اگر تجھکو ملے
یہہ تجھے بہتر ہی سو ماباپ سے

خاص چشم دل ترا ای راہ بین
یہہ دو چشم حس ہیں جسکے خوشہ چین

بیان ان المومنین اخوۃ کا

مومنان ہیں جان واحد ای حکیم
ایک پتا انکا سمجھ سے تو قدیم

مؤمنان معدود لیک ایمان ایک
کاؤخر کا فہم و عقل اور جان جُدا
پھر بغیر عقل و جانِ آدمی
جان حیوانی نہیں ہی متحد
یک اگر کھایا تو ہو دوسرا نہ سیر
یک مُوا تو دوسرا شادی کرے
جان حیوانون کا ہر یک دوسرا
ظاہرا ہر یک جُدا جیونکے سات
جسطرح دیکھیں ہیں نورِ آفتاب
لیک وہ سب نور یک ہی ای جوان
جب کہ یہہ جثّے فنا ہو جاسینگے
اُس جگہہ اشکال ہی اور قیل و قال
فرق بیحد ہی میان جسمِ شتر
لیک تو وقتِ مثال ای خوش نظر
وہ دلیہ آخر مثال شتر تہا

گرچہ ہیں ابدان جُدے پر جان ایک
فہم و عقل و جانِ انسانکے جُدا
آدمی کا دِل ہی یہہ جان دوسری
وہ جدا ہر ہر کو ہی مثلِ جسد
یک اگر نامرد ہی دوسرا دلیر
ایک کھاوے زخم دوسرا نا مرے
متحد ہی جان شیرانِ خُدا
لیک سب واحد ہی ازروی ذات
بیچ ہر گھر کے جُدا اندر حساب
جب کہ دیواریں نہوویں درمیان
نفس واحد مؤمنو نظر آئینگے
یہہ نہیں ہی مثل لیکن ہی مثال
تا بجسمِ آدمی زادہ دلیر
فکر اپنی اُسکی جان بازی پہ کر
گرچہ جثّے میں تفاوت ہی برا

یہہ مثال ازروی لاچاری دیا
رات کوں ہر گھر میں روشن ہی چراغ
وہ چراغ یہہ تن ہی اُسکا نور جان
بے فتیل و تیل اُسکوں نیں بقا
پھر فنا میں سب حواس انسانکے
جان بے حد اور ہمارا نور حس
لیک مانند نجوم و ماہتاب
جو جوان مردان کہ دُنیا سے گئے
ہی صفاتِ حق میں ان سبکی صفات
شاہدی قُرآن سے سُن ای زبون
روح محجوبان رہے اندر عذاب
اُس چراغ حس حیوانسے یقین
روح اپنا ای گرفتار ہوا
کیونکہ نورِ انبیا ہی آفتاب
انکی مرتا انکی رہتا تھا بروز

کیونکہ عالم میں نہیں کچھہ دوسرا
ایک کوں دوسرے سے ہی نینک فراغ
بے فتیل و تیل روشن ہوں کہان
یہہ فتیل و تیل ہی آخر فنا
کیونکہ روزِ حشر باقی نار ہے
میں فنا بالکل مثالِ خار و خس
محو ہیں سارے جب آیا آفتاب
میں فنا لیکن صفت میں گم رہے
محو جیون تارے ہوئے سورج کے سات
حق کہا انکو لدینا محضرون
واصلون کی روح خالق کی جناب
لیک پیا ہرگز نہوں ای مرددین
انبیاکی روح سے لیجا ملا
ہی ہمارا نور حس شمع و شہاب
ایک پژمردہ ہی دوسرا دل افروز

جان حیوانی کو چارے سے حیات — اور ہی ہر طور سے اسکو ممات

جان حیوانی کا بوجھو یہہ مثال — جان ربانی ہی بیشک بے زوال

اور جب شب کو نکلتا ماہتاب — گھر بگھر ہی نور کا اسکے حساب

سب گھرونکے نور کو تو ایک جان — جو جدا سو جہا سمجھے ہر ہر مکان

جب رہے خورشید تابان فلک — نور کا ہر گھر مین ہی اسکے جھلک

پھر کہ جب خورشید جان پاوے غروب — نور ہر ہر جان کا جاویگا ڈوب

یہہ مثالِ نور نا مثل ای حسن — رہنما تیرا عدو کا راہ زن

وسوسے سے نفس کے وہ زشت خو — تو نہو کرتا ہی پردے عقل کو

پردہاے شک سے وہ یکبارگا — دیدۂ ادراک اپنا کھو دیا

نفس کی ہرگز نکر تو پیروی — عقل و دین کو پیشوا کر ای غوی

حق کہا جنت کے سب دیوار و در — بلکہ ہر ہر جھاڑ کے برگ و ثمر

آگہی رکھتے ہین اور جان وار ہین — جنتی لوگون سے ہم گفتار ہین

اینٹ پتھرون سے نہین جنت بنا — بلکہ ہی اعمال و نیت کی بنا

جب قدم کا نور ہو کس پر عیان — بو علی نا کر سکے اُسکا بیان

حکما آدمی کو عالم صغیر اور عرفا عالم کبیر کہتے ہین

حکمتِ ظاہر سے جو بہرہ لیا
آدمی کو عالمِ اصغر کہا

لیکن اُسکو عارفانِ کاملان
عالمِ اکبر سے دیتے ہین نشان

پس بظاہر عالمِ اصغر ہے تو
پس بمعنیٰ عالمِ اکبر ہے تو

ظاہراً ڈالی سے پھل پیدا ہُوا
باطناً پھل اصل ہے اُس شاخ کا

اِس لئے فرمائے حضرت مُصطفیٰ
سب میرے پیچھے رہینگے انبیا

اوّل و آخر کہے مین سبکے ہون
رمزِ نحن آخرون السابقون

ظاہرا ہون گرچہ آدم کا ولد
لیک باطن مین ہون جانو جد کا جد

سجدہ آدم کو کئے میرے لئے
چرخ پر میرے سبب آدم گئے

پس حقیقت مین ہوئے مجھسے پدر
جسطرح مینوے سے ہے پیدا شجر

فکرِ اوّل بعد اُسکے ہے عمل
خاص وہ جو فکر ہے فکرِ ازل

الغرض یک آن مین سات آسمان
فکر کا جاتا پھر آتا کاروان

ہے درازو کوتہی بھی جسم کو
پاس حقکے کچھ نہین یہہ بوجھہ تو

گرچہ ہو تو شیر لیکن بے دلیل
جب گیا اِس راہ مین ہوگا ذلیل

ہان بجا تنہا مگر ہمراہ پیر
تا طریقت مین ہو تیرا دستگیر

اختران کو پوجتے ہین گمرہان
پوج اُسکو جو بنایا اختران

نالۂ سُرنا و آوازِ دُہل
کیا بتاوے لذتِ عشقِ ازل

فلسفہ کہتے کہ یہہ آواز ہا
گردشِ افلاک سے ہمنے لیا

بانگ دورِ چرخ ہی یہہ سب جو خلق
باجتے آلات سے گاتے بحلق

مؤمنان کہتے کہ آثارِ بہشت
کردئے ہین خوب ہر آوازِ زشت

ہم تمام آدم کے اجزا ہین یقین
راگ سب جنّت مین سُنکر آئے ہین

گرچہ اِس عالم مین ہمکو شک پڑا
پھر بھی کُچھ یک یاد آیا ماجرا

لیک جب ہم تن کی غفلت مین رہے
زیر و بم کُچھ وجد و حالت مین دِئے

پس غذائے عاشقان ہی وہ سماع
جس سے پیدا ہو خیالِ اجتماع

ہو خیالاتِ دِل اُس سے تیز تر
جلوۂ معشوق ہو زیرِ نظر

جو ہُوا اِلتشنہ سو اُسکا کام کیا
خوض کے اطراف پھر نکلے سِوا

ای حسام الدین امیرِ معنوی
مثنوی سے ہی غرض میری ہی

مثنوی کیا ابتدا کیا انتہا
تُجھ سے ہی جب تو قبول اُسکو کیا

اِلتجا تُجھ سے ہی اِستمداد بھی
اِعتمادِ شفقت و اسعاد بھی

تو نہال اُسکا لگایا لُطف سے
تو کیا آغاز تو انجام دے

مقصد اُن لُطفون سے تیرا راز ہی
نظر سے مطلب تیرا آواز ہی

ہی تیری آواز آوازِ خدا — عاشق و معشوق حاشا ہون جدا

بولتا ہون گرچہ اب لاحول مین — لیکن اپنی بات پر ہرگز نہین

بلکہ اُس مُنکر کے ہی وسواس پر — جو کہ اندیشے مین ہی زیر و زبر

ہی گمان اُسکو میرے اشعار سے — دلمین سو وسواس اور انکار سے

تجھ کو میرے ضد مین ہی گر زور و شور — پس مجھے لاحول کہنا ہی ضرور

جب میرا کہنا تجھے دابا گلو — مین ہوا خاموش آگے بول تو

حکایت بر سبیل تمثیل

تھا برا اُستاد کوئی یک نی نواز — نی بجانے کے ہنر مین سرفراز

ناگہانی نی بجاتے وقت پر — باد مقعد سے کیا اُسکے گذر

کُون پر شہنائی رکھہ اُسنے کہا — گر تو مجھہ سے خوش بجا تا لے بجا

اُس شکایت گر کو بدخو تو نجان — بلکہ اُس بدگو کو بدخوئی پچھان

شیخ کا شکوہ سمجھہ حلمِ خدا — وہ نہین خشمِ خصومت با ہوا

یہہ شکایت ہی فقط اصلاحِ دین — جسطرح شکوہ کئے ہین مُرسلین

انبیا ہوتے ہین بدسے بُردبار — لیک بے حلمی ہی امرِ کردگار

جملہ ذرّاتِ زمین و آسمان — لشکرِ حق ہین بحکمِ امتحان

نقل یون کرتا ہی یک درویش مرد — طالبِ مولا اسیرِ سوز و درد

خواب مین مجھکو گروہِ خضریان — سبزہ پوش آئے نظر مین ناگہان

اُنسے مین پوچھا کہو رزقِ حلال — ہی کہان تا وہ نہو مجھ پر وبال

وہ مجھے بتلائے کوہستان کی راہ — اُسطرف جانے لگا ہر صبح گاہ

تھی غذا میری اُسی جنگل کے پھل — تیرگی جاتی رہی دل سے نکل

دوسرے نعمت کی ہرگز آرزو — پھر میرے خاطر پہ نین گذری کبھو

پاس تھے مدت سے میرے دو درم — جیب مین رکھے رہے مین ہر دو ہم

سر پہ لے ایک بوجھ لکڑیکا فقیر — روبرو جنگل سے آیا بس حقیر

مین کہا دلمین کہ ہی روزی مجھے — وہ درم اس خارکش کو دیجئے

تاکہ یک دو روز کھاوے یہہ غریب — بعدہٗ پھر اُسکے ہون جتنے نصیب

راز میرے دل کا تھا وہ جانتا — کیونکہ دل اُسکا مثالِ شمع تھا

روبرو اُسکے خیالاتِ ضمیر — تھا عیان شیشے سے جیون شمع منیر

کچھ نتھا پوشیدہ اُسکے روبرو — راز سب کا جانتا تھا موبمو

وہ لگا آہستہ کرنے کو عتاب — کچھ زبان سے فکر کا میرے جواب

گرچہ مین فہم اُس سخن کو نین کیا — لیکن اُسکا دل پہ میرے داب تھا

شیر سا ہیبت سے آتر دیکھ تر ‌ ‌ سر سے اپنے بوجھ اُتارا خاک پر

جب زمین پر لکڑیان اُسنے رکھا ‌ ‌ میرے ہفت اندام مین لرزہ پڑا

پس کہا درویش ای پروردگار ‌ ‌ لکڑیان ہو جائین سونا ایکبار

مین ترت دیکھا تو زر تھے سر بسر ‌ ‌ مثل آتش کے چمکتے خاک پر

پر کہا ای کردگار بے نیاز ‌ ‌ اہل دل مین چاہتے ہین برگ و ساز

پھر ہو الکڑی اُٹھا لیکر فقیر ‌ ‌ شہر کے جانب گیا مانند تیر

عزم تھا مجھکو کہ مین بھی جاؤن سات ‌ ‌ تا مجھے ہو جائے حلِ مشکلات

پر ہوئے دہشت سے میرے پانون بند ‌ ‌ عامیان خاصون سے کم ہون بہرہ مند

تو غنیمت جان اِس توفیق کو ‌ ‌ گر تو پایا صحبتِ صدیق کو

الصلوٰۃ ای زمرۂ اہلِ رشاد ‌ ‌ آج ہے حاصل کشاد اندر کشاد

طالبو دولت کے ادہر آؤ تم ‌ ‌ ہے فتوح اب فتح غیبی پاؤ تم

جو نہین طالب سو بارے وہ بھی آئے ‌ ‌ تا طلب کی یار کے توفیق پائے

مثل ادہم پشت دیا دولت کو مار ‌ ‌ تا تو ہو مُلکِ بقا کا شہریار

راگ حلال وہ ہے کہ جس سے خیال اجتماع و ذوق معشوق ہو

اصل دولت ترک حرص و آز ہے ‌ ‌ ناہی بانگِ نئے نا سازہے

پوجتے ہیں آفتاب اور ماہتاب
حق تیرا طبّاخ سورج کو کیا
راہ میں حق کے اگر سیدھا چلے
جب ستارا پوجنے سے تو بچا
مشرق اس خورشید کا ہی جان پاک
آفتاب آگے تجھے اُس نور کے
یک جھلک اُس کیمیائے نور کا
ہی عجب اکسیر جسکا یک جھلک
طُرفہ مینا کر کہ اُسکا یک عمل
کیا ستارے کیا جواہر ہا جان
چشم حسّی ہی زبون آفتاب
آفتاب اُس آنکھ سے ہووے زبون
آفتاب اُس آنکھ سے ہووے خجل
مال دُنیا دام دُنیا دار ہی
اَی اسیرِ دام دُنیا سے دنی

عاقبت کرتے ہیں کیون اپنی خراب
احمقی ہووے جو بولے وہ خدا
پوجنے سے تو ستارونکے بچے
آفتابِ نیم شب کو پایگا
رات دِن ہی نور اِسکا تاب ناک
ایک ذرہ سے بھی کچھ کم تر دکھے
اِسقدر روزن سے جگ روشن کیا
کر دیا ظلمت کو خورشیدِ فلک
اِسقدر بخشا خواص اندر زحل
سب اُسی انداز پر ہیں کامران
چشم ربّانی سے ہو تو کامیاب
نور سے ہی نار جیسا سرنگون
جب نظر کھولے خداوندانِ دل
مُلک عُقبیٰ مطلبِ ابرار ہی
نام اپنا تو کیا شاہ و غنی

بادشاہی ریش پر تیری تجھے
ہی نہین کیونکر تجھے شاہی سجے

چاہتا ہی تو نہو داڑھی سفید
وہ پکی جاتی ہی برعکس امید

پس تجھے داڑھی سے شرمانا ضرور
مت رکھہ آگے بادشاہی کا غرور

ہی وہی ایک بادشاہِ بے زوال
جسکو چاہے دے اسکو ملک و مال

لیک جسکو ذوق سجدے کا ملا
وہ نہین کچھہ ملک و دولت مانگتا

بلکہ روتا ہی کہ ای پروردگار
ملک سجدہ کر مرے پر برقرار

اس جہانکی خسروان سست دین
بندگی کے ذوق سے واقف نہین

ورنہ ابراہیم ادہم سے کے مثال
خاک مین پامال کرتے ملک و مال

مہر حق ہی انکے چشم و گوش پر
تار سے ہی آباد یہہ دنیا مگر

کر دیا مرغوب انکو تخت و تاج
جون شکر شیرین کیا انپر خراج

گنج قارون سا کیا کر جمع زر
آخر اسکو چھوڑ کرنا ہی سفر

دل یہ مال و زر سے تو مت داغ لے
مال دیکر سرمۂ مازاغ لے

یہہ جہان یک غار ہی تاریک و تنگ
چھوڑ مثل یوسف اسکو بیدرنگ

جب تو اس غار سے باہر آیگا
بانگ یا بشریٰ خدا سے پایگا

حکایت اس درویشکی جو دعا سے لکڑیان سونا کیا

بلکہ ہر ہر جزو اِس تن کا ترے
جان تیرا ہی ترا دُشمن قوی
گرچہ اب رکھتے ہین تیرے سے وفاق
چشم کو کہدے اگر پروردِگار
دانت کو بولے اگر یزدانِ پاک
جب خُدا ہر جُزو کُل کا جان جان
لشکرِ دیو پری خود چھوڑ دے
تو تیرے جھگڑ مین سرگردان ہی ہا
مُرغ تو ہی صید تو ہی دام تو
ہووے جو ہر وہ جو قائم ہو بذات
خانۂ شہوت یہہ ہی عالم تمام
لیکن ہین مومن تو شہوت پر امیر
قلب ہین کافِر و مومن صاف زر
قلب کالا ہو گیا کھوٹا ہُوا
مِثلِ بُتخانے کے ہی دُنیاے دون

حُکم حق سے دُشمنی تیری کرے
ہی تیرا دربان تیرا مُدّعی
وقت پر ظاہِر کرین اپنا نفاق
درد سے برلاننگے تیرا دمار
درد سے دندان کرے تجھکو ہلاک
جان جان سے دُشمنی آسان کہان
دُشمنِ جان سوز ہین اعضا تیرے
غیر کی تُجھکو کہان پہچان ہی
صدر تو ہی فرش تو ہی بام تو
ہی نمایش عرض کو جوہر کے ساتھ
مومن و کافِر کا ہی اِس مین مقام
ہین سراسر کافران اُسکے اسیر
جب گئے بوتے مین سیئے دونو نفر
زرِ خالِص آگ مین رخشان رہا
مردِ دُنیا دار اِس مین سرنگون

احمد و بو جہل بتخانے مین گئے
وان گئے سجدہ کئے انکو بتان
روبرو تصویر سنگ و چوبکے
ساجد و مسجود ہر دو بے خبر
حق کے خاطر جو کیا اپنے سے جنگ
نور اسکا تیرگی کرتا ہے دور
نور حق کسکو نہ چاہا زاد و بود
جو ہوا عیسیٰ سے زندہ پھر موا
جو سلیمان وسوسے سے ہو بری
دل ترا خاتم ہے اسکو کر جتن
لے گیا انگشتری شیطان اگر
عقل گر ہے تابع حرص و ہوا
بس وزیر ایسا ہو جس سلطانکو
وہ کرے شاہی مین اپنے دار و گیر
جسکو ہو دستور ہامان شقی

لیکن اس جانے مین انکے فرق ہے
یہہ کیا سجدہ بتون کو رایگان
احمقی سے احمقان سجدہ کئے
عقل کا ان مین نہین ذرہ اثر
رنگ و بو سے جانکو ہے اسکے ننگ
نور جان کو اسکے نہین ہرگز فتور
خلقت حق کو نہین کچھ تار و پود
پھر نہین مرتا جو حق کو جان دیا
تو ترا محکوم ہو جن و پری
دیو تا لیجاے نا با مکر و فن
جون سلیمان وہ کریگا گرد فر
ہے یقین وہ رہزن راہ خدا
دوزخی دو نو ہین بیشک بوجھہ تو
جسکے ہو ہمراہ آصف سا وزیر
ہر دو جیون فرعون و ہامان یہ دوزخی

ہی لیئمون کون شقاوت مین غلو　　اُن سے کر پرہیز تا مقدور تو

عقل جزوی کون وزیر اپنا نکر　　عقل کل کون کر وزیر ای خوش نظر

کچھ طلسم مکر و جادو یاد غل　　مین اثر کرتا ہی با اہلِ دول

جبر مین کب تک رہیگا پای بند　　بھول اپنا اختیار رای خود پسند

مثل اُس ابلیس کے ای زِشت خو　　حق سے تجھکو جنگ ہی اور گفتگو

سیکھ ادب تو باپ سے ای خوش نسیم　　ربنا بولے ظلمنا بیشتر

خاص کون یہ عشق جیون کشتی ہی جان　　اِس مین کم آفت خلاص اکثر پچھان

زیرکی کون بیچ لے حیرت کون مول　　زیرکی کون چھوڑ حیرانی قبول

نفس زیرک دیکھ کیون کنعان کون　　نوح کے طوفان مین ڈالا دبو

زیرکی دیتی ہی مغروری تجھے　　ابلہی لے تاکہ دِل ثابت رہے

ابلہی وہ مین جو ہی بے مغز و پوست　　ابلہی ایسی کہ ہو شیدای دوست

اِسطرف سے عقل تیری جای جب　　عقل عرفانی تجھے دیتا ہی رب

عقل کامِل خوش ہی تجھکو راہ بر　　تو تن اُسکا عقل ہی مانند سر

جو کہ بے سر کے ہلے گا دم ہی جان　　جُنبش اُسکی جنبشِ دم ہی پچھان

بدگُہر علم و ادب سیکھا اگر　　راہ زن کے ہاتھ ہی گویا تبر

جب

جب کے احمق دولت و منصب پہ آئین — عاقلان گوشے مین بس اپنا چھپائین

جب ہوا احمق رئیس و مالدار — سر بسر الٹا ہو اُسکا کاروبار

یا بخیلی سے ندے کسکو عطا — یا کرے نادان بے موقع سخا

مستحقون پر نکر ہرگز کرم — غیر استحقاق کو دینا درم

شاہ کو لاوے پیادو سکے مقام — قلبتانون کو کرے شادان مدام

راست باز اور مرد صالح ہون ذلیل — ہون مصاحب اسکے مکّار و محیل

پس تجھے ای بادشاہِ دادگر — چھیننا واجب ہی رہزن سے بتر

فرض ہی تمکو غزائے مؤمنان — تاکہ لیوین چھین مجنون سے سنان

تفسیر سورہ یا ایّہا المزمل کی

حُکمِ مزّمّل مین یون بولا خدا — مُصطفیٰ کملی سے اپنے باہر آ

باہر آ کمل سے ای سرِ روان — یہ جہان ہی جسم تو جانِ جہان

تو نہو پنہان بہ ننگ مُدّعی — ہاتھ مین رکھتا ہی تو شمعِ وحی

ہان قم اللیل تو ای شمعِ منیر — شمع کو جب جاگنا ہی ناگُزیر

گر نہو ظاہر ترا نورِ جمال — روز بھی ہو جائیگا شب کے مثال

گر نہو تیرا پناہِ ارجمند — تیر ہو خرگوش کے پھاندے مین بند

توہی نوحِ ثانوے ای مصطفیٰ
رہ شناس یک چاہیئے ای بحرِ نور
ڈیکھ اُٹھ یہہ کاروان حیران ہی
خضر تو اسوقت کا ہی دادرس
مثل روح اللہ کے تنہائی نکر
رو برو اِس جمع کے ای شمع دین
وقت خلوت یہہ نہین مجلس مین آ
بدر جب صدرِ فلک پر ہو روان
یہہ سگانِ شوم ای نیکو خصال
ننگ سے کُتّونکے تو پنہان نہو
لے گیا اندھے کو جو چالیس گام
لے چل اس دُنیا سے تو ای شہ سوار
کام ہادی کا یہی ای رہنما
ماتم اِس ایّام کا ہو تجھسے دور
لے چل آگے ای امامُ المرسلین

بس تو اِس دریامین اب کشتی چلا
خاصہ اِس دریامین رہبر ہی ضرور
ہر طرف یک غولِ کشتیبان ہی
ہر کسی مظلوم کا فریاد رس
جب کہ تو اسوقت کا ہی دادگر
ترک خلوت کر بتا راہِ یقین
ہی تو اِس اوجِ ہدایت کا ہما
کب سگونکے بھونکنے سے ہو نہان
بھونکتے ہی ڈیکھ کر بدرِ جمال
یہہ سگان گر ہین بحکم اخسئوا
حق کیا ہی اُسپہ دوزخ کو حرام
جوق اندھون کی قطار اندر قطار
ماتم آخر زمان تجھ سے مٹا
ذات سے تیری ہی عالم کو سرور
اِس خیال اندیشگانکو تا یقین

ہی تیرے جانب سے جس دلمین گرہ
جب تو اسرافیل ہی اِسوقت کا
جو قیامت کا کرے تجھ سے سوال
جو نہین ہی اہل اِن اذکار کا
جب جواب احمقان ہی خامشی

اُسکا مین کا تو نگا سر تو شادرہ
حشر کے آگے قیامت کر بتا
تو قیامت کر اُسے بتلا مثال
پس جواب احمق کا خاموشی ہُوا
کیا ضرور اتنی تجھے محنت کشی

تفسیر حدیث شریفکی ان اللہ تعالیٰ خلق الملائکۃ والبہائم وبنی آدم یعنے پیدا کیا اللہ تعالیٰ ملائک اور جانور اور بنی آدم کو

ہی حدیث اندر کہ عالم مین خدا
یک ملائک ہین سراپا عقل وجود
اُن کو نا شہوت ہی نا حرص وہوا
دوسرا فرقہ ہی دانش سے تہی
غیر دانے گھاس کے یہہ جانور
تیسرا ہی آدمی زادہ ولے
وصف حیوانی ہی مایل خاکپر
وہ دو قوم آدلگے ہین آرام مین

تین فرقے خلق کو پیدا کیا
وہ نہین کچھہ جانتے غیر از سجود
نور مطلق محو عشق کبریا
گھاس کھا پیدا کئے ہین فربہی
ہین شقاوت اور شرف سے بیخبر
یہہ بشر آدھے مَلک آدھے گدھے
وصف دوسرا لے اُڑے افلاک پر
یہہ بشر حیران اسپنے کام مین

یہہ بشر پھر کر ہوے ہین تین طور
یک جماعت محو مطلق ہو رہے
صورت آدم کی وسلے مثل ملک
اسقدر زہد و ریاضت مین ہین شاد
قسم دوسری مثل حیوانات کے
محض خشم و شہوتِ مطلق ہین وہ
حیلہ و مکر و دغا جو اُن سے ہو
سیکھتے یہہ قوم علم ہندسہ
علم حق کی راہ کا اور دین کا
جبکہ استعداد حیوان کو نہین
لیک یہہ انسان حیوانی صفت
جب کہ ہین انسانیت سے بے خبر
جس غذا سے عقل شیری تیزتر
اُنکو جانب شر کے لیجاتی ضرور
تیسرا جو قسم ہی انسانکا

صورتِ آدم وسلے سیرت مین اور
مثل عیسی اجا ملائک سے ملے
شہوت و حرصِ ہوا سے ہین الگ
تو کہے گویا نہین آدم نژاد
شہوت و حرص و ہوا مین گم رہے
خود گدھونکے ساتھہ جا ملحق ہین وہ
اور حیوانون سے نا ہووے کبھو
ہیئت و طب و نجوم و فلسفہ
پاس اُن کے معتبر کمتر ہوا
عذر حیوانی کا اُسکو ہی یقین
پڑکے شہوت مین گنوائے معرفت
جو غذا یہہ کھائین سو ہی مغز خر
وہ غذا دے عقل کو اُنکے ضرر
ہو زیادہ اُنمین حیانات و شرور
کش مکش مین رات و دن حیران رہا

یک صفت چاہے کہ جاوے عرش پر
یکطرف اسفل کے مایل مثل خر

چال عقل کی ساتھہ نفس کے مانند کشمکش
مجنون کے ہی ساتھہ ناقیکے اور میل مجنونکا طرف
لیلی کے اور میل ناقے کا طرف کرّہ کے

ایک دن مجنون نپٹ ہو بے قرار
جانب لیلی ہوا ناقہ سوار

ہانکتا ناقے کو لیلی کے طرف
وہ طرف بچے کے ہوتا منحرف

وہ ادہر کو زور کرتی میہہ ادہر
کشمکش دو نومین تھی بایکدگر

ایک تھا دوسرے کو گویا راہزن
جان ہی گمراہ جو ہی محکوم تن

جان کو ہی عرش پر جانیکا شوق
تن کو ہی لذات نفسانی مین ذوق

عشق مولا کا نہین لیلی سے کم
عشق مین مولا کے ہو ثابت قدم

گر ہوا سیمین تنون کا تو شکار
بعد پیری دیکھہ ہین وہ خوار وزار

نازنینان جو تیرا دل لے گئے
دیکھہ تھوڑے دنمین ہو بوڈھے گدھے

ہی یہی عالم کے ہر ہر جز کا حال
اول و آخر ہی ہیچ و پایمال

فضل مردون کو نہین عورات پر
واسطے قوّت کے یا کسب و ہنر

بلکہ ہی از روے دانش ای امین
زن سے بہتر مرد ہی انجام بین

ہین جہان مین غیب کی آوازدو
کونسی آواز کا طالب ہی تو

یک صدا سے اتقیا ہین فیض یاب
دوسرے سے اشقیا ہوتے خراب

کافرون کو کفر مین ہوگا غلو
مومنین ایمان سے ہین کام جو

اہل دُنیا اور دُنیا سے نہ مل
ہو فنائی مین ہین دونو ایک دل

وہ جہان اور اُس جہانکے ساکنان
باوفا ہین اور وفا مین کاملان

اوّل و آخر سمجھ کر کام کر
مثل شیطان کے نہو تو کور و کر

مُصطفیٰ بولے کہ احمق ہی عدو
بلکہ رہزن اُس سے ہرگز مل نہ تو

مرد عاقل دوست میرا ہی کہے
دوستی کر اُس سے جو عاقل رہے

عقل ایمانی ہی مثل بادشاہ
شہر کو دل کے رکھے ہر دم نگاہ

گر سپہ سالار لشکر کو نہین
ہی تن بے سر سمجھ لشکر کہین

تن بغیر از سر کے زندہ کب رہے
عقل ایمانی کو ای جان سیکھ لے

حکایت بایزید کی جو بیخودی مین اپنے کو حق کہے اور دوسرا احوال جو بعد گذرا

بایزید اپنے مُریدون پاس جا
یون کہے انکو کہ مین ہی ہون خُدا

بیخودی مین یون کہے وہ ذوفنون
لا الٰہ الّا انا ہا فاعبدون

یعنے مین حق ہون کرو سجدہ مجھے
جب گیا وہ حال اور آیا فجر
پس کہے زنہار یہہ جائز نہین
حق منزہ تن سے ہے مجھکو بدن
پھر کہون تو کاٹیو میرا گلا
بیخودی سے پھر ہوئے جب مست وہ
عقل کو حیرت نے کی زیر و زبر
میرے جبے مین نہین غیر از خدا
وہ مریدان جملہ دیوانے سبنے
جن نے مارا تیغ اُنکے سر اوپر
جو چلایا اُنکے تھا گردن پہ وار
جو کیا خنجر سے تھا سینے پہ چوٹ
تھا نہین اُنکے بدن پر یک نشان
جسکو تھی احوال سے اُنکے خبر
شب گذر کر جب ہوا روز آشکار

وہ مریدان سُنکے حیران ہو رہے
سب دیئے اُس حال کی اُنکو خبر
کب روا رکھے مین اُسکو شرع دین
ماریو پھر گر کرون ایسا سخن
قتل میرا تمکو واجب ہو گیا
پھر کئے آغاز اگلی گفت وگو
یون اُٹھے آگے سے بڑھ کر سخت تر
تو کہان ارض و سما مین ڈھونڈھتا
تیغ و خنجر سے لگے سب مارنے
مر گیا وہ بھوت اُسکا فرق سر
گردن اُسکی کٹ مُوا ہو خوار و زار
وہ مرا یکبار سینہ اُسکا پھوٹ
یہہ مریدان ہو رہے لوہو لہان
وہ نہین جرات کیا اُس کام پر
گھبر گھبر رونے لگے زار و نزار

هر گهڑی گهٹتا هی یهه تیرا بدن
هی تو نسلِ بادشاهِ نامدار
کیا نهین کچهه شرم تجهه کو ای دنی
هین یهه کافر جنس شیطانانِ شوم
سَو هزاران سیکهے وه بدخصلتان
کیونکه هر بدبخت موذی بددماغ
سیکهه ای مجهول علمِ معرفت
سیکهه اُن کتّون سے یهه کینه حسد
مرض کی تیرے حسد کی تو دوا
وه شرابِ حق عجب تریاک هی
عقل کو هی وه شرابِ معرفت
بادهٔ دُنیا سے مت هو مست تو
جو پیا یک جرعه دُنیا کی شراب
بعد یکساعت کے وه هی زهرمار
خضر اُس کشتی کو توڑے اِس لئے

جوڑتا پهر پهر کے پهٹتا پیرهن
پاره دوزی سے نهین کیون تجهه کو عار
چهوڑ دے یهه پیشهٔ پاره زنی
وه گئے شیطان سے حاصل علوم
عقل سے مهجور دل سے بدگمان
چاهتا نین غیر کا روشن چراغ
فضل سے اور ونکے لیجا رشک مت
خلق کو نهین چاهتے مُلکِ ابد
مانگ ای حاسد که تا دیوے خدا
مست اُسکا دو جهان سے پاک هی
دولتِ جاوید هی اُسکی صفت
مست حق عیسیٰ هی خر هی مست جو
ایکدم شادان هی وه خانه خراب
جان کو اُسکے کرینگی خوار و زار
تا که کشتی ظالمون سے بچ رهے

پس ریاضت سے تو اپنے تن کو توڑ
واسطے گردن کشو نکے ہے تبر
جسکو ہے مغروری ماؤ منی
جسقدر ہوگا تکبر مین غلو
پس غریبون کو ندے آزارہان
آدمی نامرد وقت کارزار
غازی و اشجع بھی ڈرسے جانکے
قہر جب کرتی ہے ماں بچے اوپر
ما اگر مارے تو پھر روتا ہوا
غیر سے ہرگز نجا ہے وہ مدد
پس خدا سے رکھہ تو اپنی التجا
ہے کرم فرما خدا وند کریم
غیر کو حق کے گیا ہون بھول مین
جسکو عین لطف سمجھے ہین عوام

لے فقیری سرکشی سے منہہ کو موڑ
عاجز و بیچارہ ہو وے بے خطر
سرنگون آخر کریگا وہ دنی
اسقدر ہے عاقبت پامال تو
ورنہ ہوگا قہر حق سے خوار ہان
خوف سے کرتا ہزیمت اختیار
دشمنون کی فوج پر حملہ کرے
وہ پکڑتا دوڑ کے ماکی کمر
دوڑ کر لیتا اسی سے آسرا
خوب ہو انجام اسکا یا کہ بد
غیر سے ہرگز نہ مانگ اسکے سوا
ہمت شاہان کہان لاوے لئیم
تو رہون اللہ کا مقبول مین
عاشقون پر قہر ہے وہ والسلام

روح حیوانی عقل جزوی خیال

جسکے ہیں اطوار گرگ و خوک کے
بدگمانی وہ بزرگوں سے کرے

جب تجھے ہووے کبھی دوران سر
پس تجھے پھرتا نظر آتا ہے گھر

جب کہیں کشتی پہ تو ہوتا سوار
دور تا دیکھے ہے دریا کا کنار

جب کبھی تو تنگدل غم سے رہے
تنگ تیری آنکھہ میں عالم بسے

جب رہا تو خوش بکام دوستان
دیکھتا آباد ہے سارا جہان

دیکھ مجھہ میں مجھہ سے یکدم ائے عزیز
غیب کی تا تجھہ کو حاصل ہو تمیز

بھول جاوے تا تو اپنا ننگ و نام
عشق اندر عشق دیکھے والسلام

اس بدن سے جب کہ تو پایا نجات
سب ترا تن چشم ہو با نور ذات

سچ کہے ہیں وہ رسول انس و جان
مو بمو ہیں چشم یکسر عارفان

چشم روشن جسم کو اول سے تھے
بینت میں بچہ ہے مثل گوشت کے

چشم روشن ہیں نہیں چربی کے سات
خواب میں بے چشم دیکھیں کائنات

کب علاقہ نور کو چربی سے تھا
نسبت اسکو خالق مطلق دیا

نسبت ان حسونکی انکے اصل کو
بے کم و بے کیف ہے خود بوجھہ تو

خاک سے پیدا ہوا ہے آدمی
کب لگے اب باپ سے نسبت رہی

گرچہ نسبت ہے وہ بیچون بے مثال
عقل سے معلوم اسے کرنا محال

اگر نہوتے چشم دل اُس نام کے ۔۔۔ پس وہ کیون روتا بنی کے ہجر سے
سنگ ریزے گر نہوتے دیدہ ور ۔۔۔ کیون گواہی ہاتین دیتے حجر

بیان ریاضت اور نفس توڑنے اور حسد چھوڑنیکا

شاہ کو لازم ہی سیکھے جو حق ۔۔۔ قہر پر تا ہووے رحمت کو سبق
نہ غضب غالب کہ شیطانکے مثال ۔۔۔ تا نہون ناحق غریبان پایمال
پر مخنث سا نہو بالکل حلیم ۔۔۔ تا نہوزن قحبگی مین مستقیم
ہو مراقب گر تجھے دل چاہیئے ۔۔۔ تا تجھے ہر کام مین نیکی سے ملے
گر زیادہ اِس سے ہمت ہی تجھے ۔۔۔ کام تیرا اِس سے پھر آگے بڑھے
گرچہ لوہا اصل مین سب بے نور تھا ۔۔۔ صیقل اُس بے نور کو بخشا جلا
عقل کی صیقل دیا حق اِس سے لئے ۔۔۔ عقل سے تا دلکو تو روشن کرے
کب تلک تو بھاگتا ہی بے شعور ۔۔۔ نور سے جیون بھاگتا ہی موش کور
بھاگنے سے کر تو آگے احتراز ۔۔۔ فضل سے حق کے در توبہ ہی باز
تا کہ ہیشن توبہ کے دروازے کھلے ۔۔۔ کام لے اپنے عاقبت کا سوچ لے
مرتکب سب کام کرنے کے ملا ۔۔۔ لیس للانسان الا ما سعی
جو کیا کوشش سو اجرت پایگا ۔۔۔ جو نہین کوشش کیا پچتایگا

روبرو اُنکے ہزاران مرد و زن
گر تُمھارا تن تنِ انسان تھا
تیخودی سے جب ہوا باخود دو چار
بیخودون پر مارتا ہی جب تو تیغ
جب کہ بیخود ہی فنا ایمن ہوا
پس وہ آئینہ ہی نقش اُسکا فنا
پس تو آئینے کو مارینگا اگر
جب تو آئینے پہ تھوکا ای فلان
نیک یا بد ہر دو تیرا ہی ظہور
وہ نہ یہہ نا وہ وہ سادہ ہیچ جہان
جب یہان پہنچا قلم گو لگا ہوا
جب یہان تک بانکا پہنچا قدم
گرچہ قرآن لب سے پیغمبر کے تھا

جمع ہو بولے کہ ای شاہِ زمن
خنجر و شمشیر سے ہوتا کتا
کیون نہو با خود خودی سے اپنے خوار
مارتا ہی آپ کو تو بیدریغ
ایمنی مین تا ابد ساکن ہوا
نقش تیرا تو خود اُسمین دیکھتا
مارتا تو آپ اپنے نقش پر
تو تیرے پر تھوکتا ہی بے گمان
جب تو دیکھا اُسمین ظلمت یا کہ نور
تجھکو تو ہی دیکھتا اُسمین عیان
جب یہان آیا قلم سر کٹ گیا
لب ہوئے خاموش اور توتا قلم
جو کہے حق نین کہا کافر بنا

بیان یہہ کہ عقل کامل رہبر ہی و ہم
ابتر اور شہوت ضد ہی عقل کی

بزمِ عاقل

پیر عاقل چاہیئے بے مکر و کید ۔ وہ نہین پیران جو ہون داڑھی سفید

کون تھا ابلیس سے بوڑھا بڑا ۔ لیک جب بے عقل ہی لاشی ہوا

جو ہوا تقلید کے پردیسے پار ۔ اُسپہ ہی سرّ حقیقت آشکار

قاضیان جو چشم ظاہر پر گئے ۔ ظاہر احوال پر فتویٰ دِئے

کئی منافق ہین کہ ظاہر بین ہوئے ۔ قتل سو مومن کا پنہانی کئے

سعی کرتا ہو تو پیرِ عقل و دین ۔ تا مثال عقل کل ہو غیب بین

عقل وہ تیری جو ہو روشن ضمیر ۔ قافلے کا اُسکو بولا جاے پیر

جسکو آدھی عقل ہو وہ بھی بھلا ۔ کیونکہ وہ عاقل کو بہتر جانتا

وہ گدھا جو عقل سے بالکل ہی دور ۔ عاقلون سے وہ رہے دائم نفور

ہی تواضع اسکو نادانو نکے سات ۔ وہ کرے دانا سے مغروریکی بات

یہہ تکبر احمقون سے تھا بھلا ۔ ای گدھے تو راہ کیون الٹی چلا

ناک سے تو سونگ خوشبو پھول کی ۔ سونگھنی نہین وہ تیری مقعد بنی

عزم کر دریا کا چھوڑ یہہ آب گیر ۔ ہان نہو گرداب غفلت مین اسیر

ضد شہوت عقل ہی ای پہلوان ۔ بند شہوت مین رہینگے جاہلان

وہم ہی فرعون عالم سوز کو ۔ عقل ہی موسیٰ جہان افروز کو

ظاہر روح وحی عقل کامل مخفی ہے

عقل جزوی روح حیوانی تیرے — اور خیال و وہم تیرے ای گدھے
یہہ تیرے آثار سارے ہیں عیان — عقل کل روح وحی اسمین نہان
جسطرح ہے دود مین روغن خفی — عقل کل اور روح باقی مختفی
سالہا چون دود تن بیداد فاش — روغن جان اسمین ہے فانی ولاش
جب ملے کوئی رہبر صاحب کمال — دود سے بتلائے روغن کو نکال
جب تلک پیدا نہو کوئی راہبر — تب تلک ظاہر نہین اسکا اثر
ہو تجھے موجود سوجھے ہے فنا — دیکھتا اسکو نہین جو ہے بقا
جب تجھے کوئی راہبر مل جایگا — تب تجھے لوگون ہی مین بتلایگا
سر حق کو جاننا آسان نہین — تجھکو تو پہچاننا آسان نہین
انبیا اور اولیا کا ہو نفر — بعدہ تو دیکھ لے تیرا اثر

حکایت شاہزادی کی جو بعد ترک مجاز کے حقیقت کو پایا

تھا کہین یک بادشاہ کامگار — باطن و ظاہر ہنر مین استوار
اسکو یک فرزند تھا روشن جبین — حسن اسکا رشک حسن حور عین
خواب مین وہ شاہ دیکھا ناگہان — مرگیا فرزند اسکا رایگان

جب

جب ہوا بیدار پایا یک نوید — دی ثمر گویا اُسے شاخ اُمید

دلمین یون سوچا کہ شادیکا سبب — تھا وہی غم جو دکھایا مجھکو رب

خواب مین خندہ اگر تم دیکھیو — اُسکو ماتم ہی کہا تعبیر گو

پس کہا شہ جبکہ وہ گذرا الم — چاہیے شادی کرین لڑکے کی ہم

زاہد ایک صالح جوانِ پاک تھا — اُسکی لڑکی نامزد اُسکو کیا

جب کیا زاہد نے اُسکی دوستی — عورتین اُس شہ کی پائین آگہی

مادرِ شہزادہ سنکر یہہ خبر — شاہ سے بولی کہ اچھا والا گہر

شرط کیفیت نہین لایا بجا — جا گدا کے گھر مین تو خویشی کیا

وہ گدا ہم بادشاہِ نامور — تو بخیلی سے کیا ایسا مگر

شہ کہا مت بول تو اُسکو گدا — جو کہ ہی صالح وہی ہی بادشا

جو کہ اُمرا ہین اسیرِ حرص و آز — ہین وہ فقرا سراسر بے برگ و ساز

بندۂ شہوت نہو شاہ و امیر — ہی حقیقت مین وہی بدتر فقیر

لیک برعکس اُسکو سلطان بولتے — جسطرح کافور زنگی کو کہے

بادشاہ کہنا نہین اُسکو حلال — جو رہا پابندِ حبِ جاہ و مال

پس کیا شادی بڑی ترتیب سے — مشتری کو لا ملایا ماہ سے

حسن مین تھی یک قیامت وہ پری — حور بھی اُسکی کرے تھی چاکری

چہرہ اُسکا آفتابِ صبح گاہ — پھر ملاحت سے نمک مانگے پناہ

حسن اُسکا پاک و نیک اخلاق تھی — پھر شرافت مین بھی اپنے طاق تھی

شاہزادہ دیکھہ یک بوڑھی چوڑیل — عشق مین اُسکے ہوا پڑکر ذلیل

وہ نہین زن بلکہ تھی یک بھوتنی — شاہزادے کی کری جو رہزنی

بھوتنی جادوگری مین طاق تھی — زن نہین یک قحبہ آفاق تھی

بھوتنی قحبہ کی محبت کے سبب — شاہزادہ ہو رہا تھا جان بلب

یک برس تک شاہزادہ بیخبر — پاؤن پر اُسکے ملے تھا اپنا سر

شاہ پر عالم شبِ دیجور تھا — لیک شہزادہ نپٹ مسرور تھا

شاہ روتا دیکھہ کر بیٹے کا حال — باپ پر ہنستا تھا بیٹا بے ملال

شاہ بیچارہ ہوا اُس نادانکے ہات — روز شب دیتا تھا قربان و زکوٰۃ

رات دن فریاد اَور زاری کیا — حق مناجات اُس دکھیارے کی سُنا

ایک جادوگر بڑا اُستادکار — شاہزادے کا کہین سُن اِشتہار

چل کے آیا دور سے شہ کے حضور — شاہ زادے سے کیا وہ سحر دور

جب ہوا اُس رنج بیمار سے چاق — قحبہ بڑھیا کو دے بیٹھا طلاق

بھوتنی غصّے سے کھا کر پیچ و تاب ‏ ‏ مر کے دوزخ کو گئی لینے عذاب

جا مِلا اپنے عُروسِ خاص سے ‏ ‏ دِل لگایا اُس پہ مُمتاز سے

بعدہ پھر باپ کی خدمت میں جا ‏ ‏ معذرت چاہا زمین بوسی کیا

شاہ بعد یک سال کی پوچھا کہ ماں ‏ ‏ وہ تیری معشوقہ دیرینہ کہاں

شاہزادہ تب کہا انکار سے ‏ ‏ مین ہوا بیزار اُس مُردار سے

اب مجھے بخشا خدا از السُّرور ‏ ‏ ہو گیا ہوں اُس بلائے بد سے دور

اب مجھے بخشا خدا آبِ حیات ‏ ‏ اُس بدھی قحبہ سے پایا ہوں نجات

جب ہوا مومن طریقت آشنا ‏ ‏ نور پایا ترک ظلمت کو کیا

ای پسر بیشک وہ شہزادہ ہے تو ‏ ‏ بھوتنی دنیا نہ مِل اُسّے کبھو

بھوتنی دُنیا ہے جادو گر چھنال ‏ ‏ مرد کو جادو سے کرتی پائمال

رنگ و بو بتلا کے وہ قحبائے پیر ‏ ‏ مکر سے کرتی ہے مردوں کو اسیر

اپنے جادو میں بہت ہوشیار ہے ‏ ‏ عقل اُسکے مکر سے لاچار ہے

عقل اُس مشکل کو حل کرتی اگر ‏ ‏ انبیا کو حق نکرتا راہ بر

ڈھونڈلے کوئی راہ بر عقدہ کشا ‏ ‏ رازدانِ یفعلُ اللہ ما یشا

جب تلک تو ہے اسیرِ پیرزال ‏ ‏ وہ عروسِ دین تجھے ملنا محال

پس وصالِ دین ہی دنیا کا فراق ‌ ‌ ‌ جان ہی بیمار جب لگ تن ہی چاق

جب تجھے دُنیا کی دوری سخت ہی ‌ ‌ ‌ دین سے تو دور ہی بدبخت ہی

تو نہین دُنیا سے ہو سکتا صبور ‌ ‌ ‌ حیف ہی گر ہو خدا سے اپنے دور

ایک دم دیکھے اگر نورِ خدا ‌ ‌ ‌ جان و تن کو آگ دنیو نکی جلا

یہہ جہان دیکھیگا تو گُہہ سے بتر ‌ ‌ ‌ جب تو دیکھا قُرب حق کا کرّ و فر

جہد کر ہستی کو اپنے بھول جا ‌ ‌ ‌ تب تجھے ہاتھہ آونگا حق کا لقا

جب تو اُس رخسار کا دیکھے جھلک ‌ ‌ ‌ پھر تجھے سجدہ کرین جنّ و ملک

گر طلب ہر دم فروغ حُسن یار ‌ ‌ ‌ ہان نہو قانع بہ حُسنِ مُستعار

عین دریا مین تو بیٹھا خشک لب ‌ ‌ ‌ دھوپ سے کرتا ہی پانی کو طلب

گر نہین تو دور سے دیکھا سُراب ‌ ‌ ‌ اُسکو پانی بوجھہ کرتا اِضطراب

تشنہ لب پانی مین ہی تو نا اُمید ‌ ‌ ‌ آب اقرب منہ من حبل الورید

بادشاہی ہی غلامی دوست کی ‌ ‌ ‌ بندگی حق کی ہی شاہی سے بھلی

دیو ہی تو گر انا خیر سے کہے ‌ ‌ ‌ خود نُمائی شان شیطان بوجھہ لے

گر خودی کا ہی تجھے سوداے خام ‌ ‌ ‌ تو خدا سے دور تر ہی والسّلام

پس نہو مغرور اپنے بود پر ‌ ‌ ‌ ڈھونڈلے جلدی سے کوئی یک زاہد

موزہ دوزی سے اگر ہی تجھکو عار ہان مبادا تو نہو آگے چمار
بندگی پیرونکی کمتر بوجھہ مت کر طلب عشقِ حق ای شیطان صفت
تو تکبّر مین غلو اِتنا نکر یہہ تکبّر پل مین ہو زیر و زبر
جو ہوا انجام بین مسعود وار عِشق سے اُسکو نہو یکدم قرار
خاک پا پاکونکی تو سُرمہ بنا تا کہ چشمِ دل کو تیرے ہو جِلا
وہ بُزرگی تجھکو بخشیگا خُدا تا کرے اہلِ جہان شیوا تیرا
حق دیا ہی خاک کے پُتلے کو تاب ہی جہان گیری مین وہ جیون آفتاب
رکھہ خُدا سے اِلتجا ہر بات مین تا نہو منزل تیری درکات مین

مُناجات بیچ تنبیہ نفس کے

ہول اپنے ہاتھہ اُٹھا ای کردگار معصیت سے مجھکو مت رکھہ شرمسار
تجھہ سوا ہم اتخذ الکس پاس جائین تو نہین چاہا تو ہم کس کے کہاین
اِس خودی مین ہی تجھے مستی حلال جس مین ہین عکسِ صفاتِ ذو الجلال
بندگی مین حق کے باندھہ اپنی کمر تا کہ ہو فربہ دِلی با کرّ و فر
نفس ہی فرعون اِسے کر سیر مت تا نہو مغرور وہ کافر صفت
ترچہ روؤے یا پُکارے زار زار وہ نہو آخر مُسلمان ہوشیار

تن کو تو فربہ نکر بکرے مثال
تا کہ نا ہو جاوے خون تیرا حلال

خواب غفلت ہی یہہ دنیا سر بسر
اس مین تو غافل ہوا ہی بے خبر

گر رہا یک شہر مین ساری عمر
جو رہے پر اسکو جاتا بھول کر

خواب مین جب شہر دوسرا دیکھتا
بوجھتا شہر قدیمی ہی میرا

شہر کا اپنے نہین کرتا خیال
خواب مین ایسا رہے ہر کا حال

روح ایسا ہی مقام اپنے کو بھول
کیا عجب اس خوابمین گر ہو ملول

بیان آدمی کے پیدایش منزلون کا ابتدا سے

آدمی تھا اصل مین اول جماد
پھر نباتی مین گئے اسکی نہاد

سالہا وہ جھار تھا یا گھانس پات
بھول بیٹھا سب جمادی پن کی بات

پھر نباتی سے ہوا حیوان جب
وہ نباتی پن بھلایا اسکو رب

لیک تھوڑی رغبت اسکو رہگئی
باغ و بستان کے تماشے سیر کی

جسطرح مائل ہی کودک ما طرف
پھر نہ بوجھا سیر رغبت یکطرف

جزو عقل اسکو دیا وہ عقل کل
وہ مثال سایہ ہی یہہ شاخ گل

سایہ جب فانی ہو شاخ گل کے بیچ
پس کرے معلوم وہ سیر پیچ

پھر وہ حیوانی سے انسانی لیا
خلعت انسان اسے خالق دیا

اِسطرح ہر ہر مراتب سے گذر

کُچھ خبر اُسکو نہ اِن احوال سے

جسطرح سویا تو بھولا اگلی بات

جاے جب یہہ عقل بر حرص و طلب

خواب سے پھر اُسکو جب جگوائینگے

مرگئے کے بعد جانِ مُستمند

کیا سبب مین خواب مین مدہوش تھا

کیا سبب اُسکو نہین جانا خیال

زندگی تیری خیال و خواب جان

ناگہان جب آگئی صُبح اجل

یاد کر اپنے غمونکو ہنس پڑے

خواب کے افعال تیرے سربسر

زندگی کے خواب مین جو کُچھ کیا

خواب دُنیا مین کیا جو کام تو

پس ترا خندہ ہی رونے سے بتر

اب ہُوا ہی عاقل و دانہ مگر

پھر بدل جاتا ہی عقل و حال سے

اُسکو اِس نسیان سے پھر ہوگی نجات

سو ہزاران عقل دیکھے بوالعجب

پھر اُسے سب تنکے کام یاد آئینگے

اپنے قالب پر کریگا ریش خند

اِس تنِ فانی سے ہم آغوش تھا

وہ سراسر خواب تھا اور تھا خیال

خوابکو دائم تو ہرگز مت پچھان

جائینگے یہہ سب خیالات و غلل

جب نظر اپنے ٹھکانے پر کرے

جب کہ تو جاگے تجھے آوین نظر

حشر مین تجھکو بتاویگا خُدا

جاگنے سے آوین وہ سب روبرو

اِس جہان سے تو گیا ہی بدگُہر

اِسس جہان کی گریہ و زاری تیری — جا لگنے پر بوجھہ ہی وہ سب خوشی

گرچہ مارا ہی تو یوسف کو یہان — بھیڑیا ہو خواب سے جاگیگا وہان

یک بیک افعال تیرے گرگ ہو — قہر سے پھاڑینگے تیرے ہر عضو

قتل ناحق بعد مرنیکے تیرے — مت سمجھہ گردن پہ تیرے نا رہے

یہان قصاص اِسس قتل کا آسان ہی — وہان اگر ہوؤ بلا سے جان ہی

کیونکہ اِسس عالم کا جینا ہی اُدھار — زندگی ہی آخرت کی پایدار

حق کہا دُنیا مثالِ لعب ہی — اِنتقام اُس آخرت کا صعب ہی

عیب رکھہ اپنے پہ مت رکھہ دین پر — دینکا سب کام حکمت ہی مگر

بیان یہہ کہ بیچ مقام جمع کے تفرقہ باقی نہین

جب تلک تو دُور خالق سے رہا — تب تلک ہی جان پر تیرے بلا

جب ہوا نزدیک تو دولت ملی — عشق مین حق کے نکر تو کاہلی

تخت پر جب بیٹھتا ہی بادشاہ — چوطرف گھیرے کھڑے رہتے سپاہ

نیزہ و شمشیر اَور تیر و تبر — دیکھہ کر بھتتا ہی شمشیرونکا جگر

پھر کہ جب ہوتی ہی اُنکو بزم خاص — کب وہان ہووے مہابت یا قصاص

بلکہ حِلم اَور لطف رحمت ہی نخوش — وہان نہین غیر ارصدائے نائے نوش

رنج کب ذرّہ سے پاوے آفتاب
تفرقہ اُٹھہ جاوے اور شرکِ دوئی
موسیٰ و ہارون رہین زیرِ زمین

شمع پر
عالمِ وحدت
ایک ہو

پانچوان دفتر مثنوی شریف کا

شریعت مثال شمع کے راہ دکھانے والی ہی اگر شمع نہ
جب راہ پر آیا تو چلا وہ چلنا تیرا طریقت ہی اور جب مقصد
ہی جب ظاہر ہوئی حقیقتین فانی ہوئی شریعتین جیسا کہ کہے
پہنچنے منزل کے بد ہی اور ترک کرنا رہنما کو قبل پہنچنے منزل کے
کہ شریعت مثال علمِ کیمیا سیکھنے کے ہی اور طریقت مثا
اور پر تانبے کے اور حقیقت گویا وہ تانبا زر ہوتا ہی کیمیا جا
علمِ کیمیا کا جانتے ہین اور عمل کرنیوالے کیمیا کا مسرور ہین کہ ہم
جاننے والے شادان ہین ہم سونا ہوئے اور عمل سے کیمیا کے
فرماتا ہی کل حزب بما لدیہم فرحون یعنے ہر گروہ سات اُس
ہی خوش ہی شریعت علم ہی اور طریقت عمل ہی اور حقیقت
تعالیٰ کے فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

ہیجبکہ
غ
ات
گہ
بو
ا
ز

عقل کو کر عقل سے عاقل کے یار
ایکدم دنیا ہی جا اِس سے گذر
قبلۂ جان کوں کئے ہین جب یہان
کِسکوں ہی دُنیا مین عزتکی تلاش
کِسکوں ہی شہوت طرف روئے نیاز
جارہا ہریک حقیقت بھول کر
حشر مین ظاہر ہوں جب نورِ خدا
تجھکوں یک روٹی پہ اِتنی آس ہی
عاشقوں نپر وقف ہین وہ نعمتان
گر تجھے کوئی شمع روکا ہی خیال
جبکہ یک ذرّیسے کھاتا ہی فریب
جب توں ہی قطرے پہ اِتنا ناصبور
گر تجھے ہی جاہ و منصب کی ہوس
گر تجھے ہی آرزو عمرِ دراز
تو نکر ہیہی جینے پہ اِتنا جدّ و کد

مشورت سے کر تو اپنا کاروبار
مکر سے شیطان کے پرہیز کر
ہر کسے اوَر ایک ہی قبلہ یہان
کِسکوں دامن گیر ہی فکرِ معاش
کوئی طلب کرتا رہے عمرِ دراز
مثل پروانیکے یک یک شمع کر
خوب ہوں معلوم وہ کیا شمع تھا
نعمتِ الوان خدا کے پاس ہی
جسکے کاسہ لیس ہین شاہنشہان
ہی حقیقت مین وہ یک ذرّہ مثال
پس تجھے خورشید سے کیون ہوں شکیب
دیکھ کیا کچھ ہوں دریائے نور
سلطنت دُنیا کی ہی خاشاک و خس
یہہ جہان یک آن ہی بے برگ و ساز
بندگی مین حق کی ہی عمرِ ابد

حرص بط کا حال ہی یہہ جان لے
سیکھہ قتل اُسکا خلیل اللہ سے

حقیقت طاؤس طبیعت یعنی مور کی جو طالب ہی جاہ و مرتبے کا قتل اُسکا واجب ہی

اب سنو احوال اُس طاؤس کا
جو ہی طالب ننگ اور ناموس کا

آرزو کرتا کہ خلق آوین بدام
تا کرین سب مل کے اُسکا احترام

بے خبر جیون دام کرتا ہی شکار
دام کو معلوم کیا مقصود کار

عمر سب اِسبات مین کھویا تیری
تا ملے تجھکو جہان پر سروری

عمر گُذری بیشتر غافل ہنوز
صید مین لوگونکے ہی مائل ہنوز

جب اجل آئی تو خالی ہاتھہ لے
جائیگا افسوس اپنے ساتھہ لے

تو عجب صیاد ہی ای کج اُمید
آپکو تو آپہی کرتا ہی صید

عِشق کو کر صید اگر چاہے بقا
پر وہ کب پھندے مین تیرے آئیگا

تو مگر ہو جاوے اُس کے دام مین
جان فِدا ہو عاشقی کے کام مین

عِشق یون کہتا ہی آہستہ مُجھے
دِل کو اپنے صید کرتا خوش رہے

خانُمان کو چھوڑ میرے پاس آ
عاشِق جان باز ہو پروانہ سا

تا تو پاویگا حیاتِ جاوِدان
بندگی مین خسروی دیکھا نہان

کام اُلٹا اِس جہان کا دیکھتے — مفلسونکو بادشاہ سب بولتے

حرص کا گردن مین اُنکے دام سخت — پھر کہا وین مالکانِ تاج و تخت

مثلِ گورِ کافران اوپر سنگار — قہر سے حق کے بھری اندر مزار

گرچہ ہی ظاہر مین اُن کو کرّ و فر — جیون درختِ موم لیکن بے ثمر

بیان یہہ کہ لطف حق تعالیٰ کا مانند قہر کے
اور قہر اُسکا مانند لطف کے نظر آتا ہی

تھے کسی یکجا سے دو درویش مل — ایک یک سے پوچھتے احوالِ دل

یک نے پوچھا دوسرے کو ای فقیر — حضرتِ حق کی تو کچھ بتلا نظیر

وہ کہا بے مثل سب بے مانند ہی — مختصر یک طور دو سرا چھند ہی

اُسکے بائین ہاتھہ پر سلگی ہی آگ — خلق اُسکو دیکھہ کر جاتے ہین بھاگ

نہر ہی کوثر کی سیدھے ہاتھہ پر — بیشتر ہی خلق کی اُس مین گذر

لیک لعب بازگونہ سخت ہی — جو پیا کوثر سو وہ بدبخت ہی

جو گرا اُس آگ مین جا بے جگر — سو تو اُس کوثر مین بتلاتا ہی سر

جو کیا اِس نہر کوثر مین مقام — سو تو آتش مین نکل آیا تمام

جو گرا آتش مین نکلا نہر سے — نہر مین اُترا سو نار قہر سے

بھید اسکا کم کسی پر تھا عیان — اس لئے آتش سے ڈرتے تھے جہان

جسکو تھی توفیق دولت کی رفیق — چھوڑ پانی وہ لیا نارِ حریق

خلق عیشِ نقد کو معبود کر — ہور نہے یاری سے حق سے بیخبر

سو ہزاران خلق عشرت کے لئے — آگ سے کر خوف آتش مین گرے

اس لئے دوزخ کئے اپنا مقر — جاے عبرت ہی سمجھ لے ای پسر

آگ دیتی ہی پیام ای بوالفضول — مین نہ آتش بلکہ ہون آبِ قبول

ہی نظر بندی یہان ای بے بصر — مجھ مین آ مجھسے نہین ہرگز ضرر

جون خلیلِ حق اگر دانا ہی تو — مثلِ پروانہ کے در مت آگ کو

خاصہ یہہ آتش کہ جانِ جہان ہی — رونقِ دین دولتِ ایمان ہی

یہان رکھا بازی عجب ربِّ جلیل — تاکہ دیکھین کون ہی آلِ خلیل

آگ یہان ہم شکل ہی پانی کے سات — آگ مین ہی چشمۂ آبِ حیات

جب کہ جادوگر نظر بندی کرے — گھر مین سب آوین نظر تجھو بھرے

مکر جادوگر کا جب ہوا اسقدر — مکر جادو آفرین ہی کسقدر

مکر حق مکرون سے بالا ہی یقین — حق کہا اللہ خیر الماکرین

مقصدِ فرعون تھی دریائے نیل — آتشِ نمرود مطلوبِ خلیل

نیل سے فرعون دوزخ کو گیا ‌ ‌ ‌ نار تھا گلزار ابراہیم کا

وہ نہین تھی نار تھا ماء معین ‌ ‌ ‌ مکر سے تھی نیل آبِ آتشین

مُصطفیٰ فرمائے ہمکو اِس لئے ‌ ‌ ‌ عقل بہتر ہی نماز و صوم سے

عقل جوہر ہی عبادت عرض ہی ‌ ‌ ‌ عقل کی تکمیل کو وہ فرض ہی

تا عبادت سے جلا ہو عقل کو ‌ ‌ ‌ دے عبادت سے جلا تو عقل کو

عقل کا آئینہ اپنا صاف کر ‌ ‌ ‌ تا جمالِ دل ہو اُس مین جلوہ گر

لیک ہی گر عقل سے بالکل بری ‌ ‌ ‌ نفع کیا دیوے تجھے صیقل گری

بیان تفاوت عقول کا جو اصل پیدائش مین انکی ہی

عقل کو بھی ہین مراتب ایجوان ‌ ‌ ‌ فرق اُس مین ہی زمین تا آسمان

عقل یک ہووے مثالِ آفتاب ‌ ‌ ‌ یک سُہا یا شمع یا مثلِ شہاب

پرتوے عقلِ خدا ہی سب عقول ‌ ‌ ‌ یہہ مثالِ بو داصلِ عقل بھول

عقل کُل اور نفس کُل مردِ خدا ‌ ‌ ‌ عرش کرسی تو نہ جان اُس سے جدا

مظہرِ حق ذات پاک اُس مرد کی ‌ ‌ ‌ وہ تجھے دیگا خدا اسے آگہی

عقل جُزوی پیروی دُنیا کی کر ‌ ‌ ‌ عقل کامل کو کرے رسوا مگر

بندگی سے عقل کامل لے شرف ‌ ‌ ‌ وہ تکبر کرکے سب کھووے شرف

بندگی کر بندگی مین ہی حصول
مین غلام اُسکا جو مین بیچا وجود
مین ہون بندہ اُس مسِ پر تاب کا
مگر حق کا دیکھہ بھول اپنا مگر
مگر جب تیرا فنا اُس مین کیا
حرص سے روتی کے بد ہی حرص جاہ
تھی خطا آدم کو باہ اور نان کی
اس لئے آدم وہین توبہ کئے
ہی طلب شہوتکی تھوڑی ہی خطا
شیطنت گردن کشی کا نام ہی
سو خورندے یک جگہہ کھائین پیئین
ہی بطلک کی شوم طمع مختصر
یہہ تکبر شیوۂ شیطان کہے
بندگی چاہے تو کر عجز و نیاز
راہ مین حق کے کر اپنے کو فنا

تو خداوندی نکر ای بو الفضول
غیر کو جز حق کے جو ہی محض جود
جو نچاہے ہی بغیر از کیمیا
مکر اپنا مکر حق مین محو کر
پس تجھے ہاتھہ آئیگا دایم بقا
اس تکبر سے خدا دیوے پناہ
جاہ و منصب تھی طلب شیطانکی
وہ لعین بدمست بیٹھا کبر سے
جاہ و منصب کی طلب ہی بد بلا
اس لئے لعنت مین وہ مادام ہی
اہل دولت دونہ یکجا مل رہین
شان طاوسی ہی اُسسے شوم تر
دور کر دیگا تجھے اللہ سے
ہی خدا سب حال مین عاجز نواز
تو تجھے رحمت سے حق کے ہو عطا

جب سے تو یہہ صورتِ ہستی لیا
باد تھا یا آب و آتش خاک تھا

گر اِسی حالت مین رہتا تو مُدام
پس تجھے کِس طور مِلتا یہہ مقام

گر تجھے ایک حال پر رکھتا خُدا
پس تو پھر یہہ مرتبہ کیون دیکھتا

جب کہ بدلی ہستیِ اوّل تیری
اِس سے بہتر اور یک ہستی ملی

سو ہزار ایسے تیرے بدلے لباس
دوسرا بہتر تھا اوّل سے لباس

واسطہ ہو جسقدر تجھہ مین زیاد
اُسقدر کم ہی خُدا سے اتّحاد

یہہ بقا پایا فنا سے ابتدا
پس فنا سے کیون تو روگردان ہُوا

دوسرا پہلے سے جب ہی خوب تر
پس فنائے تن سے تو ہرگز ندر

سو ہزاران حشر کو دیکھا ہی تو
تا تو ہستی کی طرف لایا ہی رو

تھا جماد اوّل سے پھر لیکر نُما
پھر نباتی سے بدل انسان ہُوا

پھر لیا تو دانش و عقل و تمیز
اور بہین آگے منازل العزیز

تالبِ دریا قدم کے بین نشان
جب گیا دریا مین آگے نین نشان

وہان نہین ظاہر نشان پنہان تمام
اُس منازل کو نشان باقی نہ نام

جہاڑ بھی لیتا ہی خلعت نو بنو
تو پُرانے تن کو کیون کرتا رفو

جو نیا دیکھا پُرانا چھوڑتا
لیک تو عاشق پُرانے کا رہا

اہل دنیا کور باطن سے تمام
تو بقا چاہے اسی تن کی تیرے
اس لئے ہے وہ سیاہ روئی مین شاد
گر ہوا کوئی خوبصورت روسیاہ
اس بدلنے ہے تجھے بیشک عذاب
روح تیری باز ہے تن زاغ ہے
وہ رہا زاغون مین ہو کر خوار و زار
یہہ جہان ہے سبزہ زار پر گزند
سبزہ زار اندر کہو مرد خدا
اس لئے فرمائے ہین حق کے حبیب
صاحب دل جانتا اسباب کو
صاحب دل ہو کہ دل ہے راہبر
تو بھی اپنے دل کو دل کر جانتا
دل مین سو آئے زمین و آسمان
دل ہے جیون صدیق تن جیون سبزہ زار

اس لئے رکھتے ہین کہنے تن سے کام
جیون سیہ روئی مین زنگی خوش رہے
اصل مین اپنے ہے خود زنگی نہاد
وہ سیاہ روئی سے مانگے گا پناہ
مرغ جان تیرا ہے اس تن مین خراب
روح کو تن سے جگر پر داغ ہے
جیون رہے صدیق اندر سبزہ زار
مرد حق اسمین نہو کیون مستمند
ضایع و ناچیز کیون نا ہویگا
یہہ جہان مین ہین مسلمانان غریب
بے خبر اسباب سے واللہ تو
کام کیا آویگا تجھکو مال و زر
اہل دل کو اس لئے ہین مانتا
گر کرے حاصل تو خالی ہو جہان
کیون رہے صدیق کو اس مین قرار

عقل وہ بہتر جو ہو جیوں آفتاب ‏ ‏ تا تجھے بتلا سکے راہِ صواب

صِفت اُن بیخودوں کی جو فانی ہیں بیچ بقائے حق تعالیٰ کے

فقر کو جسکے فنا مایہ رہے ‏ ‏ وہ محمّد وار بے سایہ رہے

فقر فخری کو فنا پیرایہ ہے ‏ ‏ وہ مثالِ شمع خود بے سایہ ہے

موم سا جسکا بدن گل جائیگا ‏ ‏ شمع سا جان اُسکا رونق پائیگا

انبیا اور اولیا کے جسم سی ‏ ‏ صورت اُسکی پائیگی اُسکی نفی

بے تن اُسکا جان کرو فکر کرے ‏ ‏ جسطرح بے ابر کے شبنم گرے

بیان یہہ کہ سوائے حق تعالیٰ کے کل عالم آکل و ماکول یعنے غذا ایک دوسرے کا ہے

ایک شکرا اُو مین تیتر کو لے ‏ ‏ تک رہا تھا تا شکار اُسکو کرے

ناگہان بلّی کو تک فرصت ملی ‏ ‏ جلد جا شکرے کو بلّی داب لی

خود غذا تھا غیر کا وہ بے خبر ‏ ‏ پس غذا کو وہ کیا خود بھول کر

چور چوری کے طرف مشغول تھا ‏ ‏ اُسکو شحنہ دیکھہ باندھا دست و پا

آکل و ماکول کب ایمن رہے ‏ ‏ ایک دوسرے کی کمین داری کرے

یہہ جہان سب آکل و ماکول ہے ‏ ‏ صید مین ہر ایک کے یک مشغول ہے

بھاگ اِس دُنیا سے تو اَی بینوا — حق کے جانب تا تجھے ہو آسرا

حق کے جانِب گر نہین جانے سکے — آسرا لے اَولیا اللہ سے

ہاتھہ مت دے ہاتھہ کِسکے غیر پیر — ہاتھہ کا اُسکے خُدا ہی دستگیر

عقلِ کُل کو عقل سے نزدیک کر — تا کرے وہ خصلتِ بد سے حذر

ہر کہین دانہ رہا ہی دام بھی — چھوڑ حرص اپنے کو گر ہی آگہی

صِفت زاغِ طبیعت یعنے کوّیکی جو عُمر دراز چاہتا ہی

ہی تجھے دِن رات کوّیکے مثال — آرزو جینے کی دایم ماہ و سال

مانگتا مانِند اُس اِبلیس کے — تا قیامت زِندگی اللہ سے

زِندگی تن کی وبالِ جان ہی — موت ہی حق سے اگر ہجران ہی

ہی بھلا جینا و مرنا حق کے سات — غیر حق کے آگ ہی آبِ حیات

غیر حق کے حق سے تو مانگے اگر — تو سمجھتا نفع لیکن ہی ضرر

قُرب حق کا ہی حیاتِ بے بدل — زاغ چاہے عُمر گُہہ کھانے بدل

گر نہین گُہہ خوار ہی مُردار زاغ — کیون نہ گُہہ خوار سے وہ چاہے فراغ

لعنتی ہی وہ جو اِس درگاہ سے — چاہے جینا دور ہو اللہ سے

دیدۂ دِل کھول ٹک دیکھہ ایجوان — ہر دم یک تازہ نظر آوے جہان

شان و شوکت چھوڑ گر انسان ہی
حدّ اعیان و عرض جانا تو کیتا
منطق و حکمت مین کھویا عمر سب
کسقدر سیکھا تو کیا علم و ہنر
فلسفہ کرتا وسائط مین غلو
بند مصنوعات مین صانع کو بھول
الغرض شہوت مین عفّت ہی گرو
نہی کس پر ہوا اگر شہوت نہین
حق کہا قرآن مین اوّل کلُوا
حاصل اِن ابیات کا ای مرد دین
سات مردی کے رکھے پاکی اگر
عاشقونکو شادی و غم ہی خدا
عشق کا شعلہ سلگتا ہی جہان
لاالہ سے سب جہان نابود ہی
خود وہی ہی اوّل و آخر وہی

یہہ تکبر عادتِ شیطان ہی
حد کو اپنے جان ای مردِ خُدا
معرفت اپنے خُدا کی کر طلب
چاہیئے خالق سے رہنا باخبر
درج کر اُس مین دلائل موبمو
ہی قیاس اپنے کے تابع بوالفضول
گر نہین شہوت تو پھر پاکی نہو
سات مُردی کی غزا دیکھا کہین
بعدہٗ پھر کر کہا لاتسرفُوا
ترک کرنا مردمی پاکی نہین
وہ تجھے عفّت کا بخشیگا ثمر
غیر حق کے سب ہی انکے پاس لا
غیر حق کو سب جلا دیتا ہی ہان
پھر کے الّا اللہ سے موجود ہی
کیا دخل اُسمین جو ہو شرک و دوئی

غیر عکس یار جس بے کار ہی
یہہ وہی جانا جو بوجھا آپ کو
جو نہ دیکھا ہو عمر عبد العزیز
اس لئے دنیا مقدم حق رکھا
جب جہان سے آخرت کو جایگا
پس کہے مین خاک چھانے تھا وہان
ای دریغا کاشکے مرتا شتاب
ہین تیری سب خواہشین تجھہ مین نہان
جب کہین مردار کی پاتے ہین بو
جب کہین دیکھے موا اسکا گدھا
حرص کے کتے تیرے سب جاگ کر
یہہ سگان جو طالب مردار ہین
یہہ ترا عجب و تکبر ای ددی
ہی بلا تجھہ پر ترا عجب کمال
آفت جان ہی فضیلت خام کو

تن بغیر از جان سکے مردار ہی
یا بیا می جان جان سکے ہاتھہ جو
کیا اسے حجاج ظالم کی تمیز
تا پچھانے کام ازل کے ملک کا
کار و بار اپنا تجھے یاد آیگا
چھوڑ کر یہہ پاک منزل رایگان
تا کہ مین دنیا مین کم پاتا عذاب
خوابین بیچ اس بدن کے جیون سگان
جاگ کر کرتے ہین اسکی جستجو
دوڑ کتے جمع ہوتے انیک جا
دوڑتے یکبارگی مردار پر
عجب کے گویا تیرے ہتھیار ہین
سانپ ہو کاٹیگا وقت جان کنی
تو تنا بہتر ہی ایسے پر و بال
جو چنے دانہ نہ دیکھے دام کو

یہہ تو دِل بس ہیں عجب ای اہلِ دین
اِن دِلونکو دِل بجان ای ہوشیار
مال و زر حق پاس نا محبوب ہی
دِل اگر راضی تو حق راضی رہا
حق کہا میری نظر ہی دِل اُپر
دِل تجھے چاہا تو چاہیگا خدا
دِل تجھے ماباپ سے بہتر ہی دوست
قطبِ عالم ہی دِلِ روشن بصر
اِس دِلِ پر نور کو پالا ہی رب
تو اگر ڈھونڈھے تمامی سبزہ زار
ایسے دِل کی دشمنی میثاق سے
تو نجاست پر ہی عاشق مثلِ زاغ

سبزہ زارِ جاے صدیقِ امین
کب رہیں صدیق اندر سبزہ زار
دِل کا آئینہ اُسے مرغوب ہی
دِل کو تجھ سے حق تعالی مانگتا
دِل کا تحفہ لا مجھے تو دے نذر
دِل لگے خدمت سے تو جنت پایگا
دِل ہی تیرا مغز باقی جملہ پوست
جان جانِ جان جان دِل ہی مگر
دِل طلب کر دِل طلب کر دِل طلب
ایک دِل ایسا بنا وے زینہار
سبزہ زارِ طبع کو میراث ہی
مشک سے کب ہو تیرا تازہ دماغ

صفت مُرغ طبیعت یعنے شہوت کی
جو بد ہی قتل اُسکا واجب ہی

کب تلک مانند مُرغ ای شہوتی
آتشِ شہوت پہ تو ہوتا ستی

مرغِ شہوت اِس لئے مارے خلیل
تا نہو شہوت طرف اُنکو دلیل

مرغِ شہوت ہین بہت شہوت پرست
اِس شراب زہر قاتل سے ہین مست

گر نہوتی نسل کے خاطر منی
آدم اپنے کو کئے ہوتے خصی

جب کیا آدم سے شیطان دشمنی
عرض یون حق سے کیا وہ لعنتی

آدمی کی رہزنی کے واسطے
کچھ مدد مانگون ہون تجھ درگاہ سے

حق دیا اُسکو زر و مال و منال
جامۂ ابریشم و پشمین و شال

چرب و شیرین و شراب لعل رنگ
لعل و الماس و جواہر بندرنگ

یہہ لیا بولا کہ ای پروردگار
بس نہین یہہ مجھکو اسباب شکار

اور کچھ دے مالکا دام ہوا
کر سکون نامردِ مردون سے جدا

پھر دیا حق بنگ و بوزا اور شراب
ڈھولک و طنبور و چنگ و رباب

مسکرایا کچھ ہوا کچھ نیم شاد
پھر کہا کچھ اور ہو اِس سے زیاد

پس دکھایا حق اُسے حسنِ زنان
فتنہ گر چشمانِ آشوبِ زمان

یہہ صفاے عارض و ناز و ادا
دو لبِ یاقوت و خالِ دلربا

وہ خمِ گیسو جو دل کے دام ہین
جس مین عاشق بیدل و ناکام ہین

وہ کمانِ ابرو و مژگان کی تیر
جسکے ہین مارے پڑے برنا و پیر

وہ قد و قامت خرامِ دلبری — دیکھ شرماوے جسے کبکِ دری

ہنس پڑا ملعون لگا تب کودنے — پس کہا مقصود حاصل ہی مجھے

آدمی سجدہ ملائک سے لیا — دام شیطان مین نہو پس مبتلا

دام شہوت ہی بلائے ہوشمند — نفس کے خاطر نہو شہوت مین بند

دام شیطان شہوتِ بدکار ہی — بند شہوت کا نہایت خوار ہی

زہر قاتل بوجھ شہوت ای جوان — پیروی اسکی کرینگے جاہلان

چھوڑ تھوڑا یہہ تر آب و طعام — تا تجھے ہو حوض کوثر پر مقام

تو کیا کر سعی حق کے کام مین — صید دولت آوے تیرے دام مین

حسن صورت پر تو مت مغرور ہو — دام سے شیطان کے تک دور ہو

آفتاب اُس سے عدم مین پایگا — مہر تابان ہی وہان مثلِ سُہا

مثال عالم ہستی نیست نما اور عالم نیستی ہست نما کی

طرفہ بازی ہی خدائے پاک کی — یہان نہین مقدور کچھ ادراک کی

نیست کو موجود سا بتلا دیا — ہست کو معدوم سا مخفی کیا

خاک دشتی ہی ہوا پر ای خلیل — باد کو بوجھا نجاوے جز دلیل

دیکھتا کف کو دسے دریا نہان — کف بجز دریا کے پیدا ہو کہان

کف کو اپنی آنکھ سے تو دیکھتا
تو نفی کو جانتا اثبات ہے
ٹک سمجھ کر دیکھ اے شوریدہ حال
آفرین اے اوستادِ سحر باف
ساحران مہتاب کا بتلا نمود
پانچ سو گز ناپ اسکی چاندنی
ماہ کے پرتو سے مہتابی ردا
یہہ جہان جادو ہے ہم وہ تاجران
نقد تیرے عمر کا لیتے ٹھگا
لے نکلے جب عمر کا نقد اے عزیز
اِس لئے فرمائے پیغمبر شفیق
گر عمل ہے نیک تو پاوے نجات
پس عمل بے پیر کیونکر ہاتھ آئے
فیض صحبت سے فقیری پایگا
عقل نور جان ہے انسان کی

لیک حق دریا کو مخفی کر دیا
یہہ تیرے دیدون پہ گویا گھات ہے
ہے حقیقت باطن اور ظاہر خیال
دُرد کو بتلا دیا مانند صاف
تاجرون سے بیچ لیجاتے ہین سود
بیچتے ہین ساحرانِ پُر فنی
بیچ کر لیتے ہین مایہ عمر کا
جو لئے مہتاب کو بیہودگان
اس سے بیہودہ تو جب سودا کیا
ہاتھ مین چادر نہ زر نا ایک پشیز
جز عمل تیرے نہین تیرا رفیق
بد عمل ہے سانپ ہون تربت مین بیات
پیر سے شاید کہ تو توفیق پائے
تا زبان نا ہاتھ کچھ کام آیگا
یہہ کتاب و قال سے نہ آوے کبھی

تن کو اپنے پسینا آتے مثال — تا کہ حاصل ہو تجھے نور کمال

پس تکبر چھوڑ خواری کر قبول — سیکھنے مین علم و دین کے ای فضول

دفع شر کے واسطے ہی شرع و دین — شرع شیطانکو کرے عاجز یقین

مصطفی بولے کہ شیطانان انس — مسخ ہو شیطانسے ہین انکی جنس

آدمی جو سرکشی حق سے کیا — حاسدی سے وہ بھی شیطان ہوگیا

دیو جب گمراہ کرنے سے تھکا — تو مدد ان فاسقون سے مانگتا

یعنے تم ہو مہربان سچے میرے — اب مدد اس کام مین کچھ کیجئے

راہ گم فاسق کرے کسکی یہان — دیو ان دونون سے ہونا شادمان

جب کسے استاد سکھلاتا ادب — پیستے دونون حسد سے دانت تب

پس جسے دیکھے نبی کے شرع پر — وہ محمد خو ہی اسکا ہو نفر

جب کسے دیکھے خلاف شرع و دین — وہ یقین ہی نایب دیو لعین

گرچہ ہون ماباپ تیرے ای فلان — وہ ترے دشمن ہین انسے لے امان

سیکھ یہہ نسخہ خلیل اللہ سے — باپ سے بیزار وہ پہلے ہوئے

لا و الا اللہ کی کر پیر وی — چھوڑ غیر حق کو ای مرد غوی

حکایت عاشق و معشوق کی

ایک

ایک عاشق اپنی جا معشوق پاس
مین فلانے جنگ مین تیرے لئے
مین تیری خاطر فلانے کام مین
سن کے یہہ معشوق نے اسکو کہا
سچ تو میرا عاشق دمساز ہی
پس وہین لیتا کیا پرواز جان
وہ ہنسا اس پر ہوا واقف ابد
جب کہ احمق مثل دنیا کی سگے
نان کم کھاتا چلا ہو عقل کو
ہین بہ مکار جاہل صوف پوش
ہاتھ مین لیکر عصا موسی مثال
سر ہلا پھرتے ہین باتین سیکھ کر
سیکھ درویشونکی باتین یک دو چار
حیف ہی گر انسے پوچھین صادقان
سوانگ یہہ آخر لئے زر کے لئے

خدمتین اپنی بتایا بے قیاس
ہو گیا زخمی تفنگ و تیر سے
رنج و محنت کے پڑا تھا دام مین
سب کیا تونے مگر کچھ نین کیا
مر مرے آگے اگر جان باز ہی
با لب خندان و جان شادمان
عارفون کو اس لئے ہی جد و کد
یہہ مراتب ان سے پوشیدہ رہے
خود پڑھا ہی تو کلوا الا ثمر فو
کچھ نہین جز دلق انمین عقل و ہوش
بھونکتے مانند عیسی کے جہال
لیک معنی سے نہین ہرگز خبر
منبر و محفل کو بتلاتے سنوار
کسطرح دیونگے اپنا امتحان
ایسے مال و زر سے کیا پھل پاوگے

رزق اپنا مانگ لے اللہ پاس ۔ عمرو و بکر و زید سے رکھیو نہ آس

مانگ لے مستی خدا سے اے بشر ۔ سود کیا دے نشۂ بھنگ و خمر

دولت و یاری خدا سے کر طلب ۔ کیا مدد دینگے خال و عم و اب

کام رکھ اللہ سے باقی کو چھوڑ ۔ تجھ کو جانا ہے سبھو نسے منہہ کو موڑ

آج کر فریاد خالق سے برے ۔ تا تجھے حق وارث دولت کرے

یار تیرا تجھ سے جب دشمن ہوا ۔ کبر و کینہ اسکا ظاہر ہو گیا

تو نکر اس کبر و کینہ سے فغان ۔ بلکہ کر شکر خدا ہو شادمان

کیونکہ اسکے دام سے تو بچ رہا ۔ تا کرے آگے طلب اپنے خدا

سب تجھے روشن ہوا اسکا دغل ۔ حق طرف مائل رہا پیش از اجل

خلق کا تیرے پہ یہہ جور و جفا ۔ گنج زر ہے تو نہین پہچانتا

خلق کو کرتے ہین بد خو تیرے ساتھ ۔ تا کہ تو لاچار ہو گر انکے ہاتھہ

خلق سے خالق طرف لاوے رجوع ۔ حق طرف سر کو جھکا دے با خضوع

لیک پھر شیطان ڈراتا ہے کہ ہان ۔ فقر و فاقہ ہے ترا تو رایگان

پس تو پھر ہوتا گرفتار سبب ۔ خلق سے کرتا ہے پھر یاری طلب

دام مین شیطان کے مت ہو اسیر ۔ تا رہے تیرا مسبب دستگیر

جو کیا چاہا مسبب سو کیا — پس نکر تکیہ تو کچھ اسباب کا

نین سبب یہہ چشم کو تیرے حجاب — ہی مسبب سے ولیکن فتح باب

خیر و شر کا ہی مسبب سے ظہور — اسلو اسباب و وسائط کیا ضرور

جب خدا چاہے کسیکو مارنے — سو لحاف اوڑہے تو پھر جاڑا لگے

جب قضا آئی تو احمق ہو طبیب — وہ دوا تاثیر سے ہو بے نصیب

یہہ سبب سب ہین حجابِ احمقان — جو کہ ہی محجوب اسے دانش کہان

راز یہ اہل معارف جانتے — وہ مسبب اور سبب پہچانتے

انکو یہہ تن چھوڑنا آسان ہی — کیونکہ تن انکے لئے زندان ہی

تلخ کب انکو رہے زندان سے — باغ و بستان کی طرف لیجائینگے

جان ہو کر پاک تن کے قید سے — بال و پر سے عرش پر دلکے اڑے

جان کہتی دیکھہ وہ باغ و بہار — تن مین پھر لیجا مت ای پروردگار

جہد کر تا یہہ طلب ہووے زیاد — تا نہو دِل کو بدن سے اتحاد

اِس جہانِ پاک مین جان کر سکون — بولتا یا لیتَ قومی یعلمون

یعنے راحت سے یہان نکلے تم ہنوز — بے خبر ہو ای گروہِ تن فروز

گر نہ جیتا جان اِس تن کے سوا — پس کہو قصرِ فلک ہی کسکی جا

سب بدن کے جان کو گر نئیں حیات
فی السّماءِ رزقُکم کسکی برات

وہ طعام اور وہ شرابِ خوشگوار
مانگ لے اللہ سے ای ہوشیار

صبر کر روزی پہ تو ای روزہ دار
اُس غذائے پاک کی کر انتظار

جو ر ہا بھوکا سو آخر کھایگا
نعمت و دولت خدا سے پایگا

اِس مقام و رنج محنت سے اُسے
باغ جنت کی طرف لیجاوینگے

چھوڑ یہہ آتش کدہ تو پایگا
مقصدِ صدق اور دیدارِ خدا

بیان حدیث شریف کا بیچ احوال قیامت کے

ہی حدیثِ مصطفی مئیں یہہ سخن
حشر مئیں جی پھر اُٹھیگا یہہ بدن

صور محشر حکم ہی اللہ کا
حکم حق سے جان تن مئیں آیگا

جان پھر زندہ اُٹھے ہر ہر بدن
صبح کو جسطرح پر اُٹھتا ہی تن

ہر فجر ہی حشر اصغر ای پسر
حشر اکبر ہی قیامت کی فجر

حشر اصغر حشر اکبر کو بتاے
مرگ اصغر مرگ اکبر سے بجاے

جب اُٹھیگا حشر مئیں تو جاگ کر
سب ترے آگے رہیگا خیر و شر

نامۂ اعمال ہر بندے کے ہاتھ
درج اُسمئیں حرف حرف اُسکے صفات

گر نہو کچھ خیر کا اُس مئیں نشان
غیر ایذائے دلِ صاحب دلان

پس اُسے کھینچینگے سُو لیکی طرف — جرم ظاہر عذر بالکل برطرف

منتظر تھر لیگا وُہ ہر ہر جگا — مُنہہ پھرا کر حق کے جانب دیکھتا

حق کہے اُسکو کہ ای نیکی سے دُور — تو کیا ہی سر بسر فسق و فجور

سب عمل تھا سر بسر تیرا دغا — پس تو کیون چاہیے ہی نیکی کا جزا

پس کہے بندہ کہ ای بار الہ — جو کہا تو اُس سے زیادہ ہی گناہ

دیکھتا ہُون اِس لیئے تیرا جناب — تا رہُون محض کرم سے کامیاب

جب ہُوا اپنی خطا پر مُعترف — حق اُسے رحمت سے دیتا ہی شرف

تو ہی یک کیرا نجاست سے بھرا — طمطراق اِتنا جہان مین کیون کیا

تو منی تجھکو منی لایق نہین — اُورھہ لے اپنی پرانی پوستین

تو منی تھا پس منی کو چھوڑ دے — ای ایاز وُہ پوست اپنا اُورھہ لے

قصہ ایاز کا

تھا ایاز از بسکہ زیرک حق شناس — پوست اُور چارق رکھا تھا اپنے پاس

ایک حجرہ کر بنا بس مُستقیم — پوست اُور چارق رکھا اُسمین قدیم

شاہ کی خدمت سے جب پاتا خلاص — دیکھتا جا اپنا وُہ پیشرا یہ خاص

نفس تا مغرور دولت سے نہو — دائم اُسپر تھی نظر اُس مرد کو

لوگوں نے محمود کو یوں دی خبر
جانے نہیں دیتا کسے ہرگز وہاں
پس کہا محمود نے ہے یہہ عجب
باوجود اس فضل اور احسان کے
یک بڑے سردار کو بولا کہ جا
لوٹ لے تو تور اس حجرے کا در
میں کروں رحمت سے اس پر یہہ کرم
جو کہ پایا عاشقی سے زندگی
وقت آدھی رات کے سردار نے
یوں کیا تجویز ہم حجرے پہ جائیں
اُنکے بولا چیز کیا ہے یاں زر
ہے غلام خاص وہ سلطان کا
یک نے بولا ہے ترا باطل خیال
وہ کیا ہے مال و زر دل پر نثار
ہے وہ یک دریائے عقل و معرفت

اپنے حجرے میں رکھا ہے سیم و زر
اس پر رکھتا رات دن قفل گران
ہے لئیمی سے اسے زر کی طلب
مجھ سے اتنا مال و زر پنہان کرے
جس قدر ہو مال و زر سب دے لُٹا
اسکی اس بد بندگی کو فاش کر
وہ رکھے مجھ سے چھپا دام و درم
پاس اسکے کفر ہے جز بندگی
کئی جوانان اور اپنے ساتھ لے
زر کی یک ہمیانی یلیک لوٹ لائیں
لوٹتا یا قوت اور لعل و گہر
لعل و گوہر سے ہے سب حجرہ بھرا
وہ غلام از بسکہ ہے نیکو خصال
ہے ایاز یک بحر ناپید اکنار
تم نہیں پہچانتے ہو اسکی گت

رات دن حجرے مین جاتا ہی وہین تاکہ دیکھے اپنی چارق پوستین

کیونکہ دُنیا جاے غفلت ہی بری ہستی و پندار مین نت ہی پڑی

عزت اِس دُنیا کی ہی کفرو حرام دین گر چاہے تو کر ذلت مقام

کبر چاہے ہی ہمیشہ جاہ و مال کرم گو بر کو ہی گو بر سے کمال

پیشوا اِس راہ کا ابلیس تھا اُسنے اوّل جاہ کی خواہش کیا

عاجزی سے یون کہے آدم گنہگار خاک ہون مین خاک ای پروردگار

جب ایاز اپنا نہین بھولا نیاز عاقبت محمود ہی بیشک ایاز

شاہ بہتر جانتا تھا اُسکی خو واسطے اُذر دنکی تھی یہہ جُست وجو

گرچہ اُسکو تو نے بھیجا شال لیک تھا محمود کے دل پر ملال

دل کو دیتا پھر تسلّی بار بار اُسکو ہی ازبس کہ تمکین و وقار

گرچہ سو ماروں مین تیغ امتحان پر ایاز اصلا نہوتا مہربان

وہ کہے کہ مارتا ہو تجھکو مین وصل مین ہم ہر دو باہم ایک ہین

حکایت مجنون کی

جب ہوا لیلی سے مجنون دُور تر ہجر سے جلنے لگا اُس کا جگر

ہو گیا بیمار بس یکبار گی پس طبیب آیا دوا تجویز کی

دیکھ کر ناری کہا مجنونکو آج / فصد کے غیر از نہین تیرا علاج
وہ کہا اُسکو کہ ای مرد حکیم / فصد سے ہرگز نہین کچھ مجھکو بیم
لیک ہون لیلی سے پُر سر تا قدم / ہو صدف مین جسطرح موتی بہم
ہی رگ و پے مین مرے لیلی بھری / جلوہ گر رشتے مین ہو جیسے پری
خوف ہی مجھکو اگر نشتر لگے / ناگہان لیلی کے تن پر جا لگے

حکایت تمثیل

یون کہا معشوق یک عاشقکے ساتھ / آزمانیکے لئے خلوت مین بات
مجھکو رکھتا دوست تو یا آپ کو / ای فلانے بات اب سچ بول تو
وہ کہا مین تجھ مین ایسا ہون فنا / جلوہ گر ہی تو مجھے سر تا بپا
نام کے غیر از نہین ہستی مجھے / جسم مین میرے سراسر تو ہے
سنگریزہ جب ہوا لعل خوشاب / ہی سراپا اُس مین نور آفتاب

باقی قصہ ایاز کا

پس گیا سردار اُس حجرے اوپر / قفل تھا اُس پر لگا مضبوط تر
بخل سے زر کے نہین کی احتیاط / بلکہ اُس اسرار کی تھی احتیاط
صاحب ہمت کرے جان کو جتن / او نا بخل لعل و مرجان کو جتن

احمقون کو مال بہتر ہی نہ جان — جان پر قربان کرین زر کو مہان

سخت محنت سے کئے حجرے کو باز — تا لیجاوین لوٹ کر مال ایاز

جابجا حجرے مین جا ڈھونڈھے وہین — تو نہ تھی یک پاپوش تھی اور پوستین

ہو نتھہ حسرت سے لگے تب کاٹنے — ہو پشیمان شاہ سے کہنے لگے

خون ہم سب کا تجھے اب ہی حلال — گر کیا بخشش تو ہی فضل و نوال

خون اگر بخشا تو تازہ جان ہین — ورنہ ہین تو شاہ پر قربان ہین

شہ کہا مختار مالک ہی ایاز — خواہ مارے خواہ کر دے سرفراز

گرچہ ہم ہین نفس واحد جان سے — پر جدے ہین نفع اور نقصان سے

پس ایاز آشہ کی خدمت مین کہا — باوجود شاہ بندہ ہی فنا

پوست اور چارق بھی نا رکھتا اگر — کاہے کو کرتے ملامت اسقدر

رہ مین حقکے ایک تنکا ہی حجاب — چھوڑ غیر حق کو لے راہ صواب

یہہ تعلق بھی حجاب ہی راہ کا — جب ہوا کوئی طالب اس درگاہ کا

پرورش تن کی تجھے ہی سدراہ — رکھہ وہی مقصود پر اپنے نگاہ

ایکدم مین پہنچین عارف تابشاہ — ایکدن کی راہ زاہد ایک ماہ

قدر ہر ہر روز عمر مرد کار — سالک اس عالم کے ہین پنجاہ ہزار

عشق ہی وصف خداے لم یزل ۔ عشق مین ہی خوف عارف کو خلل

عشق کی گر شرح بولون مین مدام ۔ حشر سے جاوے گذر وہ نا تمام

ڈرتے تو پہنچین نہ گردِ عشق کو ۔ آسمان بس نین ہی وردِ عشق کو

عشق مین دعوا تیرا سب ہی دروغ ۔ جھوٹ سے حاصل تجھے کب ہو فروغ

حشر مین ظاہر ہو سبکا کاروبار ۔ ڈرنے والے ہو وین اُسدم شرمسار

وہان گواہ تیرے بنینگے دست و پا ۔ فعل کا تیرے بتاوینگے پتا

بلکہ ہر ہر عضو اِس تن کا ترے ۔ شاہدی حق پاس ادا تیری کرے

عُمر سب گر معصیت مین کھو دیا ۔ توبہ کرتا تجھکو بخشیگا خدا

دم غنیمت ہی اگر گذری عمر ۔ دم غنیمت بوجھ اِسدم توبہ کر

عمر کے گذری گناہان ہون صواب ۔ تجھکو جب بخشے خداے مستطاب

حکایت نصوح دلاک کی جو توبہ نصوح کیا

ایک حمامی تھا نام اُسکا نصوح ۔ اِس کسب مین تھا زنا اُسکو فتوح

صورت اُسکی تھی بنی مثل زنان ۔ مردمی کو وہ کیا کرتا نہان

تھا اُسے حمام مین نت کاروبار ۔ عورتون کا روز و شب خدمت گذار

تھا دغابازی مین بس چالاک وہ ۔ فسق مین مشغول تھا ناپاک وہ

ایکدن جا ایک عارف سے کہا ‌ ‌ کیجئے کچھ واسطے میرے دعا

بادۂ حق سے جو کوئی سرشار ہی ‌ ‌ بھید سب کا جان کر ستار ہی

خلق کا کرتا ہی جسکو راز دار ‌ ‌ مہر کرتا منہہ کو اسکے کردگار

ہنس سکے وہ عارف کہا ای بدنہاد ‌ ‌ کرکے توبہ چھوڑ دے فسق و فساد

دے تجھے توفیق توبہ کی خدا ‌ ‌ تا کہ تو بار دگر نا دے دغا

وہ دعا عارف کی ہو گئی کارگر ‌ ‌ اسنے پھر توبہ کیا پایا اجر

حق سوا سب ہین تیرے اعدای جان ‌ ‌ دوست کو شکوہ روا نہین الفلان

نقض میثاق و شکست توبہ ہا ‌ ‌ تجھہ کو لعنت مین کرے گا مبتلا

فائدہ صبر اور توکل کا اور نقصان تعجیل اور حرص کا

مکر ہی شیطان کا تعجیل کار ‌ ‌ رحمت رحمان ہی صبر و قرار

سب کو حق دیتا ہی روزی فضل سے ‌ ‌ قسمت ہر یک کی ہی اسکے پاس سے

جسطرح سے ہی تو عاشق رزق پر ‌ ‌ رزق بھی تجھہ پہ ہی عاشق سر بسر

تو اگر دوڑا جہان مین جائیگا ‌ ‌ رزق دروازے پہ تیرے آئیگا

تو اگر بیٹھا تو پہنچا وے حبیب ‌ ‌ رزق تیرا جو ازل سے ہو نصیب

ہی زنون مین وصف حیوانی زیاد ‌ ‌ رنگ و بو سے اسلئے ہوتی ہین شاد

جو کہ کھایا گھانس سو قربان ہوا
جو کہ پایا نور حق قرآن ہوا

کوئی قناعت سے نہین ہرگز خراب
حرص سے حاصل ہی کسکو فتح باب

بیان یہہ کہ تقلید اور پیروی نفس کی بد ہی

ہی مقلد کو برا رہ مین خلل
راہ زن اسکا ہی شیطان دغل

تو لیا ورثہ علی سے ذو الفقار
پر کہان بازوے شیر کردگار

ای مخنث گر سپاہی تو بنا
ہی تراشا ہد وہی آلت ترا

جبکہ نامردی سے ہی نامرد دل
پس تو ہو منہ چھونسے تیر نے تو خجل

نفس کے منتر سے تو مت ہو خراب
جا کسی کامل سے مل ہو کامیاب

منتر اس کامل کا ہی جیون شہد و شیر
گرد اسکے پاؤن کی کرلے عبیر

لے گئی روبہ گدھے کو گر تھگا
گو کہ لے گئی تو نہو بارے گدھا

گو گدھے لیجائین سرہنگان پکڑ
آدمی ہو بند مین آنکی نہ پڑ

ہی گدھون کی جاے یہہ دنیا تمام
تو ہی عیسی یہہ نہین تیرا مقام

نور سے تیرے ہی روشن آسمان
مین جگہہ تیری گدھونکا ہی یہ تھان

تو فلک اور اخترونسے ہی برا
گرچہ یک چند روز آخر مین پڑا

میرا آخر نہین جدے خر ہیین جدے
جو گئے آخر مین کیون ہو وین گدھے

بیان یہہ کہ وہم اور طمع خیال بدہی اور صحبت یار بد کی بدہی

ہی قسم پروردگارِ پاک کی — یار بد سے سانپ کی صُحبت بھلی

ہیچ اِس اُمّت کی مسخِ تن نہین — لیک مسخِ دِل ہی تُم جانوٗ یقین

توخیالِ بدمیٗن اِتنا کر نہ کد — ساتھہ نیکونکے تو مت رکھہ ظنِّ بد

مت رکھہ اخوانِ صفا سے بدظنی — گرچہ ہوٗ ظاہر میٗن کچھہ اُنسے بدی

جب خیال اوٗر وہم بد آوے تجھے — دوٗست بھی آویٗن نظر دشمن تجھے

عالمِ وہم و خیال و طمع و بیم — راہ میٗن سالِک کوٗ ہی سدِّ عظیم

وہم سے یکبارگی حضرت خلیل — کہہ دئے مہتاب کوٗ ربّ الجلیل

وہم سے ویٗسے رسولِ سرفراز — بھول بیٹھے رب کا اپنے امتیاز

اِس خیال و وہم سے لی قافلے — اہلِ دین ہفتا دود و مِلّت بنے

طمع کور و احمق و نادان کرے — احمقون پر موٗت کوٗ آسان کرے

وہ گدھون پر موٗت سچ آسان ہی — کیونکہ نیٗن جاوید اُنکا جان ہی

جان جب نیٗن جاودان ہی وہ شقی — موٗت پر کرتا دلیٗری احمقی

جہد کرتا جان تیرا جاوید ہو — اوٗر تیرا توشہ ہوٗ روٗزِ موٗت کوٗ

بھوکھ خاصانِ خُدا کی ہی غذا — جس سے توٗ بیٗزار رہتا ہی سدا

اگر نہووے نور دِل وہ دِل نہین
جو کہ کف دیکھا سو ہی اندر شمار
نفس کے کُتّے سے تو عاجز رہا

جان نہو تو تن بغیر از گل نہین
بحر جو دیکھا سو ہی بے اختیار
بس یہ دعوا ہی کہ ہون شیرِ خُدا

بیان مسئلہ جبر اور قدر کا

تجھکو ای جبری نہین ہی سازوار
تاکہ بالکل بھول گذرا اختیار
عالمِ امکان مین ہر ہر چیز کا
بے گمان مختار مُطلق ہی خُدا
لیک تو مجبور مُطلق ہی نہین
تاکہ تو جبری کہاوے ہر کہین
اختیارِ حق سے تیرا اختیار
کیا سبب غُصّہ ہی تجھ مین آشکار
امر و نہی و مہر و انعام و عِتاب
نین بجز مُختار کے ہرگز صواب
قدریون کو ہی نظر اِس گرد پر
اس لئے کہلائے وہ اہلِ قدر
جبریان ہین اِس نظر کے مُنکران
اِس لئے مجبور کہلائے یہان
جبر ہی بیشک زبون تر قدر سے
جب کہ مُنکر جبریان جِسکے ہوے
مُنکرِ حس ہین نہین اہلِ قدر
بلکہ فعلِ حق سے ہین وہ بے خبر
اُنکو نین ہی فعلِ حق سے آگہی
فعلِ حق حِسِ بشر کیون پایگی
ہی غرض تکرار اِس دو قوم کا
حشر تک قائم رہیگی یہہ ماجرا

اُنکے سے دوسرا اگر معقول ہو / مذہبین ہوسکے کہان ہفتاد و دو

بیان فائدہ عشق حق اور بقائے روح کا اور فنائے تن کا

عشق مُردیکا نکر تو اختیار / عشق کو بس ہی خدائے کردگار

روح بے قالب کریگا کرّ و فر / قالب بے روح جینا ہی حجر

ہی یہہ عالم مُردہ زندہ وہ جہان / ذرّہ ذرّہ نکتہ دان و زندگان

اُنکو اِس عالم سے کچھ آرام نین / عالمِ مُردہ سے اُنکو کام نین

گُلشن و فردوس ہو جسکو وطن / گلخنِ دُنیا مین کیون پاوے امن

جائے روح پاک علیین ہی / جائے کرمان تو دہ سرگین ہی

خاصگانِ حق کو ہی جامِ طہور / یہہ جہان شور آئینہ مُرغانِ کور

ہی شبستانِ خدا جیون آفتاب / کب شبِ تاریک ہو اُسکو حجاب

جب گیا عُریان جہان سے حق کے پاس / حق اُسے دیتا ہی رحمت کا لباس

خلعتِ اوصافِ حق وہ دہن کر / غارِ دُنیا سے اُڑے افلاک پر

خاک مین تھا وہ اگرچہ دردناک / خاک سے گذرے پہ ہو جاتا ہی پاک

تن ہی یک مہمان خانے کے مثال / پس تو مہمانون پہ کر اُسکو حلال

سات سال ایوب با صبر و رضا / تن کئے تھے وقف کرمانِ بلا

رنج سے ہرگز نہو تو ترش رو
پایگا گنج شکر تب حق سے تو

شیوۂ نازک دِلان مین ہی قتال
جنکو ہو دُنیا مین جینے کا خیال

تن فدا کرتا ہی رسمِ عاقلان
ہی شہیدون کو حیاتِ جاودان

یہہ جہاد اصغر ہی اور اکبر ہی نفس
ہر دو ستانِ رستم و حیدر ہی بس

یہہ بہارِ باغ بعد از برگ ریز
ہی تجھے روشن دلیلِ رستخیز

خاک ہی آدم رہے کب خاک مین
کب شراب آخر رہیگی تاک مین

فائدہ مستور ہونا زنون کا نامحرمون سے

عورتون کو غیر سے محرم نکر
مرد و زن ہین مثل پنبہ اور شرر

جب ملین دونون بالفت یا بلین
تیسرا ہوتا ہی پیدا ایک یقین

جو کہ نامحرم سے ہووے فسق جو
قلتبان بیشک ہی اپنی زنکا وو

دین کی رہ کا تو گر نہین راہ زن
رنگ و بو کو بوجھہ مت مانندِ زن

یک نے پوچھا ایک دانشمند سے
حق و باطل کیا ہی کر آگہہ مجھے

گوش ہی باطل کہا بے اعتماد
چشم حق ہی ہی یقین اُسکو زیاد

ہان نکر تعجیل اول ہو فنا
جو فنا دیکھا سو پھر باقی ہوا

ہی جہان مین نور نار و نار نور
اِس لئے دُنیا بنی دار الغرور

عقل گر اِس راہ مین رہ بین رہے
فخر رازے رازدارِ دین رہے

یہہ انا کب عقل کون مکشوف ہو
یہہ انا بعد از فنا معروف ہو

یہہ انا فانی بذاتِ مُستطاب
جیون ستارے ہین فنائے آفتاب

مُناجات بیچ درگاہ حق تعالیٰ شانہ کی

تلخی ہجر ای خدا لئے مُستغاث
سخت تر ہی اَلغیاثِ اَلغیاث

وصل خاطر تیرے مرنا خوب ہی
ہجر تیرا سخت نامحبوب ہی

عفو کر میرے گناہان ای کریم
لطف تیرا ہیگا بندون پر قدیم

اصل میرا کیا ہی مین کیا چیز ہون
تا طلب تیرے لیے آمرزش کرون

تون ہو نمین کیا ہی میرا مین بنا
مین بنا سارو نکا ہی تجھہ مین فنا

کیا کہون تیرے سے ای صاحب کرم
کیا مجھے طاقت جو مارون ایکدم

تو عدم سے خلق کون بخشا وجود
تو کیا نابود جو تھا اُسکو بود

تو کیا گستاخ تو گستاخ ہین
تو کرم سے بخش گستاخونکے تین

تو دیا ہمکو دُعا کی آب و تاب
پس دُعا کو کر ہماری مُستجاب

تو کیا ہی مست مُجھکو ای صمد
مارتی ہی شرع کب مستونکو حد

مین ہوا ہوشیار تو حد مار تو
لیک مین ہوشیار ہوتا ہون کبھو

بندگی تیری ہی آبِ زندگی　　آبِ حیوان ہمکو نا مارے کبھی
مین دیا فاروق کو آزار سم　　بلکہ تھا تریاق فاروق انکے دم
ڈھونڈو وہ تریاق فاروق الغلام　　تا تو ہو فاروقِ دوران والسلام

چھٹا دفتر مثنوی شریف کا

ای حیاتِ دل حسام الدین مجھے　　یہہ چھٹا دفتر ہی خوش آیا مجھے
پیشکش کرتا ہون مین یہہ معنوی　　یہہ تیری خاطر نگارین مثنوی
شش جہت کو مثنوی سے نور دے　　تجھ سے تا مشہور یہہ نامہ رہے
عشق کو شش پنج سے کچھ کام نین　　غیر جذبِ یار اُسے آرام نین
نقل خارستان غذائے نار ہی　　بوئے گل قوتِ دماغ یار ہی
ہی ہمارے پاس گُہ ناپاک تر　　خوک و سگ حلوا سمجھتے اور شکر
یہہ جہان ہی سربسر اسباب جنگ　　عزت یک کی دوسرے حق مین ہی ننگ
یہہ جہان اس جنگ سے ہی برقرار　　ہی خلافِ چار عنصر آشکار
خلق کی ایجاد ہی اضداد سے　　اِسلئے ہم ہین جھگڑتے آپ سے
تجھ مین ہی تو دیکھ یہہ جھگڑا برا　　دوسرے سے بس جھگڑتے کیون ارا
وہ جہان سب باقی و آباد ہی　　کیونکہ ترکیب اُسکی بے اضداد ہی

ہر ستارے کا مقرر ہے مکان — پر سماتا نین فلک مین نور جان

نور نا محدود کیونکر حد مین آے — اِس مکان مین جان بیحد کیون سماے

اِس زمین پر سبز ہوتا جو نبات — خضر سا پیتا ہے وہ آبِ حیات

جان جب جانان طرف کرتا گذر — عمر بے پایان سے ہوتا بہرہ ور

مرغ پر والا اڑے تا آشیان — مثل پر ہمت ہے بہر مرغ جان

جو ہوا عاشق اسیرِ خیر و شر — خیر و شر کو چھوڑ ہمت کر نظر

سانپ گرچہ ہو سفید و بے نظیر — صید جب چوہا کیا بس ہے حقیر

چغد کو گر میل ہے بازوے شاہ — باز ہے وہ گرچہ نین رکھتا کلاہ

آدمی یک مشت مٹی ہے بتر — لیک ہمت سے گیا افلاک پر

حق بنی آدم کو کرّمنا کہا — کب فلک کو مرتبہ ایسا ملا

جان کو حاصل ہے فضل و آگہی — جو ہوا آگاہ تر ہے وہ قوی

جان اوّل مظہرِ درگاہ ہوا — جان جان خود مظہرِ اللہ ہوا

وہ ملائک جملہ عقل و جان سے تھے — جان آدم کے وہ سب جسمین بنے

بھید ہے دوسرا ولے کس سے کہون — تا کرے معلوم اسرارِ درون

اہل ظاہر کب سمجھتے ہین وہ بات — بھید ہے وہ نہین فعولن فاعلات

نین دریغ حق کو گدھو نسے ہی شکر
گر شکر ہوتی گدھے کو آرزو

معنی نختم علیٰ افواہم
ہو مسلمان تاکہ یہہ ختم گران

ختم جو جو چھوڑ گذرے انبیا
قفل جو جو نا کھلے باقی رہے

مصطفیٰ ہین شافع ہر دو جہان
کام انکا رہنمائی ہی یقین

اس مبارک دم سے حل ہین ہر دو باب
ہین اشارات محمدؐ المراد

سو ہزارون اُن پہ صلواۃ و سلام
یعنی سبط مصطفیٰ احسن و حسین

گرچہ ہون بغداد مین یا ردم وزی
شاخ گل ہو ہر کہین ہی شاخ گل

گر ہوا خورشید مغرب سے بلند
گہہ پسند آیا ولے خلعت مین خر

حق دریغ اُسسے نہین رکھتا کبھو
ہی یہی پہچان سلے ای محتشم

کھول دین دین خاتم پیغمبران
مصطفیٰ کا دین اُسسے اُٹھوا دیا

ہاتھ سے اِنّا فتحنا کے کھلے
دین یہان دیوین وہان دار جہان

پیشوائے انبیاؤ مرسلین
دو جہا نمین دعوت انکی مستجاب

کل کشا و اندر کشا و اندر کشاد
اور فرزندون پہ بھی اُنکے تمام

جو جگر گوشہ ہین اُنکے نور عین
غیر آب و خاک اُنکی نسل ہی

خم مل ہو ہر کہین ہی خم مل
ہی وہی خورشید ای دانش پسند

عیب چینون کون خدایا دور کر ‏ اپنی ستاری سے انکون کور کر

بیان بیچ فائدۂ تجرید کے اور کسر نفس امّارہ کے

راہ مین حق کے نہین جب لگ فنا ‏ لوے نہ پہنچا تا بدرگاہ خدا

ہے تا تجھے معراج تمکین نیستی ‏ عاشقون کون مذہب و دین نیستی

عاشقی مین جب ہوا کامل ایاز ‏ اپنی ہستی سے اٹھایا دل ایاز

بود سے جب اپنے وہ نابود تھا ‏ انتہائے کار خود محمود تھا

جب کیا وہ نقش کون اپنے تباہ ‏ پوست اور چارق بنایا قبلہ گاہ

ملک و مال و دولت و دنیا یقین ‏ سدّ راہ سالکان ہے ای امین

ظاہرا جنّت ہے دنیا سربسر ‏ باطن اسکا ہے جہنّم سے بتر

نعمتین ہین سربسر جتنی یہان ‏ زہر قاتل ہین بحکم امتحان

دور سے دکھلائے جیون دریائے آب ‏ جب ہوئے نزدیک تو ہے وہ سراب

رنگ و بو پر اسکے مت مغرور ہو ‏ اس بلائے بد سے ای جان دور ہو

ظاہرا ہے نام میرا اور شہی ‏ باطن اسکا درد مرگ جان دہی

بندگی کی رہ مین چل بندو نکے وار ‏ مت کسیکے ہو تو کاندھے پر سوار

خلق کون حمّال تو اپنا نکر ‏ مثل مردے کے نجا تابوت پر

بار اپنا غیر کے سر پر ندے
بادشاہی سے فقیری خوش کہے

اُس امیری سے فقیری ہے بھلی
جو غرورِ مال سے ہو کاہلی

ہیں لباسِ سردارزادے سبے ہنر
اپنے بد اطوار سے ننگِ پدر

علم و حکمت گرچہ بہتر جانتا
پر نہیں بیٹا تو اپنے عیب کا

ہے نظر دستار پر یا ریش پر
اُس سے زاید کچھ نہیں تجھ میں ہنر

بلکہ اُسکی بھی بحکمِ الٰہی
پوچھتا اور رونے سے تو بیش و کمی

بوجھہ میں تیری تجھے ہوگا فلاح
کام آوے زُہد و تقوی اور صلاح

جانور ہوتا ہے موٹا گھانس کھا
مرد کو کبر و غرور اموال کا

لیک یہہ موٹا بیا کیا کام آے
یہہ تکبر تجھکو دوزخ میں جلاے

فائدہ اختیار کرنے طریق سُنت و جماعت کا

مصطفیٰ بولے اگر چاہتا ہے بہشت
مانگ مت پھر کِس سے یہہ دنیاے زشت

گر نہیں مانگا تو ضامن ہوں ترا
جنت و دیدار حق کا پاے گا

یہہ جہان ہے دام دانہ آرزو
دام میں دلنے بدل مت جا کبھو

گر گیا اس تو پایا شوکت د
ور خلافِ اُسکے کیا دیکھا فساد

ہے تردد سے تیرا سب کاروبار
یہہ تردد میں بغیر از اختیار

پس قضا کا تو بہانہ کچھ نکر
فعل تیرا تجھ سے جو پیدا ہوا
جرم کا اپنے مقر ہو سر بسر
دزد ایمان ہی تیرا دیو دنی
رہزن ایمان ترا ہی فتنہ گر
خنجر توبہ عجب کچھ تیز ہی
مرکب توبہ پہ ہو جلدی سوار
یک بلا وہ چور ہی کر لے یہہ غور
پاس رکھ ہر آن تو اس خود کا
مکر اسکا کوئی نہ جانا جز خدا
تو ہی یوسف دیو ہی گرگ اےجوان
ترک سنت اور جماعت کو نکر
راہ سنت ہی جماعت ہی رفیق
راہ مین بے عقل و بے دین چور ہی
یا کہ نامردی سے بتلا کر ہر اس

فعل پر تیرے تو رکھ اپنے نظر
عاقبت پکڑیگا وہ دامن ترا
انتقام اور عدل حق سے صلح کر
مت رکھ ایسے چور سے تو ایمنی
نا کرے ہان تا تجھے زیر و زبر
رہزن ایمان کا خون ریز ہی
رہزن ایمان کو اپنے جلد مار
جیون خیال ہر دم ہی اسکی شکل اور
تا کہ مرکب بھی نہ لیجاوے چرا
لے خدا کا آسرا مت کھا دغا
دامن یعقوب کو مت چھوڑ ہان
گر کیا تو خون تیرا ہی بدر
بے رہ و بے یار آفت ہی طریق
تجھکو فرصت دیکھ چاہے لوٹ لے
راہ سے پھیرے تجھے ناحق شناس

تجھکو ورتبلا جو پھیرے راہ سے — دور تر بہتر تو اِس بدخواہ سے

عمر تیری دیو جب ٹھگ کر لیا — نفع کیا دے پھر تعوذ او پڑہ دعا

عشق و ناموس اکٹھوان امکان نہین — عاشقون نے چھوڑ ہین ناموس و دین

خانۂ تن کو جلا ای شیر دل — چاہیئے گھر عاشقونکا اِس قبل

ترک خواب ای عاشق اپنی کر ذرا — ایک شب کوچے مین بیخوابو نکلے آ

دیدۂ تن کور ہے تن پر نظر — چشم جان سے دیکھ جانِ باخبر

جانکے کوزیمین ہی آبِ حیات — تن کے کوزیمین بھرا زہرِ ممات

زہر کو دیکھا تو ہی آگاہ دِل — پرورش سے تن کے تو ہوگا خجل

جب تجھے شیطان ہووے یارِ غار — پس ہدایت پر کہان تجھکو قرار

مُصطفیٰ بولے کہ قُرآن اور دِل — بعض کو ہادی ہین بعضے کو مُضل

مثنوی سے بھی یہی احوال ہی — اِہتدا اِسکو کسے اضلال ہی

تفسیر حدیث موتوا قبل ان تموتوا کی

رمز مُوتوا قبل موتوا ہی یہی — تا مرے پیش از اجل با آگہی

جب تلک تو زندگی مین نین مُوا — تب تلک تو واصلِ حق نین ہوا

تا نمایان ہین فلک پر اختران — تب تلک خورشید عالم ہی نہان

تو منی کو توڑ اپنی ای عزیز　　تا تجھے ہو اصل کی تیرے تمیز

عکس تیرا تجھ مین خود دیکھا ہی تو　　آپ کو تو غیر سمجھا ہو بہو

جسطرح وہ شیر تھا پندار مین　　عکس کو دیکھا عدو ہی غار مین

نیست ضد ہست ہی ای مرد راہ　　نیست ہو تا ہست پر پہنچے نگاہ

پس تجھے اول فنا ہونا ضرور　　تا تجھے آوے نظر وہ اصل نور

تب تجھے وہ نور ہووے بے حجاب　　تو فنا ہو جب وہ دیکھے آفتاب

یہہ نہین وہ مرگ جو تربت مین جاے　　بلکہ جیون ظلمت گئے پر نور آئے

مرد بالغ جب ہوا طفلی مرے　　جیونکہ آیا روز شب رحلت کرے

خاک زر ہو شکل ست گئی خاک کی　　آئی شادی گئی غمی غمناک کی

مصطفی بولے کہ ای اسرار دان　　دیکھ لے مردہ بشکل زندگان

مردہ جو چلتا پھرے زندہ مثال　　جان ہو اسکا فلک پر بے زوال

سو ہی صدیق اکبر یار غار　　ہی فلک پر جان انکا برقرار

کیونکہ پیش از موت انکا جان پاک　　چھوڑ گذرا ہی تن آلودہ خاک

پس مرے پر انکی روح پاک کو　　نقل نین پھر عالم افلاک کو

نقل ہی لیکن نہین جیسا کہ عام　　نقل یکمنزل سے تا دوسرے مقام

موت کے آگے ہوا ہی اسکا نقل
بے مرے سے مین جاننے کی اسکو عقل

مردہ زندہ ہی صدیق امین
صدق سے ہی وہ امیر المحشرین

اس جہان مین دیکھ لے صدیق کو
تا قیامت کی کرے تصدیق تو

پس محمد جو قیامت نقد تھے
کیونکہ پیش از موت کے فانی ہوئے

زادہ ثانی ہین جگ مین مصطفیٰ
پس قیامت آپ تھے وہ ظاہرا

پوچھتے انسے قیامت لوگ جب
تو محمد انکو فرماتے عجب

اب قیامت سے قیامت کا سوال
کیا سب کرتے ہین یہہ غافل رجال

اس لئے بولے رسول خوش پیام
رمز موتوا قبل موتوا با کرام

جسطرح آگے اجل کے مین موا
تم مرو تا کشف ہو یہہ ماجرا

پس قیامت ہو قیامت کو پچھان
دیکھنے پر چیز کو یہہ شرط جان

تو نہ جبتک وہ نہ وہ سوجھے تجھے
خواہ وہ یا نور یا ظلمت رہے

حکایت بر سبیل تمثیل کے جو غافل عمر اپنی ضایع کرتے ہین

روز عاشور نکلے سب اہل حلب
جمع ہو انطاکیہ مین تا بشب

نالہ و نوحہ لگا کرنے لگے
کربلا کے واقعے کے واسطے

اس یزید اور شمر ملعونکا ستم
شرح کرتے تھے بصد درد والم

اِنک شاعر کوئی غریب آیا وہان
مرگیا ہی کون کسکا ہی عزا
تا کہون مین مرثیہ اُسکے لئے
اِنک بولا تو ہی دیوانہ مگر
مومنون پر غم حُسینِ پاک کا
جب سُنا شاعر کہا بیشک ولے
کب ہوا یہہ واقعہ تھا ای عجب
اب تلک شاید کہ تم سوتے رہے
پس عزا خود پر کرو ای خفتگان
خود وہ صاحب دین کے سُلطان تھے
اوجِ دولت پر گئے ہو شادمان
مُلک باقی کے لئے شاہنشہی
اُنکو نہین آگہہ تو رو لیتے اُپر
تو کہان ذرّہ کہان ہی آفتاب
شرط روزِ بعث اوّل مرگ ہی

دور سے پوچھا کہ یہہ کیا ہی فغان
نام و نعت اُسکا مجھے دیجے بتا
اُسکے نام و نعت اور اوصاف سے
تو نہین شیعہ عدو ہی سربسر
نوح کے طوفان سے ظاہر تر ہوا
کِس زمانے مین یزید اور شمر تھے
تمکو پہنچا بعد اِس مُدّت کے اب
جو عزا مین چاک اب جامے کئے
کیونکہ ہی بد مرگ یہہ خوابِ گران
شادمانی کی جو چھوٹے قید سے
کُندہ و زنجیر جب توڑے شہان
تجھکو ہوتی کاش اُنسے آگہی
جو نہین جز خاک پر تیری نظر
کیا سُلیمان پاس چیونٹی کا حساب
زندگی کو موت ساز و برگ ہی

جملہ عالم یہان مگر بھولے ہین راہ
مولتے درتے ولے ہی وہ پناہ

چشم خالی کو نظر ہی خاک پر
بود کو نابود بوجھے وہ نظر

چشم باطن مین اگر بخشے خدا
ذات ہستی کو سمجھ کر پایگا

کر دل و دیدہ تیرا روشن بنے
دیکھے تب محشر یہہ عالم آنکھ سے

سو جھتے تجھکو حقایق اب تمام
کیونکہ فہم اسکا ہی خامون پر حرام

بیان اسکا کہ عاشقونکو حیات دائم ہی

یہہ جہان زندہ ہی یکسر حقکے پاس
لیک تو مردہ اسے کرتا قیاس

بندگی کر بہر حق ای بوالفضول
نفع کیا دے خلق کار دو قبول

کر تو چاہے ہی خریدار ای فلان
حق سے بہتر مشتری تیرا کہان

یک نجس تن تجھ سے حق لیتا ہی مول
پھر عوض دیتا ہی سو نقد قبول

مول لیتا یک نجس جسم فنا
خوش عوض دیتا تجھے ملک بقا

اشک یک تھورا تیرا کرتا خرید
بخشتا کوثر عوض رب المجید

مول لیکر اینک تیرا سوز آہ
بخشتا سو سو طرح کا عز و جاہ

دو بے ہین عشاق سب خونابمین
گر پڑے ہین عشق کے گردابمین

آسیا کے طور دائم بے قرار
روز و شب گردان و نالان زار زار

ابتدا گر عشق ہی رنج و بلا
انتہا گنج سلامت پاے گا

تن کوں پانی کر بہا انکھون کی راہ
رکھہ مُدام انجام پر اپنے نگاہ

اصل خود جذبہ ہی لیکن الغلام
کام کر مت اسپہ رکھہ موقوف کام

ترک کرنا کام کا ہی کاہلی
عشق مین ہی تجھکوں جان بازی بھلی

عشق مین ہی ترک بہتر ناز کا
نازکی دستور ہی جان باز کا

بھول جا یکبارگی ردّ و قبول
امر و نہی عشق سے مت ہوں ملول

ہی ہر یک دو کا نکا سوَدا جدا
مثنوی دو کان ہینگا فقر کا

مثنوی میری ہی وحدتکا دوکان
غیر وحدت کے ہین باقی سب بتان

اُسکے آگے ہی بڑی دُشوار بات
بولنا لائق نہین ہر کس کے سات

آشتی چاہیے ہی کب یوسف سے بھیڑ
رہ سلیمان پاس دیوون کوں نچھیڑ

صُلح یوسف سے نچاہے بھیڑیا
ہل سلیمانسے نہ دیوون کوں ستا

شرع کے احکام ہین زندے اُپر
مُردگان کوں شرع سے کب ہوں خطر

جو فقیری سے ہوئے ہین آشنا
مُردگانسے بھی زیادہ ہین فنا

مُردہ یک نوبت مُوا یہہ لاکھ بار
خون بہا ہر قتل کا ہی بے شمار

گرچہ مارا حق نے اُن کوں بارہا
لیک بخشا خون بہا اپنا رہا

قوم میہہ مانند ہین جرجیس کے — بارہا مارے پڑے پھر جی سے اُٹھے

ہی قسم ایک بار جو مارا پڑا — قتل پھر ہونے پہ عاشق تر ہوا

گور مین مُردہ بہُت دیکھا ہی تو — دیکھہ تک مُردیمین اِسدم گور کو

عاشقوں کے ساتھہ مت رکھہ دلمین کین — نقش گرمابہ سے لڑتے ہین کہین

مُردگانِ عشق سے جھگڑا نکر — صُورتِ تصویر ہین وہ سربسر

حال اُنکا شرح مین آنا محال — آپکو تو غارِ دُنیا سے نکال

ہمکو ولیبکوا کثیرا حق کہا — تو سر بریان نمط ہنستا رہا

شمع سا رونے سے کر روشن ضمیر — تاکہ دِل ہووے تیرا روشن مُنیر

ذوق ہنسنے کا ہمیشہ تو چکھا — ذائقہ رونے مین ہی اِس سے بڑا

خندۂ جاوید رونے سے ملے — پھر نہین وہ ذائقہ تُم چاکھتے

ذوق رونے کا نہین جانے ہو تُم — آبِ حیوان ہی مگر ظُلمت مین گم

ہی تیرے ہنسنے مین رونا مستتر — لیک غم مین خندہ جیون نَے مین شکر

اِس محل مین آفتابِ نور وار — دمبدم ہوتا ہی ذرّے پر نثار

عشق مین ہی شیر صیدِ آہوان — باز ہی فرمان بر تیہو بجان

عِلم و حِکمت عِشق مین بے سُود ہی — یہان فنا ہونے مین کل بہبود ہی

اِس جہان کی محنت و رنج و الم
محنت مہجوری حق سے ہی گم

ترک دُنیا گرچہ ہی تلخ ای بشر
لیک دُوری حق کی اِس سے تلخ تر

جاسے قہرِ حق ہی یہہ دُنیائے دون
قہر حق دیکھیگا گر اِسمین زبون

قہر کا انجام تک دیکھہ ای ودود
قہر سے کیا لگئے عاد و ثمود

قبلۂ عارف ہی نورِ ذو الجلال
قبلۂ عقل مفلسف ہی خیال

قبلۂ زاہد خداوندِ کریم
سیم و زر ہی قبلۂ مردِ لئیم

قبلۂ خلوت نشینان ذو المنن
قبلۂ صورت پرستان روئے زن

یہہ سخن ظاہر دلے مخفی ہی بس
محرمِ عنقا رہے کیونکر مگس

کوئی نہین عاشق سے دیوانہ زیاد
عقل کو اُسکلے جنون سے اتحاد

بیان اُسکا کہ صبر کرنا اُور جور و جفا سہنا جاہلونکا عزت و زینت ہی عاقلونکو

جاہلون سے گر ہوا تو ایکدل
ہوویگا آخر پشیمان اور خجل

جاہلون کی دوستی ای ہوشیار
زہر قاتل ہی کریگی تجھ کو خوار

گوہر و خرمہرہ یک جا سنے گدھا
عقل و عاقل کی اُسے تمیز کیا

عقل ایمان جاہلون سے دیو غول
مالِ دُنیا دے ٹھگا لیتے ہین مول

ای سگِ دنیا نہو مغرور مال ۔ سگ ہوا بو تھا تو جھڑ جاتے ہین بال

صبر کرنا جاہلون کے ظلم پر ۔ تجھکو ای عاقل ضروری ہی مگر

حلم سے نااہل کا سہنا جفا ۔ اہل کے دل کو سراسر ہی جلا

آتشِ نمرود ابراہیم کو ۔ روشنی دل کی بڑھائی مو بمو

وہ نفاق و جور و کفرِ نوحیان ۔ نوح کو تھا صیقلِ مرآت جان

لیک جو چاہا بجھانے شمعِ دین ۔ شمع باقی وہ جلے بیشک لعین

جو کریگا شمع پر مولا کے دم ۔ شمع روشن وہ جلے سانون جنم

حشر تک لعنت کی برسے اسپہ دھول ۔ بولہب پر جیون کیا تبت نزول

روشنی کو چاند کے سگ دیکھ کر ۔ بھونکتا پر چاند کو کیا ہی ضرر

نور کو ظلمات سے کیا ہو خلل ۔ بھاگتا لاحول سے دیوِ دغل

وہ طریقِ خاتمِ پیغمبران ۔ انکے وہ آداب وہ یاران کہان

وہ نماز و روزہ و رحمت کہان ۔ تو کہان اور تجھکو یہہ دولت کہان

مانگتا دائم دعا یہہ موشش کور ۔ تا نہو خورشید کا جگ مین ظہور

حکمت بیچ پیدا ہونے خلیفہ حق تعالی کے
جو آدم علیہ الصلواۃ والسلام ہین

جب ارادہ یون کیا پروردگار — تا تجلّی ذات کی ہو آشکار

ضد نہ تھا اِس ذات بے مانند کو — ذات بے ضد کے نہو ظاہر کبھو

پس بنایا یک خلیفہ خوش صفات — تا کہ ہو آئینہ اوصاف ذات

نور بیحد مرحمت اُسکو کیا — ظلمت اُسکا ضد بنایا دوسرا

نور و ظلمت سے بنایا دو نشان — ایک آدم دوسرا ابلیس جان

سالہا یہہ دو مخالف مین بہم — جنگ اور پیکار تھا تا یک جنم

دوسرے باری مین جب ہابیل تھا — ضدِ نور اُسکا وہی قابیل تھا

نور ابراہیم جب پایا ظہور — ہو گیا نمرود دشمن با لغرور

فتنہ اُن دونو نمین یک مدّت رہا — بعدہ آتش سے یہہ فتنہ مٹا

تھے غرض ہر دور مین یہہ دو فریق — تا کئے فرعون کو موسیٰ غریق

سالہا برپا رہے یہہ دو علم — آب رودِ نیل تھا اُنکا حکم

پھر ہوا جب دورِ ختم المرسلین — دشمن اُنکا تھا ابو جہلِ لعین

ہی نظر تجھکو و لیکن غور مین — جاہل ایسے رمز کو بوجھے نہین

تو خیال و وہم مین پڑا ہی فلان — مثل سوفسطائی مت ہو بدگمان

وہ خود اپنی عقل سے معزول تھا — حیثیت کو اپنے خود بھولا گدھا

ہی حقیقت حق کی حاکم خلق پر

لیک ہی محسوس اندر ستر غیب

وہ نظر جو حق رہے اس سیں عیان

حسّ حیوانی گر اسکو دیکھتا

آتش ظاہر سے جلتا ہی نہال

بلکہ دیتی ہی جلا عالم کو وہ

ماسوی اللہ لا الہ سے متا

تن رہے تک ہی ترا محجوب جان

رات کو کرتا ہو میں جب عزم خواب

خود نہ میں باقی نہ میرا کرّ و فر

رات بھر تا صبح وہ شاہ علی

کیونکہ پھر موجود دوسرا ایں ہان

جب کیا خورشید منزل شب کو طے

صبح کو یونس نمط خلق آشکار

پیت سے ماہی شب کے باہر آ

گر نہیں پاتی اسے حس نظر

ساتھ تیرے ہر زمان بیشک و ریب

وہ نہیں چشم بدن ہی چشم جان

بایزید وقت تھا بیل اور گدھا

آتش جان سے جلے تیرا خیال

کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہُ

پھر کہ اِلَّا اللہ سے وحدت جگا

تن فنا کر دیکھ جان جاودان

سر بسر ہوتی ہی کشتی غرق آب

تن پڑا مردے کے جیسا بے خبر

خود وہی کہتا اَلَسْتُ و خود بلیٰ

وہ نہنگ شب نگل گئی سب جہان

وہ مگر سارے کو پھر کرتی ہی قے

ماہی شب سے نکل آتے کنار

صبح کو ہر یک بجو دیون بولتا

نار دیکھے جسکو موسی نور تھی — شب کو ہم زنگی کہے پر حور تھی

مانگ آگے دیدۂ بینا و بس — بحر کو تا نا چھپاوے خاک و خس

چشم بند خلق جز اسباب نین — تابع اُسکے عارف و اقطاب نین

حق ترے شہ رگ سے ہی نزدیک تر — دور کیون کرتا تو فکرت ای بشر

جسقدر تو فکر کو کرتا ہی دور — اِسقدر مہجور ہوتا بالضرور

فلسفی فکرت مین پڑکر ہی ہلاک — ہاتھ مین اُسکے نہین جز باد و خاک

جسقدر کرتا ہی وہ فکرِ دراز — اِسقدر مقصد سے تہی ہی برگ و ساز

ہی لبا ذہن و ذکاوت ہا و فن — راہ رو کو مثل شیطان راہ زن

اہل جنت ابلہان ہین بیشتر — فلسفیون مین نہایت ہی خطر

اپنے علم و فضل پر مت ہو فضول — حق سے تجھ پر تا کرے رحمت نزول

زیرکی ہی مانع عجز و نیاز — زیرکی کو چھوڑ رلے سوز و گداز

زیرکی ہی دام غفلت انگیز — کر چکے ہین پاک باز اُسکی تمیز

زیرک عاشق ہینگے مصنوعات کے — ابلہان مفتون نور ذات کے

تیزیِ فضل و ہنر سے درگذر — خلق نیک اور بندگی ہی کارگر

چارۂ دفع بلا ہی بندگی — فضل حق چاہے تو لے افگندگی

اشارہ یہہ کہ ہر چیز مین حق ظاہر ہی

جو خدا پیدا کیا باطل نہین / کیا غضب کیا حلم و پند و لطف و کین
مت کسی کافر کی تو تحقیر کر / شاید وہ آخر مرے اسلام پر
خیر مطلق ہی نہین کوئی ایک چیز / شر مطلق ہی نہین کچھہ ای عزیز
ہین بہت زجر اپنے موقع پر صواب / رحم مسکین پر ہی بے موقع عذاب
وقت پر مسکین کو لازم مارنا / قتل سے گویا کہ رکھنا ہی بجا

بیچ بیان فایدہ مشورت کے

مشورت ہر کام مین نیکون سے کر / حکم شاورہم ہی پیغمبر او پر
مشورت سے کام ہوتا ہی درست / ترک شوری ہی بری تدبیر سست
عقل ہی روشن مثال یک شمع کے / یک سے دس ہو دیکھے روشن تر اسے
جمع ہو یک جا اگر دس بیس عقل / وہان خطا اور سہو کو کمتر ہی دخل
بلکہ ہو یک شمع ایسا درمیان / نور اوسکا نور شمع آسمان
غیرت حق کا عجب کچھہ ہی کرم / علوی و سفلی ملا ڈالا بہم
اس لئے فرمائے حضرت مصطفی / ترک رہبانی و خلوت غار کا
صالحون مین ایک صالح تر رہے / راہ کا تیرے وہی رہبر رہے

ترک مت کر صالحون کوں ای ظلوم — مصطفی فرمائے اصحابی نجوم

نجم ہی دریا و بر مین رہنما — نجم کو تو بوجھ اپنا مقتدا

صحبتِ نیکان غنیمت اجھو ان — دو جہان کا راز انسے ہو عیان

خود قضا کا کام زنگا رنگ ہی — فہم مین اسکے خرد بھی دنگ ہی

ہی جہان بحرِ قضا کا جزر و مد — عقل کیونکر پاے اسکو بے مدد

پس نہو یارون سے تو ہرگز جدا — تا رہین یاران تیرے عقدہ کشا

لیک یارون سے رما کر شاد دل — تا کہ تجھسے وہ رہین آبادِ دل

مثلِ گل خندان ہو انکے روبرو — تا کرین مانند بلبل گفت و گو

خوش بنا جیون آئینہ اپنا جمال — تا کرین طوطی نمط تجھ سے مقال

خوش کلامی ہی نشانِ دوستی — بستگیِ نطق ہی سب بے الفتی

فلک تین ہین بہ مثالِ اختران — اختران بیشک ہین تیرے ہادیان

جمع ہون جس جا یہ یاران ہم — ہی تجھے شاملِ وہان فضل و کرم

نین عجب گر غار مین اندھا گرے — ہی عجب گر آنکھ والا جا گرے

عشق کی سلگی ہی جس دلمین شرار — نین بجز معشوق سے اسکوں قرار

ایکدم ہجران اسے ہی ایک سال — سال بھر گر وصل ہی ہو جیون خیال

جنس اور ناجنس ہی از روی ذات ‌ ‌ ‌ تونکہ صورت طرف اسکی برات

جنسیت تیری ہی صورت سے الگ ‌ ‌ ‌ ہیں بشر عیسی ولے جنس ملک

جنتی جب جنس جنت کا ہوا ‌ ‌ ‌ جنسیت اسکی ہی اسکو رہنما

جنسیت ہی ایک تا تیر نظر ‌ ‌ ‌ اس نظر سے ہم میں ہیں جنس یکدیگر

جو نظر حق زید میں پنہان کیا ‌ ‌ ‌ تجھ میں ہی تو تو بھی اسکا جنس تھا

مرد کو جب کی خدا خوئے زنان ‌ ‌ ‌ وہ مخنث وار مردانا فلان

جب دیا زن کو خدا خوئے رجال ‌ ‌ ‌ تب وہ چھتی باز ہو نکلے چھنال

جب رکھا تجھ میں صفات جبرئیل ‌ ‌ ‌ تو اڑیگا عرش پر بے قال و قیل

جب رکھا تجھ میں صفات گاو خر ‌ ‌ ‌ تو پڑے آخور میں ہی رکھ بال و پر

گور میں سوتے ہہت سے خاک ہو ‌ ‌ ‌ لیک سو زندوں سے نافع تر ہیں وو

گور میں سوتے ہیں وہ خوش بے گزند ‌ ‌ ‌ زندگان ان سے ہزاروں بہرہ مند

چشم ہی مشکوات انکا دل چراغ ‌ ‌ ‌ عرش انکا روشنی باغ باغ

اس لئے فرمائے ختم المرسلین ‌ ‌ ‌ صورت حال دل صاحب یقین

حق کہا میں نئیں ہوں اس افلاک میں ‌ ‌ ‌ بل تمام عقل و نفوس پاک میں

میں سمایا ہوں دل مومن کے بیچ ‌ ‌ ‌ بے کم و بے کیف کر اسمیں بیچ

مناجات

حق ہر یک ذرّے مین یہہ جذبہ رکھا ‏ جنس اپنی کھینچتا جیون کہربا

اُن کششہا سے خدایا دے امان ‏ کھینچ تو اپنی طرف ای مہربان

جاذبون پر جذب تیرا ہی امیر ‏ لُطف سے ہو تو ہمارا دستگیر

نفس غالب ہی نہایت ای خُدا ‏ مستعان کو اُسکے آفت سے بچا

مستعان کو تو نہ دے دشمن کے ہات ‏ نفس کے جذبے سے دے اُسکو نجات

بیان یہہ کہ جنسیت از روی صفات باطن ہی نہ بصورت ظاہر

ننگ بدنامون سے رکھنا ہین صلاح ‏ شاید اُن سے ہو تجھے حاصل فلاح

زر کو دیتے ہین سیہ تاب اِس لئے ‏ تاکہ وہ تاراج سے ایمن رہے

ہی نہفتہ اِس مرد کی نورِ جلال ‏ اِس سے ظاہر کیون نہو سحرِ حلال

صُحبتِ ناجنس سے پرہیز کر ‏ ہمنشین ہو نیکوان کا ای پسر

ننگ ہین وہ چشم جو ہو وین خبیر ‏ مین فدائے مردمِ روشن ضمیر

چشم جو ہین مست ای خضرِ دمن ‏ عقل کو کر اپنے اُسکا ممتحن

ہی ترے عقل و خرد کو العزیز ‏ جنس اور ناجنس کو بیشک تمیز

غور توں کا کید ہی یا رب عظیم
مکر سے اُنکے بچا دے ای کریم

اوّل و آخر گرائی ہمکو زن
جب کہ تھے ہم روح یا خود ہین بدن

قصّہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا

شب کو یہہ معمول تھا محمود کا
شہر مین تنہا نکلتا جابجا

ناگہان یک رات دیکھا کئی نفر
واسطے چوری کے پھرتے ہر کدھر

شب روان اُسکو کہے ای باوفا
کون ہی تو نام و نعت اپنا بتا

وہ کہا مین چور ہون ای دوستان
ہون تمھارے ساتھ چلتے ہون جہان

بعد ازان ہر یک کا یک پوچھے ہنر
یک کہا ہین کان میرے باخبر

فہم کرتا ہون مین آوازِ سگان
جو کہین وہ اُسکا بتلاؤن نشان

یک نے بولا چشم ہین میرے بصیر
ہر کسے پہچاننے مین بے نظیر

جسکو تاریکی مین دیکھون انکبار
دنکو بتلا دون مین اُسکا بس شمار

یک نے بولا ہی مرے بازو مین زور
نقب سے بتلاؤن مال و زر کا تھور

یک کہا ہی ناک مین میرے اثر
سونگ مٹی مال کی بولون خبر

مثل مجنون بو کرون مین خاک کو
خاک سے بوجھون مہ افلاک کو

بو کرون جانون یہ بوے پیرہن
ہی اگر یوسف دگر ہی اہرمن

یکنے بولا ہی مرے پنجے مین تاب
خوش محمد وار مین پھینکون کمند
پس کہے محمود کو ای خوش خصال
وہ کہا داڑہی مین ہی میرے صفت
جب کہ رحمت سے ہلاؤن ریش کو
سب کہے اسکو کہ ہی تو پیشوا
بعدہ سب مل گئے وہان سے گذر
راہ مین کتا لگا رانا گہان
اس کہے کو اسکے نین باور کئے
پس کمند انداز نے ڈالا کمند
نقب زن محرم نکو پہنچا یا نقب
وہ زر و لعل و جواہر بے قیاس
شاہ ان سب کا سمجھ نام و مقام
ماجرا شب کا امیرونکو پگاہ
زندگی سے اپنے کر قطع امید

خوش کمند انداز ہی میرا خطاب
جو گئے لحظے مین تا چرخ بلند
بولا بارے ہی ترے مین کیا کمال
مجرمونکو بخش دینیکی سکت
رد کرون سو قتل اور تشویش کو
روز محنت کے رکھے ہمکو بچا
اس شہ مسعود کے کوٹھے اوپر
وہ کہا سلطان ہی باہم مہان
قصد چڑھنے کا عمارت پر کئے
چڑھ گئے کوٹھے پہ سارے بے گزند
لوٹ لے گئے مال ہر یک بے تعب
لیگیا کر جمع ہر یک اپنے پاس
ان سے ہو پوشیدہ آیا تیز گام
کہہ دیا سبکو پکڑ لائے سپاہ
خوف سے کانپے تھا ہر یک مثل بید

جب تو آئینے میں دیکھا اپنا حال
عکس پر کب تک رہے تیری نظر
خلق کوئی تو بوجھ جیون آبِ زلال
گرچہ بدلا آب دریا چند بار
خوب رُویان ہیں مثالِ آئینہ
عشق اُنکا عشق ہی اللہ کا
تو حیاتِ عشق لے اللہ سے
اصل میں آخر ہی محو یہ خد و خال
صُورتیں ساری ہیں عکسِ ذاتِ حق
چشم کو تیرے سے اگر ہی آگہی
حق کو جب تو غیر بوجھا بے شعور
حق مُنزّہ ہی دوئی اور شرک سے
ہی جہان سب جسم حق ہی جان جان
آنکھ سے شیطان کے آدم کو نہ دیکھ
ہمرہِ خورشید کو شب پر نہ بوجھ

بس نہ آئینے سے پیدا کر ملال
اصل بینی آخر اپنا پیشہ کر
اُسمیں ہیں تابان صفاتِ ذُوالجلال
عکس مہر و ماہ و اختر بر قرار
عکسِ حق اُنمیں خیالِ آئینہ
تو حقیقت بھول کر شیدا اپنا
خار صُورت کو اُٹھا دے راہ سے
کب رہے پانی میں دائم یہ خیال
سر بسر سب دیکھ ہیں آیاتِ حق
جس طرف دیکھا تو ہی جملہ وہی
کیا تجھے دیوے جزا شاہِ غیور
کیا ہی معدومات سے نسبت اُسے
مغز ہی لیکن نہیں ہی اُستخوان
آب و خاک آدم کو ہرگز تو نہ دیکھ
جو کہ ہی مسجودِ ساجد کر نہ بوجھ

دل کی انکهین کهول دلمین اگر
غیر کی ادراک دل سی کر بدر

کیمیا رکهتا تو کر دارو ئی تن
دشمن جان هی یهی تیرا بدن

عشق سی دلبر کی بی آب حیات
تاکه هووی روح کو تیری نجات

حق بخشی نه یهه ملک جهان
بلکه سو بخشی جهان جاودان

بیان یهه که انسان مظهر اتم حق سبحانه تعالی کا هی

آدم اصطرلاب وصف ذات هی
ذات آدم مظهر آیات هی

دیکهے جو آدم مین هی عکس خدا
عکس جیون پانی مین هی مهتاب کا

چاه دنیا مین پڑی هین مردمان
عکس اپنا دیکهه اسکے درمیان

دیکهه جو اسمین هی سو هی عکس ذات
ورنه تو وه شیر هی ای بی ثبات

شیر وه جو مسخرهٔ خرگوش تها
عکس پر اسکے اسی وه جوش تها

عکس پر اپنی کیا حمله دلیر
پس گرا جا غار مین بیهوده شیر

تو بهی جب دشمن سی هوتا کینه جو
ای غلط انداز خود غلطان هی تو

وه عداوت هی عدو مین عکس حق
جو صفات قهر سی هی منطبق

هی گنه اسمین ترا عکس گناه
پس گناه سی اپنی لی تو انتباه

اسمین نظر آوین ترے اخلاق دون
هی وه آئینه ترا تو هی زبون

شاہ کو دیکھا نظر باز ظریف
تخت پر جو سب کو تھا اُنکا حریف

عارفِ سلطان تھا وہ لاجرم
کہہ دیا اُن سب کو اب کچھ نہین ہی غم

مین چھوڑا دیتا ہون اپنے قوم کو
کیونکہ شاہ عارفسے روگردان ہو

چشم عارف ہین امام ہر دو کون
عارفونسے ہی بجا اُمّید عون

چشم عارف ہین امام دو جہان
دو جہان مین ہین معاون عارفان

ہین محمد عارفِ شاہِ علی
اِس لئے ہین شافع ہر دوسرا

نور اُنکا مرہم ہر داغ ہی
کیونکہ اُنکو دیدۂ مازاغ ہی

ہی شب دنیا مین محجوب آفتاب
ناظرِ حق ہین ولیکن وہ جناب

ہین مقاماتِ عبادون پر عیان
اِس لئے شاہد ہین وہ شاہِ جہان

اِس لئے اُنکو خدا شاہد کیا
جانتے ہین سب کِسی کا ماجرا

حق کہا معراج مین لولاک اُنھین
پس خدا کے پاس وہ شاہد ہین

اِس لئے ہی قول شاہد معتبر
بے غرض وہ راز دیکھا ہی مگر

مُدّعی دیکھا ولیکن باغرض
چشم کو اُسکی غرض کا ہی مرض

منظرِ حق دل ہی دِل شاہد ترا
ہی مگر شاہد یہ دیدہ شاہ کا

دِل تجھے ہی دو جہان مین راہبر
کیونکہ ہی اللہ کی دِل پر نظر

مُناجات

حق ہر یک ذرّے مین یہہ جذبہ رکھا
جنس اپنی کھینچتا جیون کہربا

اُن کشش ہا سے خدایا دے امان
کھینچ تو اپنی طرف ای مہربان

جاذبون پر جذب تیرا ہی امیر
لُطف سے ہو تو ہمارا دستگیر

نفس غالب ہی نہایت ای خُدا
مُستعان کو اُسکے آفت سے بچا

مُستعان کو تو نہ دے دشمن کے ہات
نفس کے جذبے سے دے اُسکو نجات

بیان یہہ کہ جِنسیت ازروی صِفات باطن ہی نہ بصورتِ ظاہر

ننگ بدنامون سے رکھنا نہین صلاح
شاید اُن سے ہو تجھے حاصل فلاح

زر کو دیتے ہین سیہ تاب اِس لئے
تاکہ وہ تاراج سے ایمن رہے

ہی غذا جس مرد کی نورِ جلال
اِس سے ظاہر کیون نہو سحرِ حلال

صُحبتِ ناجنس سے پرہیز کر
ہمنشین ہو نیکوان کا ای پسر

نیک ہین وہ چشم جو ہو دین خبیر
ہین فدائے مردم روشن ضمیر

چشم جو ہین مست ای خضرِ دمن
عقل کو کر اپنے اُسکا ممتحن

ہی ترے عقل و خرد کو العزیز
جنس اور ناجنس کو بیشک تمیز

جنس اور ناجنس ہے از روئے ذات
جنسیت تیری ہے صورت سے الگ
جنتی جب جنسِ جنت کا ہوا
جنسیت ہے ایک تاثیرِ نظر
جو نظر حق زید مین پنہان کیا
مرد کو جب دے خدا خوئے زنان
جب دیا زن کو خدا خوئے رجال
جب رکھا تجھہ مین صفاتِ جبرئیل
جب رکھا تجھہ مین صفاتِ گاو خر
گور مین سوتے بہت سے خاک ہو
گور مین سوتے ہین وہ خوش بے گزند
چشم ہے مشکوات انکا دل چراغ
اِس لئے فرمائے ختم المرسلین
حق کہا مین نین ہون اِس افلاک مین
مین سمایا ہون دلِ مومن کے بیچ

تو نکر صورت طرف اُسکی برات
ہین بشر عیسیٰ ولے جنسِ ملک
جنسیت اُسکی ہے اُسکو رہنما
اِس نظر سے ہم مین ہین جنس یکدیگر
تجھہ مین ہے تو تو بھی اُسکا جنس تھا
وہ مخنث وار مردانا فلان
تب وہ جنتی باز ہو نکلے چھنال
تو اُڑیگا عرش پر بے قال و قیل
تو پڑے آخور مین ہے رکھہ بال و پر
لیک سو زندون سے نافع تر ہین وو
زندگان اُن سے ہزارون بہرہ مند
عرش اُنکا روشنی باغ باغ
صورت حالِ دلِ صاحب یقین
بل تمام عقل و نفوس پاک مین
بے کم و بے کیف کر اِسمین بیچ

دل کی آنکھین کھول دلمین کر نظر ۔ غیر کے ادراک دل سے کر بدر

کیمیا رکھتا تو کردار وے تن ۔ دشمن جان ہے یہی تیرا بدن

عشق سے دلبر کے پی آب حیات ۔ تا کہ ہووے روح کو تیری نجات

حق تجھے بخشے نہ یہہ ملک جہان ۔ بلکہ سو بخشے جہان جاودان

بیان یہہ کہ انسان مظہر اتم حق سبحانہ تعالی کا ہے

آدم اصطرلاب وصف ذات ہے ۔ ذات آدم مظہر آیات ہے

دیکھے جو آدم مین ہے عکس خدا ۔ عکس جیون پانی مین ہے مہتاب کا

چاہ دنیا مین پڑے ہین مردمان ۔ عکس اپنا دیکھ اسکے درمیان

دیکھ جو اسمین ہے سو ہے عکس ذات ۔ ورنہ تو وہ شیر ہے ای بے ثبات

شیر وہ جو سخرہ خرگوش تھا ۔ عکس پر اسکے اسنے وہ جوش تھا

عکس پر اپنے کیا حملہ دلیر ۔ پس گرا جا غار مین بیہودہ شیر

تو بھی جب دشمن سے ہوتا کینہ جو ۔ ای غلط انداز خود غلطان ہے تو

وہ عداوت ہے عدو مین عکس حق ۔ جو صفات قہر سے ہے منطبق

ہے گنہ اسمین ترا عکس گناہ ۔ پس گناہ سے اپنے لے تو انتباہ

اسمین نظر آوین ترے اخلاق دون ۔ ہے وہ آئینہ ترا تو ہے زبون

جب تو آئینے میں دیکھا اپنا حال — پس نہ آئینے سے پیدا کر ملال

عکس پر کب تک رہے تیری نظر — اصل بینی آخر اپنا پیشہ کر

خلق کوں تو بوجھ جیون آبِ زلال — اسمیں ہیں تابان صفاتِ ذوالجلال

گرچہ بدلا آب دریا چند بار — عکس مہر و ماہ و اختر برقرار

خوب رویاں ہیں مثالِ آئینہ — عکس حق انمیں خیالِ آئینہ

عشق انکا عشق ہے اللہ کا — تو حقیقت بھول کر شیدا نبا

تو حیاتِ عشق لے اللہ سے — خارِ صورت کوں اٹھا دے راہ سے

اصل میں آخر ہے محو یہہ خد و خال — کب رہے پانی میں دائم یہہ خیال

صورتیں ساری ہیں عکسِ ذاتِ حق — سر بسر سب دیکھ ہیں آیاتِ حق

جسم کوں تیرے اگر ہے آگہی — جس طرف دیکھا تو ہے بلکہ وہی

حق کوں جب تو غیر بوجھا بے شعور — کیا تجھے دیوے جزا شاہِ غیور

حق منزہ ہے دوئی اور شرک سے — کیا ہے معدوماتسے نسبت اسے

ہے جہان سب جسم حق ہے جانِ جان — مغز ہے لیکن نہیں ہے استخوان

آنکھ سے شیطان کے آدم کوں نہ دیکھ — آب و خاک آدم کوں ہرگز تو نہ دیکھ

ہمرہِ خورشید کوں شب پر نہ بوجھ — جو کہ ہے مسجودِ ساجد کر نہ بوجھ

عکس نظر آوے مگر عکس ہے نہین
عکس مین حق کے فنا ہے وہ یقین

جب مبدّل ہو گئے ابدال حق
بس نہین ہین خلق جب پھرسے ورق

قبلۂ وحدانیت یک ہے نہ دو
خاک مسجودِ ملک ہرگز نہو

ما رمیتَ اذ رمیتَ ای مردِ دین
دید احمد دید خالق ہے یقین

مدح و نعتِ مصطفیٰ ہے حمد حق
ایک ہین اس جاے میوہ اور طبق

تو کرے سیب جب اگنے لگے
عیب نین تو جھاڑ گر بولے اسے

تو کریگا تو درختِ سیب جان
کیونکہ ان دونون مین ہے یکرہ نہان

ہست فانی کو نہ بھول ای چشم شوخ
خشک دریا مین رہے کیونکر کلوخ

روبرو سورج کے چمکے کیا ہلال
کیا کرے رستم سے پنجہ پیر زال

ہے غیور و غالب وہ پروردگار
غیر کو کیا اسکے درگہہ مین ہو بار

نین روا دو دیکھنا دو بولنا
بندہ خود صاحب مین اپنے ہے فنا

غیر کو موجود گر بوجھے یہان
پھر تجھے عرفان اور دانش کہان

چشم دلکو کھول دیکھ ای اہلِ دین
ایک ہے قبلہ یہان پر دو نہین

دو اگر دیکھا تو ہے گمراہ تو
بس کہان تو پایگا دلخواہ تو

عاشق اللہ تو ہے اس عالم سے پاک
زندگی اور مرگ مین ای شہسوار

مرغ اُڑتا غیب مین اندر ہوا — سایہ اُسکا ہی زمین پر جا بجا

دِل ہی سایہ سایۂ سایہ بدن — پاے کیون کر دِل کا وہ پایہ بدن

مرد سوتا رُوح مثلِ آفتاب — چرخ پر تابان تن اندر جامہ خواب

جان جیون سیمرغ پنہان کوہ قاف — تن پڑا سوتا رہے زیرِ لحاف

روح جب ہی امرِ حق سے مختفی — جو مثال اُسکو بتاون ہی خفی

ہو جہان پر محجبِ ذات وصفات — قُدرتِ حقکی وہان نادِر ہی بات

کیا ہماری عقل تا پہنچے وہان — بال و پر ارواح کے جلتے جہان

جزر و مدّ رُوح جو تھا با جسد — جزر آخر ہو گیا باقی ہی مد

نقش سب کیا بے خبر کیا با خبر — ہاتھہ مین نقّاش کے ہی مُختصر

صفحۂ امکان پہ ہر لحظہ اُسے — مثبت ہی اور محو ہی نقّاش سے

کوزہ گر کوزیکا ہووے کارساز — کوزہ خود خود ہی نہو پہن و دراز

تک سمجھ اسباب کو ای منتہی — مشک بے سقّا نہو پُر یا تہی

آنکھہ رکھتا ہی تو کر خود کو نظر — کیا خبر بوجھے سفینہ بے خبر

کان رکھتا ہی تو اپنے کان سُن — احمقان کیا جانتے ہین یہہ سُخن

غیر کی تقلید سے مت کام کر — عقل سے اپنے سمجھ لے ای پسر

عقل و جان محجوب ہی مجھ سے ولے — تو اگر سکتا تو بارے دیکھ لے

اہلِ دُنیا سب ہین زِندان مین اسیر — مرگ دائم اُنکو ہو نانا گُزیر

جز مگر نادِر ہین مردانِ خُدا — جان ہی زِندہ تن اگرچہ ہو فنا

ذائقہ لذّت ہی وہ جان ای عزیز — احمقونکو اِس سُخن کی کیا تمیز

ذوقِ نفس و راحتِ تن کے بدل — ابلہی ہی ڈھونڈنا قصر و محل

یک رہا مسجد مین بیٹھا شاد و خوش — باغ مین رہتا ہی دو سرا او ترُش

قصر کچھ نین چیز ویران کر بدن — گنج ویرانے مین ہی ای جانمن

وہ نہین دیکھا جو ہنگامِ شراب — شاد ہی وہ مرد جو ہوتا خراب

عزّو شانِ انبیاؤ مُرسلان — ماہ و مہر و چرخ کو حاصل کہان

تو بھی اِس تن سے گذر میدان لے — ہو نفر اُنکا وہ عزّو شان لے

ایک شب مین طی کیا مہ بُرج ہا — پس تو کیون معراج کا مُنکر ہوا

ماہ سے بہتر ہی وہ دُرِّ یتیم — ماہ یک اُنگلی سے ہی اُنکی دو نیم

تو عجب مت بوجھ اِتنا مُعجِزہ — اِس سے بالاتر ہی اُنکا مُعجِزہ

جو تو دیکھا ہی شگافِ ماہ سے — تھا بقدرِ ضعف عقلِ خلق کے

راہ مین ہو عشق کے ثابِت قدم — جو با مرو نہی کے مت مار دم

ترک کر دے دِل سے کُل حِرص وہوا — یاد کر قصہ ثمود و عاد کا

خوف سے حق کے ہوا چھوڑا اگر — حق تجھے جنت مین دے شیر وشکر

آخرت کا کھیت ہی مُلکِ جہان — جو یہان بویا سو کھاویگا وہان

روز محنت روز کِشت وکار ہی — روز عشرت حاصل انبار رہی

تن کے سب اجزا جوڑا یا تو یہان — جوڑا اُن سبکو بڑھایا جسم وجان

لے زمین وچرخ ومہر وماہ کا — پارہ پارہ لے رفو کیا تن کیا

مال کو جوڑ ریکے ہرگز مین قرار — جوڑ کو پکڑینگے آخر مالدار

مُفت مین مت بوجھ یہہ اجزا ملے — اہل دولت چھین پھر لیجاسینگے

بیان شیطانکے دغا اور فریب کا

حق نے یون شیطانکی دی ہی خبر — ہی ترا دشمن ترا وہ حیلہ گر

مکر سے کہتا ہی تجھکو وہ لعین — مین ترا ہر آن ہون یار و معین

رنج ومحنت مین ترا ہون یار مین — بے وفائی ناکرون زنہار مین

جان فدا اپنا کرون تیرے اُپر — رکھہ نہ تو کُس باتکا دلمین خطر

تو زمانے کا ہی رستم ایے دلیر — مرد ہو ہر کام مین مانند شیر

اسطرح دم دیکے اِس بدذات نے — کفر کی جانب لجایا ہی تجھے

جب گیا تو اور خندق مین گرا
قہقہہ وہ مار ہنستا ہی کھڑا

تو پکارے اسکو ہی وقتِ مدد
کر اٹھانے مین تیرے اب جد و کد

تو میرا ہی یار مین تیرا رفیق
دستگیری کر نہونے دے غریق

وہ کہے چل دور ہو تو کون ہے
تجھ سے مین دیکھا ہون بہتیرے گدھے

ایسے بے دینون سے مین بیزار ہون
مین نہ تیرا آشنا نا یار ہون

حق کہا وہ خود سعادت سے ہی دور
کیا بچاوے تجھکو اسکا مکر و زور

فاعل و مفعول ہر دو لعنتی
زانیات و زانیان ہین دوزخی

رو سیہ کر با ہزاران اشتہار
حشر مین انکو کریگا سنگسار

راہ زن ہین اور ظالم پا بگل
ہین یہان غافل ولیکن وہان خجل

نہی حق سے متقی پاوے رشاد
لیک فاسق حرص پھر کرتا زیاد

منع گر یک شی کرے دانا کبھو
اسکو ممنوعا تمین ہوتا غلو

جاہ کو بوجھا ہی وہ ایوان و جاہ
دام کو دانہ بتقلیبِ آلہ

تو حقیقت کو سمجھتا ہی خیال
اس خیالاتِ فنا کو اصلِ حال

وہ جو کہتا ہی حقایق ہین دروغ
ہی گرفتارِ خیالِ بے فروغ

سب خیال و وہم تیرے ہین فنا
تو نہو پابند تخیلات کا

توبہ کرتا حق کرے توبہ قبول
فسق مین کب تک رہیگا ای فضول

جب پشیمان ہو کرے عاصی فغان
عرش لرزے ہی بدرد عاصیان

بخشتا حق انکو پھر عیش ابد
دولتِ باقی نہ یہہ دنیائے بد

بیان یہہ کہ صورت فانی حقیقت باقی موجود کا

حسنِ ظاہر پر نہو مغرور مست
ہان نہو تو بت تراش و بت پرست

صورتِ فانی سے مت ہو شادکام
جام مین مے ہی و لے مے مین ہی جام

ہی طلب کر ساقیِ گلفام سے
مے سے ہی مستی و لے نین جام سے

مغز ہی معنی و لے صورت ہی پوست
ترک کر صورت کو ہو شیدائے دوست

صانعِ صورت ہی بے صورت یقین
پس ترا معشوق یہہ صورت نہین

جب تلک آتی تجھے صورت پسند
تب تلک غفلت مین ہو تو پاے بند

صورتین بندے ہین بے صورت خدا
پس مقید تو نہو تشبیہ کا

تو فنا ہونے سے حق آوے نظر
فکر مین حاصل نہین غیر از صور

پس حقیقت حق ہی وہ معبود کل
ذوق تو چاہے تو کر سیرِ سبل

گرچہ بعضون نے یہان رہ بھولکر
دم طرف منہہ کر گئے ہین بھول کر

لیک سر اس فرقۂ گمراہ کے
دیا دسر دیتے ہین دم کی راہ سے

کوئی تو سر کوی دُم طرف مُنہہ لائے ہیں
وُہ تو ہے لیکن نہ یہہ تو وہ رہے
اوّل و آخر توئی تیرا ہے تو
ہے توئی تیری فنائے ذات حق
ذکر حق سے سایۂ رہبر بھلا
سو عصا سے چشم دو زوش بھلے
مکر اپنا کر تو اپنے دل سے دور
ایسے حیلہ مکر میں کچھ سود نیں

تو ہم دوسرے بے سر و پا آئے ہیں
اور ہے وہ تو خبر نیں ہے تجھے
جب تلک تو ہے نہ بوجھے تو کبھو
میں غلام اُسکا جو بوجھا یہہ سبق
کوئی بجز رہبر کے یہہ رہ نیں چلا
تا پچھانے سنگ سے گوہر جدے
ہو فنا حق کے عنایت سے حضور
بن میرے تو تجھکو کچھ بہبود نیں

حکایت صدر جہان کی

تھا نجارے میں جو وہ صدر جہان
صبح سے تا شام کرتا زر نثار
بے نوا خاموش اُسکے راہ پر
کوئی محتاج اُسے گر کرتا سوال
ایکدن یک بے نولے ناگہان
ہوں نہایت بے نوا ہے بادشاہ

فیض سے اُسکے یک عالم کامران
خلق پر وہ سرورِ عالی تبار
صف بصف رہتے کھڑے لب باندہ کر
اُسکو ہرگز یک درم دیتا نہ مال
مضطرب ہو کر کیا آہ و فغان
لطف سے کرنا میرے پر تک نگاہ

لیکن اُسنے اِس خطا کے واسطے — ایک حبّہ زر نہین بخشا آپسے

جب ہُوا لاچار وہ پیرِ کُہن — پس کفن سازون نے پہنا کر کفن

راستے پر لا رکھے مُردہ بنا — یک بیک صدرِ جہان وہان آگیا

زر دِیا اُسکے کفن پر اُسنے ڈال — اُسنے جلدی ہاتھ کفنی سے نِکال.

زر لیا بُولا کہ ای دو الا ہُمم — مُجھکو بھی پہنچا تیرا فضل و کرم

وہ کہا سچ ہی ولیکن ای غُنود — جب تلک تو نین مُوا پایا نہ سُود

سِترِ مُوتُوا قبل مُوتُوا ہی یہی — بعد مرنے کے تُجھے پہنچے بہی

یہان نہین کُچھ سُود مرنے کے سوا — پاس حق کے کیا چلے حیلہ تیرا

ہی عِنایت حق کی مَوقُوفِ ممات — کرچُکے ہین تجربہ اُسکا ثقات

بلکہ مرنا بھی نہین بے بذل حق — مُوت خود اوّل سمجھ ہی فضلِ حق

راہ یہہ بے پیر کے ہی پُر خطر — چاہیئے دانا تُجھے یک راہ بر

یا تُجھے یک پیر کامل چاہیئے — یا کہ رَوشن دیدۂ دِل چاہیئے

بیان مکرِ دُنیا اور دنیا دارون کا

یہہ جہان مکّار ہی جیسے مگر — مکر سے اُسکے ضروری ہی حذر

وہ تو چارہ ٹکے لیئے دریا کنار — مکر سے ہوتی ہی مُردہ مُنہہ پسار

یہہ جہان مبتلا کے تجھکو رنگ و بو ‏— دام مین اپنے تجھے کرتی گرو

مکر ہی ایسا اگر حیوان مین ‏— مکر ایسا کچھہ ہو انسان مین

ہین بہت مکار جگمین حیلہ ساز ‏— باطناً ابلیس ظاہر پاک باز

بر مین مصحف جیسے زین العابدین ‏— خنجر زہر آب اندر آستین

منہہ پہ میتھے دل مین کینہ اور بدی ‏— دل مین بد ذاتی ولے منہہ پر ہنسی

زہر دل مین منہہ اوپر شہد و شکر ‏— ایسے بد ذاتون سے یارب الحذر

پس تجھے اس راہ مین ای مرد راہ ‏— چاہیے یک پیر کامل نیک خواہ

لیک تو پہچانتا اس پیر کو ‏— سخت تر دشوار ہی ای پیر جو

تو بحکم عقل ناقص ای خرف ‏— بھاگتا مجھہ سے دور بجھو طرف

جبر سے ماباپ کے بیزار ہو ‏— لوطیون کے غول مین جاتا ہی تو

پیر کو دیکھا تو منہہ لیتا ہی پھیر ‏— رہزنون کے دام مین جاتا دلیر

پس خدا پر آپ کو تفویض کر ‏— ترک تازی ہی ضلالت ای پسر

کور جو ہمراہ رہبر کے رہا ‏— خوب ہی بینا سے جو تنہا گیا

راہ بر کی کر تمیز ای بے بصر ‏— راہ برلے راہ برلے راہبر

پیر ہی خود نردبان آسمان ‏— پیر سے حاصل ہو سبیل لامکان

مین نہ چاہون سیر افلاک واثیر ‌ ‌ پیر چاہون پیر چاہون پیر پیر

عقل سے نمرود جب معزول تھا ‌ ‌ آسمان پر لیکے کرگس کو اُڑا

پس کہے اُسکو خلیل ای بے بصر ‌ ‌ مین ترا کرگس رہون تو خو بتر

مین تجھے پہنچاون ہفتم آسمان ‌ ‌ تو نجاویگا بزورِ کرگسان

عقل جزوی مثل کرگس ہی یقین ‌ ‌ وہ اُڑے مُردار تک اندر زمین

عقل ابدالون کی مثلِ جبرئیل ‌ ‌ وہ اُڑے سدرہ تلک بے قال و قیل

بیان یہہ کہ طالب کو مجاہدہ دوام لازم ہی

ہو طلب مین یار کے ثابت قدم ‌ ‌ تو بغیر از جست و جو مت مار دم

گر سفر سے تو نہین پایا مُراد ‌ ‌ بوجھ بعد آنے کے ہو تا شاید گشاد

گرچہ وصل اُسکا ملا اندر حضر ‌ ‌ لیک تھا یہہ بھی تو موقوفِ سفر

تو سفر کر پھر کے جب آیا وطن ‌ ‌ وہ ترا عقدہ کھُلایا ذُو المنن

وہ سفر کرنا ترا نہین تھا خطا ‌ ‌ بلکہ تھی موقوف اِس پر یہہ عطا

جیون خطا مین وہ حساب بے خلل ‌ ‌ وہ خطا کے بعد مُشکل پائی حل

پس تجھے لازم تردد ہی مدام ‌ ‌ کم نکلتا عقل کی تیزی سے کام

چاہئے عاشق کو اتنا جدّ و کد ‌ ‌ تا کسے ایک طور ہو طالع مدد

پھر پھرانا سر کشتے مُرغ سے من
تا کسی جانب جُدا ہو جان و تن

اِس تردّد سے ملے شاید کہ یاں
یہاں نہین تو ڈھونڈنا دوسرا دیاں

یا تو حاصل وصل کر اُس یار کا
یا تو اُسکے رہ مین اپنا سر کٹا

جو مدن کی مد نہین چکھا گلو
کاٹنا تلوار سے اُسکا گلو

چشم نین جو بہرہ ور دیدار کے
خاک ڈال اُسمین کہ اندھے ہین بھلے

کان جو واقف نہین اِس راز سے
خوب گر بہرے رہین آواز سے

ہاتھ نین جو اُسکے دامن سے ہم
خوب ہی ہو جائین گر دونون قلم

پانون جو پہنچے نہ اُسکی راہ پہ
عاقبت دیوینگے تجھکو دردِ سر

مرتبہ تو جان کا مین جانتا
کیونکہ تجھکو رائگان بخشا خدا

سبب تاخیر ہونیکا بیچ اجابت دعائے مومن کے

مُخلِصان جب نالہ و زاری کے ساتھ
حق کی جانب کو اُٹھاتے اپنے ہاتھ

نالہ اُن کا چرخ پر کرتا گذار
پس ملائک سُن کے کرتے زار زار

ای خُدا دے بندۂ مومن کی داد
کون دیوے تجھ سوا اُسکی مُراد

بندۂ مُخلص جو کرتا ہی فغان
تجھ سوا اُسکا وسیلہ پھر کہاں

پس خُدا دیتا نہین ذلّت اُسے
جو قبولِ عرض مہلت مین رہے

اُسکو حاجت لائی ہی میرے حضور — گر کرون حاجت روا پھر جائے دور

گر کرون حاجت کو اُسکی مستجاب — پھر مبادا چھوڑ دے راہِ صواب

خوش مجھے آتا ہی اُسکا وہ ندا — التجا لانا خدایا نو لنا

بلبل و طوطی ہی پنجرے مین اسیر — خوش زبانی سے نہ زاغان ہین اسیر

حق رکھا تریاق مخفی زہر مین — تاکہ ذو اللطف الخفی اُسکو کہین

ہی نماز و نیاز مین نہان وہ مرحمت — عاصیان پاوینگے جامِ مغفرت

ہین بہت معکوس ایسے کے امر — زہر بوجھین خلق لیکن ہی شکر

منکرون کو قصد از لالِ ثقات — ذل ہوا عز و ظہورِ معجزات

آتش ابراہیم پر گلزار تھی — گرچہ وہ نمرودیون کو خار تھی

بیان یہہ کہ سونا عالم کا بہتر ہی جاگنے سے جاہل کے

خواب عالم اُسکی طاعت سے بھلی — جو کہ رکھتا ہی خمارِ جاہلی

خواب احمق کی سراسر ہی زبون — ہی مثالِ عقل اُسکی سرنگون

خواب عورتکی زبون تر اُسسے بوج — وہ جو عورت عقل و ہوش اُسکی ہی پوچ

گر ہوا آزاد محنت مین اسیر — مخلصی کے واسطے وہ ہو نفیر

لیک ہا درزاد جو مملوک تھے — انکو آزادی کی لذت کب رہے

حکایت اُس مسخرےکی جو اپنی عورت کو قاضی پاس بھیجا

مرد یک جوجی بڑا قلاش تھا | مفلس و محتاج و بے برگ و نوا
اپنی عورت سے کہا اُسنے کہ ہم | کب تلک سہتے رہین جورِ شکم
ہے تجھے ہتھیار بس جا صید کر | تا کٹے ایک چند راحت سے عمر
نرگسِ شہلا مین تیرے ای پری | ہے سراسر شیوهٔ جادوگری
ہے کمانِ ابروان مژگان کے تیر | زُلف ہین گویا کمندِ صید گیر
جا کسی وانہ پہ اپنا دام ڈال | دانہ بتلا پر نہ دے کھانے مجال
کر لبِ شیرین سے اُسکو تلخ کام | لیکن اپنا کر شکر اُس پر حرام
زن گئی القصہ قاضی کے حضور | ظلم سے شوہر کے کی فریاد و شور
قاضی اُسکے دیکھ کاکُل کی شکن | دام مین جاکر پڑا مُرغِ چمن
عارضِ گلگون کی دیکھ اُسکی بہار | ہو گیا بلبل نمط اُسکا شکار
وہ قیامت قد و قامت دیکھ کر | پھنس رہا کیچڑ مین جا مانندِ خر
پس کہا ہے محکمے مین غلغلہ | فہم کچھ ہوتا نہین تیرا گلہ
رات کو آوے اگر خلوت مین تو | کیا تیری فریاد ہے معلوم ہو
وہ کہی ہے گھر مین تیرے از دہام | ہر کسے ہر بات کا پڑتا ہے کام

جھوپڑی میری ہی خالی بے خلل
خصم بھی میرا گیا ہی دیہ کو
مکر ایسا کچھ کری وہ سیم بر
بار ہا ابلیس آدم سے کہا
اوّلاً جو خون کیا ہابیل نے
مکر زن کا ہی بڑا المختصر
اُسنے کی موجود اسبابِ طرب
ناگہان جوجی وہین دستک دیا
چو طرف گھبرا لگا تب ذوّر نے
ہو رہا صندوق مین قاضی نہان
یک جہان مین تو مجھے بدنام کی
یہہ دو علت ہین مجھے تیرے سبب
تو سمجھتی مال و زر مجھ پاس ہی
خلق بولتا اِسمین ہی مال و منال
صورتِ صندوق ہی زینا و ہلے

غیر کو ہرگز نہین اُس مین دخل
آوے گر اُسمین تو کچھ خدشہ نہو
مکر سے زن کے حذر ہی الحذر
پر نہ کھائے تا نہ حولنے کہا
اِس زمین پر سو ہوا ز نکے لئے
قاضیِ دانا گیا تب اُسکے گھر
ایک تھا آبِ زلال ایک تشنہ لب
فاختے قاضی کے اُڑ گئے بر ہوا
کچھ نہین پایا بجز صندوق کے
زن سے آ جوجی کہا ای بدزبان
قلتبان بولے کبھی مشہد اکبھی
تو مجھے رسوا کیا چاہے ہی اب
تجھکو اِس صندوق پر وسواس ہی
اِس لئے کرتے ہین طعنہ بدسگال
و. تو خالی ہی زر و املاک سے

گرچہ

گرچہ ہے وہ مثل اُس بدنکے باوقار
اِس پٹارے مین نہین پر غیر مار

مین لیجاکر کل اِسی صندوق کو
آگ دیتا ہون میانِ چارسو

تاکہ دیکھین مؤمن و گبر و جہود
جو نہین کچھ اِسمین ایک دم کا سود

زن کہی ای مرد اِس سے درگذر
وہ کہا سوگند ہے اِسبات پر

پس فجر ہونتے بُلا حمّال کو
چوک کو لیکر چلا وہ تُندخو

قاضی اُس حمّال سے روتا ہُوا
کان مین آہستہ یون کہنے لگا

محکمے مین جاکے ای حمّال تو
بول نایب سے مرا احوال تو

جلد یہہ صندوق اِس سے لیکے مول
گھر لیجا پر چوک مین ہرگز نکھول

جو کہ ہین عاشق غمِ معشوق مین
مبتلا گویا کہ ہین صندوق مین

عمر سب اندوہ مین برباد دے
کچھ نہین دیکھے بجز صندوق کے

جان جو اُڑ جائے ساتون آسمان
حرص سے وہ بھی ہے صندوقی چھپان

بعد مرنے کے نہین اُسکو عروج
بلکہ ہے صندوق مین تربت کے بوج

ایک نادر ہو ہزارون سے بشر
جو رہے اِسبات کی اُسکو خبر

جو کہ دیکھا ہو جہان یک دوسری
وہ سمجھ بوجھیگا تن کی ابتری

جو نہین دیکھا کبھی ہرگز خلاص
اُسکو ہے صندوق تن سے اختصاص

جسکو آزادی کی نہین پہچان ہی
اُسکو تو صندوق تن میدان ہی

قید صورت مین رہا جو کوئی اسیر
اُسکو صندوق بدن ہی ناگزیر

جو مقید ہو رہا اِس خاک پر
ہووے کب اُسکا گذر افلاک پر

گر نہین صندوق صورت پر فدا
مثل قاضی کیون نہین چاہا رہا

ای خدا کوئی بھیج ایسا پاکذات
تا دلاوے ہمکو اِس تن سے نجات

خلق کو صندوق سے تن کے چھڑا
کون لے جز انبیاؤ اولیا

نایب آ جوحی سے بولا ای فلان
قیمت اِس صندوق کی کہہ دے عیان

وہ کہا دینار نو سو نقد کو
مانگتے ہین مین نہین دیتا کبھو

تو اگر چاہے تو خالص یک ہزار
دے وگرنہ دیکھ لے اور کوی ہزار

پس کہا نایب کہ ای بیہودہ سر
قیمت اِس صندوق کی ہو اِسقدر

اُسنے بولا گر رہے صندوق بند
بیع بے رویت نہین ہرگز پسند

کھول کر صندوق آگے دیکھ لے
گر پسند آیا نہین قیمت نہ دے

وہ کہا مت کھول اِسکو زینہار
دے مجھے سربستہ ای نیکو شعار

ستر کرتا تجھ پہ ستاری کرین
مت کسی پر ہنس کہ تجھ پر نا ہنسین

ہوگئے اِسطور بہتیرے اسیر
پس اسیرون پر نہو تو سخت گیر

جو نهین کرتا تو اپنے پر پسند — دوسرون پر بهی نکر ای هوشمند

هی جهان دار مکافات ای پسر — جو کیا سو پایگا اُسکا اجر

حق تعالی هی رحیم و پرده پوش — عیب پر اورونکے تو مت کر خروش

تو اُسی خورشید کا هی عکس ذات — مت هلا جز دین اور دانش کے هات

تو مراقب هو که تک اپنے کو پا — عیب بین زنهار مت هو غیر کا

ایسی کی تمثیل بول اُس مرد سے — لے لیا صندوق سو دینار دے

تو هی ات صندوق تن مین مبتلا — مول لیتے تجھکو وا نام او لیا

نام اپنا اور علی کا اس لئے — خاتم پیغمبران مولا رکھے

جسکے مولا هین محمد مصطفی — اُسکے مولا هین علی مرتضی

کون هی مولا جو تجھ کو قید سے — مخلصی بخشے و آزادی کرے

رهنما آزادگی کے هین نبی — انبیا دین مومنون کو مخلصی

ای گروه مومنو شادی کرو — مثل سرو و سوسن آزادی کرو

لیک دائم اُن شفیعو نکے حضور — شکر مین رطب اللسان هنا ضرو

نفس کے تابع نهونا اسقدر — جو نهو اپنے شفیعو نکی خبر

باقی حکایت اُس مسخرے اور قاضی کی

بعد پھر یک سال کے عورت کی سات
دام اگلا پھر لجا قاضی پہ ڈال
عورت اپنے سات لے عورات چند
جبکہ وہ آواز سے تھا آشنا
دوسری زن کوں کرا اپنا ترجمان
ناز پنہان اِس بت طنّاز کا
پس کہا حاضر کر اُسکے خصم کوں
ابتدا میں اُسکوں پہچانا نہین
وہ کہا ہون شرع کا دل سے غلام
گر مروں تو نین مرے قسمت کفن
جب سُنا آواز پہچانا اُسے
یہہ ستم گر خود وہ حیلت ساز ہی
پس کہا اُسکوں کہ ای شش پیچ زن
ہو چکی نوبت مری ای حیلہ گر
دہ تری بازی کر اب اوروں کے ہات

یون کہا جوجی کہ ای شیرین نکات
کچھ مرے شکوے سے کر ظاہر ملال
پھر وہی قاضی پہ جا پہنچی کمند
نین سُنا اُسکوں سکی اپنا گلا
عشوہ و غمزہ رکھی اپنا نہان
کچھ اثر قاضی کے دل پر نین کیا
نفقہ اُسکوں کیوں نہین دیتا ہی تو
کیونکہ تھا صندوق مین قاضی رہین
لیک میرے پاس نین یک نیم دام
مفلس و قلّاش ہوں شش پیچ زن
ہی وہی مکار گر جانا اُسے
یہہ وہی مکار و لعبت باز ہی
تو وہی عیار ہی پر مکر و فن
جا کسی اب اور کوں داماد کر
ہے مجھے شش پیچ سے پائی نجات

هوگیا ششش پنج سی هشیار مرد / بوج مکر عالم ششش پنج نرد

پانچ حس اور ششش جهت سی هوبری / مکر سی دنیا کی پایا آگهی

چاه دنیا سی هین چلکی شش جهت / باهر آای راه رؤ یوسف صفت

تا ملی یوسف کا تجهکو پایگاه / وه فروغ دولت و ایوان وجاه

بیان یهه که بشر مین ظهور هی سراسر اس پروردگار کا

هین هزارون جبرئیل اندر بشر / هر بشر مین هین نهان عیسی مگر

آدمی کی تن کی بتخانی مین نهان / هین هزارون کعبه و دولت نهان

تو مکانی اصل تیرا لا مکان / تجهه سی کئی دانا کی هی ویران دکان

یون کها غفلت سی شیطان هوزبون / خاک کی پتلی کو سجده کیون کرون

خاک مین تو چشم کا پرده نکال / تا نظر آوی تجهی نور جلال

ظاهر اسکا خاک باطن اور هی / باطن اسکا نور سی معمور هی

یهان تلک یهه بحث کرنا هی روا / بعد ه هی بات کهنی سی جدا

ور کبهی کوشش کری تو سو هزار / کجهه نهووی راز اسکا آشکار

تا لب دریا کری گهورا گذر / سیر گهوڑی کا نهین دریا اپر

تجهکو آگی اور مرکب چاهیی / مرکب چوبین سی آگی کام لی

لب چپ ہین ہی خاموشی تری
بحریون کا خود ہنر ہی خامشی

خموشان تجھکو کرتے ہین ملول
عشق کا کہتے ہین وہ فرع و اصول

نیک تو نین جانتا اُنکی زبان
ہین وہ گویا تو سمجھتا خامشان

تو کہے اُسکو کہ کیون خاموش ہی
وہ کہے تجھکو مگر نین گوش ہی

مین ہون گویا تو ولیکن بے خبر
تیز گوشان ہین یہان پر کور و کر

مرد ستو تارات کو جب مست ہو
خواب مین کرتا ہزارون گفتگو

بیٹھہ تو پہلو مین اُسکے جاگتا
گفت و گو ہرگز نہین اُسکی سنا

مرکب چوبین گیا بحر جسکا توٹ
حال اُسکا ہی نہایت لوٹ پوٹ

غرق دریا مین ہُوا ماہی مثال
کچھہ نہین آتا بیان مین اُسکا حال

ماہی وہ گویا نہ خاموش اے عجب
حال کو اُسکے نہین نام و لقب

ین سعد و ندان حال دونون ہین اُسے
یہہ بیان کرنا ادب نین ہی کہ

ہی مثال یہہ بس ولیک وہ بے سواد
پر نہین وسوسہ مین اُس سے زیاد

تہ نشان سایہ ہی جان آفتاب
نور بے سایہ کے ہی اندر حجاب

نور جب دیویگا سایے کو جلا
تب جھلک تو پایگا اُس نور کا

زندگانی ہی فنا کے ہاتھہ مین
آب حیوان ہی مگر ظلمات مین

تن فدا کو جان کو دے دشمنی — تا نہو مغرور نفس کشتنی

ہے شکایت نفس کی قرآن تمام — دشمن جان ہے ترا وہ بدلگام

کر تجارت حق کے تنگ بازار سے — سو ہزاران گل خرید یک خار دے

جا طرف کل کے تو اے جزوی خدا — تو خودی کو چھوڑ باقی ہے خدا

تو خودی کو اپنی کر دے پائمال — تا خدا دیوے تجھے جاہ و جلال

قطرہ جان کر فدائے بحر جان — تا کہ تو ہوویگا بحر بے کران

خاتمہ اس کتاب مستطاب کا اوپر
شکر پروردگار تعالیٰ شانہ کے

شکر ہے پروردگار پاک کو — جو کیا گویا زبان خاک کو

خاک کو دانش دیا اور جان بھی — نور عرفان دولت و ایمان بھی

شکر ہے واجب ترا اے کردگار — نعمتیں آدم کو بخشیں بے شمار

شکر تیرا کون کر سکتا بشر — جو کرے انسان سو ہے مختصر

شکر تیرا اے کریم بے نیاز — تو دیا باغ ارم کو برگ و ساز

تو دیا اس باغ کو رنگ و بہا — تا قیامت ہو تو اس کا آب یا

تو دیا میری زبان کو آب و تاب — تو بنایا مجھ سے یہہ روشن کتاب

مین کہان اور ہی کہان میرا وجود — تجھ سے ہی موجود عالم ای ودود

مین پنے کو کر مرے مین بن سے دور — دے بتا میرے مین تو تیرا ظہور

تاکہ اِس نامے کو یکسر خاص و عام — شوق سے دیکھین پڑھین با احترام

ہر کسے پڑھینگا اُسکے شوق دے — جو سُنیگا اُسکو اپنا ذوق دے

پند کو اُسکے دِلون مین دے اثر — تا عبادت مین تری باندھین کمر

جو پڑھے شفقت سے یہہ میری کتاب — کر مناجات اُسکی یارب مستجاب

جو کرے رحمت سے میرے پر دُعا — دو جہان مین اُسکا بر لا مدعا

تو طفیلِ روحِ مولانائے روم — رکھ میرے نامے پہ عالم کا ہجوم

ذوق دے تیری بقا کا جان کو — ساتھ رکھ یارب مرے ایمان کو

معرفت کا دِلمین کر روشن چراغ — تا رہے دِل روشنی سے باغ باغ

کر حقیقت سے مجھے آگاہ تو — دے یقین کا نور شمع راہ تو

تو مجھے ظلمت سے غفلت کے نکال — تا دغا نا دے عدوے بدسگال

جِس گھڑی تن سے کرے پرواز جان — کر شہادت سے مری گویا زبان

اور میرا نزع جان آسان کر — کر تو میرا خاتمہ ایمان پر

نور مین دِکھلا مجھے جنت کا شہر — کر خو یارب خاتمہ میرا بخیر

سب عذابوں سے بچا یارب مجھے — میں ہوں عاصی مجھکو یارب بخش دے

فضل کر ہی فضل تیرا بیکران — رائگان تو بخش یارب رائگان

گرچہ ہوں از بسکہ بدکردار میں — لیک ہوں تیرے چمن کا خار میں

ہر چمن میں تخلبندِ مہربان — خار پر گل سے کرے ہی سایہ بان

پس مجھے ای تخلبند کائنات — دے خرابی سے دو عالم کی نجات

تو دیا انسان کی صورت مجھے — فضل کر کچھ صورتِ انسان دے

تو مجھے انسان کی خلعت دیا — نسل میں صدّیق کے پیدا کیا

شاہ علاء الدین میرا جد جد — تھی فقیری میں جسے تیری مدد

رکھ مجھے انکے قدم پر استوار — واسطے صدّیق کے ای کردگار

جان فدا ہیں وہ تیری درگاہ کے — پیشوا وہ حق ہیں تیری راہ کے

رہ مجھے پہنچائیں تا شاہِ عرب — خاتم پیغمبران محبوب رب

میں رہوں قربان انکی آل پر — اور تمام اصحاب فرّخ فال پر

تاکریں مجھ پر شفیع المذنبین — یک شفاعت کی نظر فرمادین

رحمتٌ للعالمین ہی انکی ذات — کیا عجب گر عاصیونکو دیں نجات

واسطے آلِ نبی کے ای کریم — کر ہوے احباب کو جنت مقیم

دمبدم صلوات تیرا اور سلام | اُن پہ اُنکی آل و یاران پر تمام

ختم تیرے نام پر ہوا یہہ کتاب
اے خدائے مُستعان و مُستطاب

خاتمہ

الحمد للہ والمنتہ کہ ہذا کتاب مُستطاب مسمیٰ بباغ ارم ہندی ترجمہ مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا بفضل حضرت آفریدگار و بحرمت النبی و آلہ الاطہار علیہم الصلواۃ والسلام الیٰ یوم القرار بید نور محمد ابن آخوند صاحب
عبد اللہ قریشی باہتمام خاک نعلین رسول
الثقلین محمد حسین بن المرحوم محمد سلیم مغفور
بروز دوشنبہ تاریخ ہفتم ماہ محرم الحرام
سنہ ۱۲۶۵ ہجری علیٰ صاحبہا افضل
الصلواۃ واکمل التحیات کو تمام
ہوئی

بیت

بپوش گر بخطائی رسی و طعنہ مزن
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

غلطنامہ مثنوی شریف کے ترجمہ کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۱۳	لبِ	لُب	۴۹	۱	اُنس	اِنس	۸۷	۱۴	پیک خو	نیک خو
۱۶	۱	گئی	گیا	۵۰	۱۰	لگ	لک	۸۹	۱	سیاہ	سیا
۱۹	۲	تنگ	ننگ	۵۱	۱۱	مُجھر	مچھر	۸۹	۱۵	کے	کی
۲۰	۱	اسکے	پر اُسکے	۵۲	۵	آوج	اوج	۹۰	۵	کہتے	کہے
۲۲	۱۵	عقلے	عقبہ	۵۴	۱۱	نا	ما	۹۲	۴	سرو	سرو
۲۴	۳	الماس	اَلَماس	۵۵	۱۲	ہر	پُر	۹۳	۶	انکھیون	آنکھون
۳۱	۹	اُسکا	اُسکی	۵۷	۹	اور	وہ	۹۴	۱۲	دو	دو
۳۶	۶	مشتغل	مشتعل	۶۵	۱	حبس	حس	۹۷	۸	ہرلگز	ہرگز
۳۳	۱۰	بر	پر	۷۳	۹	تیز	خیز	۹۸	۶	یکسنون	کمینون
۳۵	۶	کار	کاز	۷۶	۲	مصور	منصور	۱۰۰	۵	عید	عبد
۳۵	۷	پر	بر	۷۷	۱	شب	تب	۱۰۲	۵	زبان	زبان
۳۵	۱۳	جینا	جیسا	۷۷	۱۲	آئینے	مرات	۱۰۲	۱۳	رقو	رفو
۳۶	۲	سیر	سیر	۷۸	۳	با	یا	۱۰۴	۶	صفت	حفت
۳۸	۱۰	بر	پر	۷۸	۱۲	اپنا ر	اپنا	۱۰۴	۱	بکرونا تھنا	بکرونا تنا
۳۹	۶	تان	نان	۷۹	۳	ماکیون	پاکیون	۱۰۴	۱	صفت	حفت
۴۴	۵	بجا	بچا	۸۱	۱۲	دہو	دھو	۱۱۰	۲	راہ	رہ
۴۵	۱۴	نا	با	۸۱	۱۵	ڈالنے	ڈالے	۱۱۱	۱	سراپا	سراپا
۴۶،۴۷	۱۱	یتعرب	یثرب	۸۴	۷	نصت	نسبت	۱۱۱	۱	دام	دام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۴	۱۲	یوخیٰ	یوحیٰ	۱۵۳	۱	کے	کی	۲۳۶	۱۳	مجرے	حجرے
۱۱۵	۱۵	چوبی	جوبی	۱۵۹	۳	دُنیا	دنیا	۲۳۶	۱۵	اوماکل	اورانجل
۱۱۷	۱۳	حیثَ	حیثُ	۱۵۹	۱۵	دنیاہی	دنیائے	۲۴۰	۱۵	آخِر	آخُر
		فوگوا	فولوا	۱۶۶	۸	واجلت	واجلب	۲۴۲	۱	گُل	گل
۱۱۸	۴	مغاویہ	معاویہ	۱۶۸	۱۲	گیا	کیا	۲۴۴	۳	تا	نا
۱۲۰	۱۳	بقا	لقا	۱۶۹	۱۰	ولی	دلی	۲۴۸	۷	ویش	دین
۱۲۱	۱۵	ثا	نا	۱۷۲	۱۲	الفح	الفج	۲۴۸	۱۳	ردم	ردم
۱۲۲	۱۴	گھرتے	گھرتے	۱۷۳	۲	نہ ہیں	نہیں	۲۵۰	۱۱	چھتاہے	چاہیے
۱۲۴	۹	آوازہ	آوارہ	۱۷۹	۱۲	دیگر	دیکر	۲۵۲	۲	اوپر	اور
۱۲۵	۷	یثن	ہیثن	۱۸۵	۵	جنک	جنگ	۲۵۵	۱۲	سئے	لئے
۱۲۵	۷	ہیوں۔	ہیولہ	۱۸۷	۷	لر	گر	۲۵۸	۴	گز	گر
۱۲۸	۵	بول	دل	۲۱۱	۷	د	و	۲۵۹	۹	اسکلے	اسکا
۱۲۹	۱۰	بیابانی	پیاپانی	۲۱۱	۱۰	گھتا	گھستا	۲۶۴	۸	شاور	شاور
۱۳۵	۱۵	دلبر	دلپر	۲۲۵	۱۰	و	اور	۲۸۴	۹	نزوودیون	نزدویکی
۱۳۷	۱۰	گَل گَل	گُل گُل	۲۲۸	۶	تہگا	تہکا	۲۷۴	۱۳	سفنیہ	سفیہ
۱۳۷	۱۱	گَل	گُل	۲۳۱	۹	انگورہے	انگورہی	۲۷۹	۸	میرے	مرے
۱۴۱	۲	واہی	ماہی	۲۳۲	۱۴	دُرج	دَرج	۲۸۰	۵	ہمُم	ہم
۱۴۵	۱۳	وسنے	بائین	۲۳۵	۸	اوردنکی	اورونکی	۲۸۵	۱۳	محکمی	محکمے
۱۵۱	۱۱	بھاگ نا	بھاگنا	۲۳۶	۵	نشترگر	نشتر	۲۹۱	۱۴	لبب	لب